٥٦٥٠ع

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا

لا یخفون علینا افمن یلقی فی النار خیر امن یاتی امنا یوم القیام
اعملوا ما شئتم انه بما تعملون بصیر

رَدُّ الملاحدہ

سید شاہد صاحب نقوی

بابطال

الخلافۃ الراشدہ

حصہ دوم

چونکہ خلافت راشدہ کا استدلال نہ قول خدا اور رسول سے ہی نہ حجیت اجماع سے بلکہ امور تقدیری سے کہ اگر خدا چاہتا تو ایسا نہوتا جیسا کہ خداوند عالم قرآن مجید مین فرماتا ہی وقال الذین اشرکو لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شئی اور سیقول الذین اشرکو لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اباءنا یعنی مشرکین کہتے ہین کہ اگر خدا چاہتا تو ہم سواے خدا اور کسی چیز کی عبادت نکرتے اور مشرکین یہ کہین گے کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا۔ اسی طرح مرزائیون کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر خدا نہ چاہتا تو ابو بکر و یزید خلیفہ نہ ہوتے اسی لیے اس کتاب کا نام ردّ الملاحدہ رکھا گیا کیونکہ یہ عقیدہ بالکل ملحدانہ ہی

در مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن طبع شد

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا

لا یخفون علینا افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی آمنا یوم القیامۃ اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر

رد الملاحدہ

بابطال

الخلافۃ الراشدہ

چونکہ خلافت راشدہ کا استدلال نہ قول خدا و رسول سے ہے نہ حجیت اجماع سے۔ بلکہ امور تقدیری سے کہ اگر خدا چاہتا تو ایسا ہوتا یا ایسا نہوتا جیسا کہ خداوند عالم قرآن مجید مین فرماتا ہے وقال الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیء اور سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اباءنا۔ یعنی مشرکین کہتے ہین کہ اگر خدا چاہتا تو ہم سوا ے خدا اور کسی چیز کی عبادت نہ کرتے اور مشرکین پھر کہین گے کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا۔ اسی طرح مرزائیون کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر خدا نہ چاہتا تو ابو بکر و یزید خلیفہ نہ ہوتے اسی لئے اس کتاب کا نام رد الملاحدہ رکھا گیا کیونکہ یہ عقیدہ بالکل ملحدانہ ہے

در مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن طبع شد

سید نظیر حسین پرنٹر پبلشر

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد الحمد للہ کہ ردالملاحدہ حصہ اول تمام ہوچکا جس نے ایک بڑے انقلاب کو روکا کیونکہ مرزائیون کو اپنی کتاب **خلافت راشدہ** پر بڑا ناز تھا جسکی حقیقت ردالملاحدہ سے کھل گئی اور تمام عالم کو معلوم ہوگیا اس فرقہ باطلہ کے پاس نہ کوئی دلیل ہے کتاب سے نہ سنت سے بلکہ اسکا تمامتر مدار ہے واقعات تقدیری پر جو محکمہ قضا و قدر سے صادر ہوتا ہے اور اوسکو نہ کسی ملت نے اپنا متمسک قرار دیا ہے نہ کسی مذہب نے۔

ردالملاحدہ نے نہ صرف احادیث سے بلکہ خود قرآن مجید کی صدہا آیات سے اسکو ثابت کردیا کہ جس عقیدہ پر **خلافت راشدہ** کی بنا ہے وہ عقیدہ کفار ہے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے وقال الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیء کہ کہا مشرکون نے اگر خدا چاہتا تو ہم اوسکے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کرتے۔ بس کوئی مسلمان یہ نہین کہہ سکتا کہ چونکہ ابوبکر خلیفہ ہوگئے لہذا وہی خلیفہ برحق ہین۔ کیونکہ مدار دین کا حکم خدا و رسول پر ہے نہ کسی کے پادشاہ ہو جانے یا خلیفہ بنجانے پر ورنہ مثل ابوبکر بلکہ اون سے بڑھکر یزید بن معاویہ بھی خلیفہ ہوا جسکو کوئی مسلمان خلیفہ برحق نہین کہتا۔

اسی لئے خداوند عالم نے تؤتی الملک من تشاء فرمادیا کہ معلوم ہو ملک و حکومت کا ملنا نہ اسلام پر موقوف ہے نہ کفر پر بلکہ دوسرے مصالح پر

اس ردالملاحدہ کو تین چار برس سے مرزائی دیکھ رہے ہین اور جیسا اون مین جوش ہے اوس سے امید تھی کہ فوراً اسکا رد شروع ہوگا کیونکہ جہان مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث وسلمان کوئی مضمون خلاف اونکے نکالتے ہین فوراً اوسکا جواب شروع ہوجاتا ہے۔ اگرچہ وہ جواب کیسا ہی ہو جس سے معلوم ہوا کہ ردالملاحدہ نے حقیقۃً اونپر مہر لگادی کہ آجتک کسی سے جواب نہو سکا اور نہ آیندہ ممکن ہے۔

ایک شبہہ ہوسکتا ہے کہ شاید مرزائیون کی نظر اوسپر نہ پڑی ہو۔ مگر جو کتاب جستہ جستہ تین چار برس تک ایک موقت الشیوع رسالہ مین شایع ہوتی ہو اوسکی نسبت کسی طرح یہ گمان نہین ہوسکتا کہ فریق مخالف سے وہ اوجہل رہا ہو خصوصاً وہ رسالہ جسکا نام ہی الشمس ہے اور جو آریہ۔ مرزائی۔ حنفی۔ وہابی سب کی خدمت مین بصیغہ تبادلہ پہونچتا ہو۔

مگر ہم ایک دوسرا ثبوت بھی تحریری رکھتے ہین کہ ردالملاحدہ پر مرزائیون کی اچھی طرح نظر پڑی اور اونہون نے بغور دیکھا مگر بمضمون فبہت الذی کفر جواب نہ دیسکے کیونکہ جب اس کتاب کی اشاعت الشمس مین شروع ہوئی تو اوس وقت اڈیٹر بدر قادیان نے ایک مضمون اسپر لکھا تھا ملاحظہ ہو نمبر ۴۲ جلد ۹ مورخہ ۱۸ اگست سنہ ۱۹۱۰ع۔

الشمس کی ظلمت افشانی۔ روافض کی شموس الفطرتی نے اسلام کو کچھ کم نقصان نہین پہنچایا کہ اب شیعہ سنی کے جھگڑون کو تازہ کرنیکے لئے اس نئے رسالے نے جنم لیا۔ آپنے ہزبر میدان مناظرہ مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی لاجواب تصنیف کی تردید شروع کی ہے۔

میرے ایک دوست نے مجھے تحریک کی کہ اسکا جواب لکھون۔ لیکن مین تو اس پر معمولی نوٹس لینے کی بھی کچھ ضرورت نہین سمجھتا کیونکہ مولانا کی عبارت جو خصم نے جواب دینے کے لئے نقل کی بودی تحریر کا کافی جواب ہوسکتی ہے۔

(۲) چنانچہ دیکھئے یہ شخص کس بیباکی سے قرآن کریم کے نصوص بینہ کے صریحاً خلاف لکھتا ہے کہ یہ دنیاوار امتحان ہے غلبہ اور قوت ہمیشہ کفار فجار کو ملا کیا۔ اے نادان! اے احمق پوش انسان سن! قرآن مجید فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ ل قسم پھر ن ثقیلہ یعنی اللہ تعالی نے فرض کردیا ہے۔ کہ ضرور ضرور مین اور میرے فرستادے غالب ہین گے اور تم کہتے ہو کہ غلبہ ہمیشہ کفار و فجار کو ملا کیا خدا تعالے

توفرماتا ہے۔ لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا۔ کہ کافرون کو مومنون پر کوئی غلبہ نہین اور تم کہتے ہو کہ غلبہ کفار فجار کو ملا کیا۔ خدا تو ایک مذہب کی دلیل حقیت فرماتا ہے۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ کہ اے عیسٰی جو تیرے تابع ہوے ان کو کفار پر غلبہ قیامت تک دے رکھونگا۔ اور تم کہتے ہو۔ کہ غلبہ و قوت ہمیشہ کفار و فجار کو ملا کیا۔ خداتعالی فرماتا ہے انّ الارض یرثہا عبادی الصّالحون۔ ارض اور پھر خاص اس زمین مبارک کے وارث میرے صالح بندے ہونگے اور تم کہتے ہو کہ غلبہ ہمیشہ کفار و فجار کو ملا کیا۔ خدا تعالی تو فرماتا ہے۔ کہ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون۔ دیکھو البتہ تحقیق یہ بات ہمارے مرسل بندون کیلئے تقدیر مین لکھی جاچکی ہے کہ تحقیق وہی البتہ وہی نصرت دئے جاینگے۔ اور ہمارا لشکر ہی ہان البتہ وہی غالب رہینگے۔ ذرا سبقت کلمتنا۔ انہم۔ لہم۔ انّ پر غور کرو اور اپنے اس قول سے شرماؤ۔ کہ غلبہ ہمیشہ کفار فجار کو ملا کیا۔ اور سنو خدا نے فرمایا۔ کہ فان حزب اللہ لہم الغالبون کہ اللہ والون ہی کو غلبہ حاصل ہوگا۔ اس لہم نے جو بات پیدا کی ہے اُسے اہل علم خوب سمجھتے ہین اور آپ ہین کہ غلبہ کفار فجار سے مخصوص کرتے ہین۔ پھر خدا فرماتا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین۔ غلبہ و عزت تو اللہ ہی کیلئے ہے۔ اور اُس کے رسول کیلئے اور مومنون کیلئے۔ اور آپ گل افشانی فرماتے ہین کہ کفار و فجار کو غلبہ ملا سچ ہے ولکن المنافقین لایعلمون۔ پھر ایک اور آیتہ پیش کرتا ہون۔ خدا نے فرمایا کہ۔ انّ الّذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم اعظم درجۃ عنداللہ اولئک ھم الفائزون۔ کامیاب و غالب گروہ تو وہ ہے جو ایمان لایا اس پر قایم رہے۔ ہجرت کی۔ خدا کی راہ مین مجاہدات کئے اپنے مالون سے اپنی جانون سے اور آپ کہتے ہین غلبہ حق ہے کافر و فاجر کا کبرت کلمۃ تخرج من افواھہم ان یقولون الا کذبا۔ اس سے آگے آپ ایک موقعہ پر افترا پردازی کرتے ہوے لکھتے ہین کہ صہ پھر لکھتے ہین کہ میرے بعد میری اولاد جانشین ہوگی۔ کوئی اور اس بات کا حقدار نہین ہے۔" چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ آپ افترا کرتے ہین بہتان باندھتے ہین خدا سے نہین ڈرتے اور کس جرأت سے صفحہ کا حوالہ بھی دیتے ہین۔ مگر مین لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہتا ہوا کہتا ہون کہ ہزار روپیہ

انعام لو۔ اگر تم یہ الفاظ الوصیت مین صفحہ ۶ پر دکھا دو۔ کہ "میرے بعد میری اولاد جانشین ہوگی۔ کوئی اور اس بات کا حقدار نہین ہے" مین بار بار حیران ہوتا ہون کہ یہ شخص کس قدر دلیر ہے کہ صفحہ کا حوالہ دیتا ہے۔ انور ٹڈ کا ماز ڈالتا ہے جو غیر کی عبارت مقتبسہ کا نشان ہے اور جب ہم کتاب کھولتے ہین۔ تو اس مین یہ لفظ بالکل نہین پاتے کیا ایسے ہی امانت دار شیعہ کی تحریر پر سامانہ کے علاقہ کے شیعہ اس رسالہ پر نازان ہین وہ ذرا یہ حوالہ تو نکالدین۔ پھر غضب یہ ہے کہ "مگر تم میری وصیت کو نہ بھولنا اور میری اولاد ہی کو جانشین بنانا اور اسکی آنیوالی عظمت اور روقت کو ذہن نشین رکھنا" پر پھر نشان ڈالتا ہے اور لکھتا ہے "یہ تحریر مرزا صاحب کی اپنے رسالہ الوصیت مین" اے دشمن حق خدا سے ڈر۔ یہ تقیہ کا موقع بھی نہین جھوٹ تو دنیا کے کسی مذہب مین جائز نہین کیون وہ بات کہتا ہے۔ جو مرزا صاحب نے نہین کی وہان تو صاف لکھا ہے اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہین میرے نام پر میرے بعد لوگون سے بیعت لین۔ ہان آپنے ایک شخص کی اپنی ذریت سے مامور من اللہ ہونے کی خبر دی ہے اور اس کے ماننے کا حکم بھی بلحاظ ذریت نہین دیا بلکہ اس لئے کہ خدا سے اپنے قرب و وحی سے مخصوص کریگا (۳) اس قسم کی افترا پردازی کرتے ہوے آپ مولوی عبدالکریم صاحب کی اس دلیل پر جرح کرتے ہین۔

"خدا کا کلام اور اس کے ضمن مین خدا کا کام استخلاف کے وعدہ مین یون پورا ہوا" کہ اس سے معلوم ہوتا ہے جو ہوا وہی حق ہے۔ یہ اصل صحیح ہے۔ تب تو شرک۔ سرقہ۔ زنا وغیرہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ اسپر آپ جبر و اختیار کی بحث لے بیٹھے ہین۔ جو رسالہ زیر ریویو مین تکمیل نہین ہو سکی۔

یہ ایک بھاری مغالطہ ہے جو الشمس کے ایڈیٹر نے دینا چاہا ہے دنیا مین اگر شرک ہوتا ہے یا چوری یا سرقہ تو خدا کا کام اسکی تائید نہین کرتا۔ مگر استخلاف کا وعدہ تو خدا کے کلام مین ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ امر استخلاف خدا نے اپنے ہاتھ مین لے لیا اور پھر جو خلیفہ ہوا وہ خدا کے منشاء کی ماتحت ہوا آپنے نہ تو اس کے "ضمن مین" کا لحاظ کیا اور نہ یہ دیکھا کہ خدا کے کام کے ساتھ ہی خدا کے کلام کا ذکر ہے بس آپکی تمام جرح اور جبر کی بحث بالکل فضول ہے کیونکہ مولانا تو آیت استخلاف پیش کر کے بتاتے ہین

کہ ایک طرف خدا وعدہ فرماتا ہے۔ کہ جو ایمان وصالح الاعمال ہونے مین سب سے اعلی ہین وہ خلیفے ہونگے۔ اور دوسری طرف خدا کا فعل حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمان کی خلافت راشدہ کی تصدیق فرماتا ہے۔ اور آپ شرک و زنا و سرقہ کی مثال دیتے ہین۔ جسکی تائید کلام الہی نہین فرماتا۔ پھر آپ اعتراض کرتے ہین کہ یزید بھی پھر خلیفہ ثابت ہوگا۔ مین کہتا ہون کہ تم خود دیکھتے ہو۔ کہ یزید فاسق و فاجر تھا اور خلافت کا وعدہ مومن و صالح الاعمال سے ہے پس وہ حسب تسلیم تمھارے خود ہی خلافت سے نکل گیا۔ پھر خلافت حقہ کے نشانات فرمائے کہ لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ اور خود خلفاء کی ذات کے متعلق فرمایا۔ کہ یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئًا۔ جس سے آپ لوگون کے تمام اعتراضات ہبآءً منثورا ہو جاتے ہین کیونکہ یہ تمام نشانات شیخین کی خلافت مین پائے جاتے ہین۔ ہان حضرت علیؑ کے متعلق خصم اعتراض کرسکتا ہے۔ مگر اس کا جواب ہم سے زیادہ شیعون کے ذمہ ہے۔ فی الحال اسی قدر کافی ہے" بدر۔ کالم ۲

ہمنے اس عبارت کو بجنسہ اسلئے یہان درج کیا ہے کہ جن لوگون کے ہاتھ مین رد الملاحدہ پہنچا ہے وہ اسکو دیکھین کہ مرزائیون مین اس سے کیسا تہلکہ پڑا۔ اور اس تحریر کے بعد پھر اون کا جوش کیسا جاتا رہا کہ رد الملاحدہ کے ۱۴۱ صفحے شایع ہوئے اور پھر کسی کو ہمت نہوئی کہ اوسپر قلم اوٹھاتے۔

اگر اس مضمون کا جواب علحدہ الشمس مین شایع ہوجاتا تو وہ لوگ شاید نہ دیکھتے جو رد الملاحدہ کے ناظر ہین اسلئے ہمنے اسکو اصل رد الملاحدہ مین شامل کیا تاکہ سب کی نظر سے گذرے۔ اور اوسکو مقدمہ رد الملاحدہ قرار دیا کہ وہ سلسلہ بھی نہ خراب ہو۔

خوارج کی نسبت جو جناب امیرؑ خبر دے گئے تھے کہ انکی بیخ ماری نہین گئی۔ بلکہ قیامت تک پیدا ہوتے رہینگے اوسکی تصدیق ہر زمانہ مین ہوتی رہی۔ مسیلمہ کذاب سے جو سلسلہ نبوت کاذبہ کا شروع ہوا مرزا غلام احمد قادیانی تک تو پہونچ چکا ہے۔ اب دیکھئے کون ہوتا ہے۔

ہمکو نہایت افسوس ہے کہ اڈیٹر بدر اپنے ہیرو مولوی عبد الکریم کو ہر میدان مناظرہ کا حاکم دیتا ہے مگر نہ معلوم اپنے خلفا کے لئے کونسا لقب تجویز کیا ہے جو میدان سے ہمیشہ گریزان

جسکے مقابلہ مین جناب رسالتمآب صلعم نے جناب امیرؑ کو کرار غیر فرار کا خطاب دیا اور آسمان سے لا فتی الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار کی آواز آئی۔

خلافت راشدہ کو رد الملاحدہ کے جواب کیلئے کافی سمجھنا ویسا ہی ہے کہ بت پرست اپنے بتون کو۔ خدا پرستون کے جواب مین کافی سمجھین۔ حالانکہ اسکی جرئت اونکو نہو گی۔

(۲) جس فقرہ پر انکو غصہ آیا ہے۔ اگر وہ پورا جملہ رد الملاحدہ کا نقل کرتے تو شاید ہزارہا مرزائی اس مذہب باطل سے تائب ہو جاتے۔ اسی لئے ایک فقرہ اوسکا لکھا اور پوری تحریر کو غائب کر دیا لہذا ہم وہ پورا جملہ رد الملاحدہ کا یہان لکھتے ہین تاکہ معلوم ہو کسی مسلمان کو اس جملہ سے مخالفت نہین ہو سکتی ملاحظہ ہو سطر ۷ صفحہ ۷۔

"ہم اوس خدا پر نہایت صدق دل سے ایمان لاتے ہین اور اوسکے کام اور کلام کو بہت غور سے دیکھ رہے ہین جس نے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خلافت حضرت ابوبکر کو بنائی اور دوسرے عمر تیسرے عثمان چوتھے معویہ پانچوین یزید کو اور یکے بعد دیگرے تا بہ معتصم باللہ خلیفہ عباسی اون اینٹون کا معمار بنایا تاکہ حق بینون کو معلوم ہو یہ دنیا دار امتحان ہے اور غلبہ اور قوت ہمیشہ کفار و فجار کو ملا کیا۔ اسپر وہ لوگ حقیت کا مدار نہ سمجھین۔ اپنی قوت ممیزہ سے حق و باطل مین تمیز کرین۔ اگر ایسا نہ کرتا حجت ناتمام رہتی اور کفار بھی کہتے کہ جس طرح حقیت اسلام کا معیار اوسکا غلبہ اور تسلط ہے اوسی طرح دیگر مذاہب کی حقیت کا بھی یہی معیار ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ غالب رہے یہانتک کہ تا حیات رسول اللہ صلعم جزیرہ عرب بھی پورا مسخر اسلام ہوا اور اوسوقت سلطنت کسری و قیصر بدستور قایم رہی۔ لہذا بنظر اتمام حجت خدا نے اس ذریعہ سے بھی دکھا دیا کہ دیکھو اسلام بھی اونہین مصائب مین گرفتار ہے جو مصائب دوسرے ادیان حقہ جھیل چکے کہ باطل کو قوت ملی اور حق اوس کا مغلوب ہوا"

اس عبارت کو دیکھکر کون کہہ سکتا ہے کہ کسی مسلمان بلکہ کسی متنفس کو اس سے اختلاف ہو چونکہ اگر مدار حقیت غلبہ و اقتدار ظاہری پر رکھا جائے۔ تو پھر نہ کوئی مذہب حق قرار پا سکتا ہے نہ باطل۔ اسی لئے تو خداوند عالم فرماتا ہے ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولھا بین الناس ولیعلم اللہ الذین آمنوا ویتخذ منکم

شہداء واللہ لایحب الظالمین ولیمحص اللہ الذین اٰمنوا ویمحق اللہ
اگر تمکو زخم پہونچا ہے تو اسکے پہلے قوم کو بھی زخم پہونچ چکا ہے اور ان دنون کو تو ہم آدمیون مین
پہراتے رہتے ہین اور (اسکی غرض یہ بہی ہے) تاکہ متمیز کرا دے خدا ایمان والون کو اور تملوگون
سے گواہ بنائے اور خدا ظالمون کو پسند نہین کرتا اور تاکہ خالص کر دے مومنون کو اور مٹادے
کافرون کو ۔

کیون صاحب اگر صرف غلبہ سے حقیت کا فیصلہ ہوتا تو جنگ احد مین حضرت کو کیون شکست
ہوتی اور کیون خداوند عالم اس طرح تسکین فرماتا کہ یہ تو زمانہ کی گردش ہے ۔
دیکھیے خداوند عالم اس شکست کو ذریعہ تمیز مومن ومنافق قرار دیتا ہے اور اسکا ذریعہ کہ ایمان
والے متمیز ہوجائین ۔ پھر آپ کیسے مسلمان ہین کہ دنیا کے دار امتحان ہونے اور کفار وفجار کے
غلبہ پانے سے انکار کرتے ہین ۔

ہان ہم اسکو مانتے ہین کہ اس مین زیادہ آپکا قصور نہین کیونکہ تعلیم ہی ایسی ملی ہے دیکھو
مدارج النبوۃ صنہ ۱۴۲ جلد ۲
کہ جب حضرت نے تمامی ازواج کو ایلا کیا ۔ یعنی قسم کھایا ہے کہ انکے پاس نہ آئینگے نہ جائینگے
اور ایک بالاخانہ پر آپ تشریف فرما ہین تو عمر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے دیدم کہ جامہ تنگ
در تہ بستہ وپہلوے خود برہنہ بر حصیرے از لیف خرما نہادہ وآن حصیر در پہلوے مبارک
وے تاثیر کردہ وبروسادہ چرم از لیف خرما محشو تکیہ کردہ ونزد پاہاے خود برگہا سلم انداختہ و
در خانہ ہیچ چیز جز صاعے از جو وکوزہ از آب گرم موجود نہ وپوست پارہ چند دباغت ناکردہ
بدیوار خانہ آویختہ چون این حال مشاہدہ کردم گریہ برمن زور کرد وسینہ من طرقید فرمود اے
پسر خطاب چہ میگرئی ۔ گفتم یا رسول اللہ چون نگریم کہ ترا باین حال می بینم در محنت وشدت
افتادہ قیصر وکسری در عیش وکامرانی در اثمار وانہار خوش وشاداب باوجود کفر وطغیان
وتو رسول خدا وبرگزیدہ وے دعا کن تا حق تعالیٰ بر تو وامت تو عیش را فراخ کند پس راست
نشست وفرمود اے پسر خطاب کجا کجا ودرچہ مقامی ایشان قومی اند کہ طیبات ایشان را
بنقد عاجلا درین دنیا دادہ اند وبین را آنحضرت براے تفہیم عموم ناس فرمودہ ان یاسرا

والنوار مشاہدہ واذواق ولذات باطن وحضور وجمعیت وثبوت ولوازم آن کہ درین جہان حاصل است بمقصد تفضل وربہشت برین وارد پس گفتم یا رسول اللہ ص رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولاً صلاالہ

مگر کیا رسول اللہ کے اس ارشاد فیض بنیاد پر بھی ایمان نہ لاینگے اور وہی کہتے رہینگے جو خلیفہ دوم کہتے تھے۔ حالانکہ اونہون نے تو بعد تنبیہ رسول زبانی اقرار کیا۔ اور اپنی رضامندی کا اعتراف کیا مگر آپ اوسی اصول پر قائم ہین جو خلیفہ دوم نے ظاہر کیا اور اوسپر عمل کیا کیونکہ جانتے تھے اگر رسول اللہ کا مقرر کیا ہوا خلیفہ۔ خلیفہ ہوگا تو پہر یہی فقر و فاقہ کی تعلیم ہوگی اسلئے دنیاداروں نے اتفاق کرکے وہی روش اختیار کی جو کسری وقیصر کا طرز تھا۔

خداوند عالم تو اس دنیاداری کو ایسی حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے کہ ازواج نبی سے خطاب فرماتا ہے یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتہا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحاً جمیلاً۔

کہ اے پیغمبر اپنی ازواج سے کہو کہ اگر تم زندگانی دنیا اور اوسکی زینت کو چاہتی ہو تو آؤ ہم تمکو کچھ دیکر رخصت کردین۔ مگر آپ اسی دنیوی اقتدار کو ذریعہ حقیت قرار دیتے ہین حالانکہ محض خواہش کرنے پر یہ عتاب نازل ہوا ازواج پر۔

آپ آیہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کا مصداق یزید وولید وغیرہ خلفائے بنی امیہ وبنی عباس کو جانتے ہین کیونکہ ہمنے تو ابوبکر۔ عمر۔ عثمان معویہ۔ یزید سبکو معتصم باللہ تک لکھا تھا اوسی کے معارضہ مین آپنے اس آیہ کو پیش کیا تو معلوم ہوا آپ ان کی نبوت کے بھی قائل ہین۔

مگر مشکل یہ ہے کہ اس بنیاد پر آپکو قرآن کی بہت سی آیتون مین ترمیم کرنی ہوگی۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے۔

(۱) ذلک بانھم کانوا یکفرون بایات اللہ ویقتلون النبیین بغیر الحق ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ یعنی یہ لوگ کفر کرتے خدا کے ساتھ اور نبیون کو ناحق

قتل کرتے ہین۔
جس سے معلوم ہوا کہ یہود انبیاء خدا کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔ تو پھر کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کہان صادق آیا۔

(۲) قل فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مومنین۔ یعنی انبیاء خدا کو کیون قتل کرتے ہو اگر تم مومن تھے۔ پھر یہان خدا کا وعدہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کہان چلا گیا۔

(۳) ان الذین یکفرون بایات اللہ ویقتلون النبیین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فبشرہم بعذاب الیم۔ آل عمران۔ یعنی جو لوگ کفر کرتے ہین آیات خدا کے ساتھ اور قتل کرتے ہین نبیون کو ناحق اور قتل کرتے ہین اون کو جو حکم کرتے ہین ساتھ نیکی کے انکو بشارت دو عذاب الیم کی۔ کیون صاحب خدا نے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کا دعوی کیا ہے اور خود وہ اپنے نبیون کا قتل ہونا بیان کرتا ہے تو آخر اوسکا کون سا دعوی حق ہے۔

(۴) ذلک بانہم کانوا یکفرون بایات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ آل عمران۔ اب یا تو آیہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کی تکذیب کیجئے جس سے حسب مذاق آپکے اونکا تسلط ظاہری ضروری ہے۔ یا ان آیات ذیل کو کلام اللہ سے خارج کیجئے جس مین انبیائے خدا کی ایسی مظلومی دکھائی گئی ہے کہ وہ ناحق قتل ہوتے تھے۔

بالغرض تصدیق کلام الہی کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی مین غلبہ بذریعہ دلیل و برہان مانئے کہ وہ مغلوبیت اون کی بحسب ظاہر کہ قتل کئے گئے۔

لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا سے بھی یہی مراد ہے نہ کہ اون کو ظاہری قوت و شوکت ہونا ضروری ہے۔

(۵) خدا تو فرماتا ہے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون۔

یعنی ہم ضرور ضرور تملوگون کی آزمایش کرینگے ۔خوف ۔بھوکھ ۔کمی مال اور نفس ۔ اور پھلون سے اور بشارت دو صابرون کو کہ جب مصیبت پڑتی ہین تو کہتے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون انپر خدا کی صلوات اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہین ۔

(۶) خدا فرماتا ہے زین للذین کفروا الحیوۃ الدنیا ویسخرون من الذین امنوا والذین اتقوا فوقھم یوم القیمۃ واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ۔

جس سے کافرون کا زینت دنیا مین منہمک ہونا اور اونکا استہزاو تمسخر کرنا مومنین سے مذکور ہے ۔مگر آپکو کفار و فجار کے دنیاوی اقتدار سے انکار ہے ۔

(۷) خدا فرماتا ہے ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتھم سقفا من فضۃ ومعارج علیہا یظھرون ولبیوتھم ابوابا وسررا علیہا یتکئون وزخرفا ۔

اس طرح ہزارہا آیات ہین جن مین دنیا اور اوسکی زیب و زینت کی مذمت کی ہے اور انبیا کو صبر کا حکم دیا گیا ہے فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل فرمایا مگر آپکو سب سے انکار ہے اور اونہین لوگون کو حقدار بناتے ہین جن سے دنیا موافق ہوئی ۔

زیادہ تر افسوس تو یہ ہے کہ طرفداری خلفاے جور مین آپکو اسکا بھی خیال نہین رہتا کہ مرزا صاحب کی نبوت و رسالت کہان جاتی ہے جنکو ایک روز کیلئے بھی کہین کی حکومت یا سلطنت نہین ملی ۔پھر کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کیا ہوا ۔

اے حق پوش دیکھ خود رسول اللہ صلعم کی رسالت کہان جاتی ہے جسپر تمامی اہل اسلام کا اتفاق ہے بلکہ بہت سے یہود و نصاری نے بھی حضرت کی حقیت و نبوت کا اقرار کیا ہے کیونکہ اگر غلبہ سے غلبہ ظاہری مراد ہو تو آپکو اصل اسلام سے بھی دست برداری لازم ہوگی کیونکہ تمھارے ہم مذہب اڈیٹر النجم لکھتے ہین "اس خوف کا زوال اس وقت سے شروع ہوا جبسے قیصر کی سلطنت مسلمانون نے پامال کی اور کسری کی سلطنت پامال کرنے کے بعد اس زوال کی تکمیل ہوئی ۔جس حالت مین کہ یہ دو پرشوکت سلطنتین کافرون کی باقی تھین خوف کے زائل ہونیکے کیا معنی ۔ النجم ۱۶ جلد ۵ مورخہ ۱۱ شعبان ۱۳۳۰ھ

پس جبکہ مسلمانون کا خوف بقائے سلطنت قیصر و کسری تک نہ زائل ہوا تو بہلا غلبہ رسول اللہ کیونکر ممکن ہے جس سے کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی کی تصدیق ہو سکے۔

پھر بنا بر مذاق اڈیٹر النجم سوال ہوگا کہ یہ کیسا وعدہ خداوند عالم ہے کہ فرماتا ہے لاغلبن انا و رسلی اور اوسکی تصدیق کسی وقت نہین ہوتی کہ رسول اللہ صلعم کا ۲۳ برس کا زمانہ شب و روز فکر و تردد مین بسر ہوا تیرہ برس مکہ مین رہے مگر ایسا مجبور کہ معاذ اللہ اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو خوامکاری سے نہ بچا سکے ملاحظہ ہو تاریخ خمیس صفحہ ۳۰۹ جلد ۱

اور مدینہ مین یہ حالت رہی کہ ہر طرف سے منافقین و کفار کا محاصرہ رہا اور شب و روز سے دن جنگ و جدال۔ تو کیا اسکے نسبت کوئی کہہ سکتا ہے کہ وعدہ خدا سچا ہوا۔

بعد رحلت وہ حالت رہی کہ بقول اڈیٹر النجم جب تک سلطنت قیصر و کسری نہ پامال ہوئی مسلمان خائف رہے۔

اگر اسپر بھی تسکین نہو تو تفسیر کبیر امام فخر رازی ملاحظہ ہو صفحہ ۱۷۷ جلد ۸

غلبۃ جمیع الرسل بالحجۃ حاصلہ الا ان منہم من ضم الی الغلبۃ بالحجۃ الغلبۃ بالسیف و منہم من لم یکن کذالک۔

یعنی غلبہ کل پیغمبرون کا صرف حجت و دلیل سے ہے مگر یہ کہ بعض کو غلبہ حجت کے ساتھ غلبہ بالسیف بھی حاصل ہے اور بعض کو نہین۔ تو اب دیکہئے تصدیق کلام الہی اس وقت ممکن ہے یا اوس وقت کہ غلبہ سے غلبہ ظاہری مراد لیا جائے کیونکہ کوئی پیغمبر آجتک ایسا گذرا ہی نہین جسکو تمامی کفار پر غلبہ ہوا ہو۔ پہر بقول اڈیٹر صاحب ل قسم۔ پھر نون ثقیلہ یعنی اللہ تعالی نے فرض کر دیا ہے کہ ضرور مین اور میرے فرستادے غالب رہینگے" کیا ایسا ہلکا ہوگا کہ چند گاؤن پر رسول کا تسلط ہوگا اور وعدہ خدا پورا ہو جائیگا۔ کیا آپکے نزدیک قسم خدا اور نون ثقیلہ کے ساتھ تاکید کی یہی شان ہے ؟

پھر وہ آیتین کیا ہونگی جن مین خدا نے انبیا کے مقتول ہونیکی خبر دی ہے کیا وہ سب رسول نہین تھے ؟ کیا وہ سب قتل ہونے پر بھی غالب رہے۔

ہان اگر یہ معنی لیا جائے کہ غلبہ سے مراد غلبہ بدلیل و برہان ہے تو پھر نہ کسی طرح کا تعارض

ہو گا اور نہ تنافی اور نہ آپکو غلبہ کفار و فجار سے انکار کی ضرورت پڑیگی جو انکار بدیہیات ہی۔

دوسرا آیہ لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا تو ایسا صریح آیہ ہے کہ کسی طرح اوس مین آپکو تاویل کی گنجایش بھی نہین کہ اس سے مراد وہی دلیل و برہان ہے جس سے کبھی کوئی کافر مومن سے سر بر نہین ہو سکتا۔ ورنہ پھر آپکو رسالت سے انکار کرنا ہو گا کیونکہ جنگ احد مین لشکر اسلام مغلوب ہوا اور بہت سے مومنین صالحین شہید ہوے۔

پھر آپکو خلافت خلیفہ دوم سے بھی بلکہ اونکے ایمان سے بھی انکار کرنا ہو گا کیونکہ بقول آپکے ایک کافر نے اونکو قتل کیا لہذا وہ مومنین سے خارج ہوے۔

تیسرا آیہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ تو آپکے لئے قیامت ہے کیونکہ آپلوگ سب سے بڑھکر دشمن حضرت عیسیٰ ہین پھر فرمایئے آپکو اپنے کفر مین کیا عذر ہے اور تابعان حضرت عیسیٰ کا آپ پر غلبہ بھی بدیہی ہے کہ ادنی اونے حکام نصاری کے سامنے آپکے مرزا دست بستہ سر بسجود رہے۔ تو پھر تعجب ہے کہ اس آیہ سے آپ استدلال کرین

رہا یہ امر کہ اس آیہ سے یہ استدلال کہ حضرت عیسیٰ کو غلبہ ظاہری بھی حاصل ہوا ایسا بدیہی البطلان ہے کہ حاجت بیان بھی نہین کیونکہ سب جانتے ہین یہود نے اونکو پکڑکر دار پر چڑھایا جسپر حسب عقیدہ اہل اسلام وہ خدا کے یہان آسمان پر گئے۔ اور بقول نصاری اونہون نے سولی پائی۔

مرزائیون کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا اوسی وقت انتقال ہو گیا پھر یا تکذیب کلام الہی کیجیے گا یا یہ کہئے گا کہ اس سے بھی مراد تسلط حجت و برہان ہے۔ کیونکہ اصلی تابع حضرت عیسیٰ اہل اسلام ہین جو ہر طرح عیسائیون اور مرزائیو نپر غالب ہین اگرچہ باعتبار حکومت دنیوی مغلوب و مقہور ہون۔

اگر آپکے معنی مراد ہون کہ اس سے ظاہری غلبہ مراد ہے تو پھر لازم آتا ہے کہ تمامی مسلمین کو آپ کافر کہئے کیونکہ سب جانتے ہین اس وقت ظاہری غلبہ ہر طرح نصاری کو ہے تو بنا بر نص صریح وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا آپکو ماننا پڑیگا کہ مصداق الذین کفروا اہل اسلام ہین جو ہر طرح مغلوب و مقہور ہین ولا یقول بہ مسلم۔

چوتھا آیہ ان الارض یرثہا عبادی الصالحون ہے یہ آیہ سورہ انبیا مین ہے۔
یوم نطوی السّماء کطی السجل للکتب کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا
اناکنا فاعلین ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی
الصّالحون ان فی ھذا البلاغا لقوم عابدین وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
جس روز ہم آسمان کو اس طرح لپیٹینگے جس طرح خطوط کے طومار لپیٹے جاتے ہین۔ جس طرح ہمنے پہلی
پیدا کیا تھا اوسی طرح دوبارہ پیدا کرینگے وعدہ پورا کرنا ہمپر لازم ہے ایسا ہی کرنے والے ہین اور
ہمنے زبور مین لکھدیا تھا بعد (توراۃ) کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہونگے۔ اس مین
بلاغ ہے قوم عابدین کیلئے اور ہمنے تمکو نہین بھیجا ہے مگر رحمت واسطے عالمین کے۔

اس آیہ کو آپنے ہمارے سامنے پیش کیا ہے معارضہ مین اسکے کہ ہمنے لکھا تھا غلبہ ہمیشہ کفار و
فجار کو ملا کیا۔ مگر افسوس آپنے اسپر نہ غور کیا کہ اگر یہ آیہ آپکے مطلب کے موافق ہو تو ایک منٹ کیلئے
بھی یہ کلام سچ اور صادق ہو سکتا ہے کیونکہ مطلب تو اسکے یہی ہین کہ زمین کے وارث
صالحین ہی ہونگے۔ تو کیا کوئی زمانہ ایسا نکل سکتا ہے کہ غیر صالحین وارث نہین ہوے
ہان شاید جس زمانہ مین صرف حضرت آدمؑ تھے اوس وقت اسکی تصدیق ہو سکے ورنہ قصہ
ہابیل و قابیل تو خود حضرت آدمؑ ہی کے زمانہ مین پیدا ہوا تھا۔ یا جب حضرت نوحؑ کے طوفان کے
بعد چند مومن اہل سفینہ آباد ہوئے تھے اوس وقت ممکن ہے۔

مگر یہ فرمان ایزدی تو بعد حضرت نوحؑ ہے تو کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ زمین کے وارث صرف صالحین
ہوے۔ پھر کیونکر اسکی تصدیق ممکن ہے۔

تو کیا اثبات صحت خلافت خلفائے ثلثہ کیلئے آپ تکذیب کلام الٰہی گوارا کر سکتے ہین۔ حالانکہ
اس صورت مین بھی اثبات صحت خلافت ناممکن ہے کیونکہ نہ وراثت سے خلافت ثابت
ہو سکتی ہے۔ نہ خلافت سے وراثت۔

اگر یہ تاویل کیجئے کہ بعضیت مراد ہے کہ کفار کے ساتھ مومنین صالحین کو بھی وراثت ملی تو پھر
اس مین شرف ہی کیا ہے اور یہ خدا کا وعدہ ہی کیا ہوا کہ ہے تو وراثت مومنین صالحین کو اور حاصل
ہو کفار کو بھی بلکہ ہمیشہ اونکو زیادہ ملے۔

اسکے ساتھ یہ بھی سمجھ لو کہ تمھارے مرزا کا تانا بانا سب بگڑتا ہے جنکو نہ کہین چپہ بہر حکومت ملی نہ کسی قسم کی وراثت تو عباد صالحین سے بھی وہ خارج ہوے۔

بخلاف ائمہ طاہرین کے کہ وہ ہمیشہ وارث زمین رہے خواہ اونکو حکومت و خلافت ملی ہو یا نہو کیونکہ وہ قدیم الایام سے بادشاہ مکہ تھے اور بعد رحلت رسول مکہ و مدینہ اور تمام ممالک اسلامی کے شریف و رئیس رہے اگرچہ خلافت و حکومت نہ ملی ہو۔

افسوس یہ ہے کہ بدقسمتی سے ہمکو مرزائیون مین جو ملا ایک ہی رنگ کا۔ کیونکہ خلافت راشدہ کے مولف اوسی رنگ تھے کہ ایک حرف بھی علمی رنگ مین نہ لکھا۔ اڈیٹر بدر ہین تو اون سے زیادہ تیز گویا قلیب بدر کے مردون کی روح اون کے بدن مین حلول کر آئی ہے۔ کیونکہ یہ وہ آیہ ہے جسکے سمجھنے مین امام فخر الدین رازی ایسا شخص قاصر رہ گیا ملاحظہ ہو تفسیر کبیر صفحہ ۲۰۰ جلد ۶

اما قوله تع ان الارض یرثها عبادی الصالحون ففیه وجوه (احدها) الارض ارض الجنة والعباد الصالحون هم المومنون العاملون بطاعة الله تع فالمعنی ان الله تعالی کتب فی کتب الانبیاء علیهم السلام وفی اللوح المحفوظ انه سیورث الجنة من کان صالحا من عباده وهو قول ابن عباس رضی الله عنهما ومجاهد وسعید بن جبیر وعکرمه والسدی وابی العالیه وهولاء اکدوا هذا القول بامور (اما اولا) فقوله تع واورثنا الارض نتبوأ من الجنة حیث نشاء فنعم اجر العاملین (واما ثانیا) فلانها الارض التی یختص بها الصالحون لانها لهم خلقت وغیرهم اذا حصل معهم فی الجنة فعلی وجه التبع فاما ارض الدنیا فلانها للصالح وغیر الصالح (واما ثالثا) فلان هذه الارض مذکورة عقیب الاعادة الارض التی هذا وصفها لا تکون الا الجنة (واما رابعا) فقد روی فی الخبر انها ارض الجنة فانها بیضاء نقیة (ثانیها) ان المراد من الارض ارض الدنیا فانه سبحانه وتعالی سیورثها المومنین فی الدنیا وهو قول الکلبی وابن عباس فی بعض الروایات ودلیل هذا القول قوله سبحانه وعد الله الذین امنوا

قولہ لیستخلفنہم فی الارض و قولہ تعٰ قال موسی لقومہ استعینوا باللہ واصبروا ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ (وثالثہا) ھی الارض المقدسۃ یرثہا الصالحون ودلیلہ تعٰ واورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربہا التی بارکنا فیہا ثم بالاٰخرۃ یورثہا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عند نزول عیسٰی بن مریم علیہ السلام۔

یعنی اس آیہ کی تفسیر مین کئی وجہ ہے وجہ اول یہ کہ مراد اس سے ارض جنت ہے۔ اور عباد الصالحون سے مومنین مراد ہین جو طاعت خدا بجالاتے ہین۔ تو مطلب یہ ہوے کہ خدا نے کتب انبیا اور لوح محفوظ مین لکھا ہے کہ وارث جنت وہ ہوگا جو صالح ہوگا اوس کے بندون سے یہ قول ابن عباس۔ مجاہد سعید بن جبیر۔ عکرمہ۔ سدی۔ ابوالعالیہ ہے۔

ان لوگون نے اسکی تائید مین تین دلیلین پیش کی ہین۔ ایک تو آیہ واورثنا الارض نتبوء من الجنۃ حیث یشاء فنعم اجر العاملین ہے (جو سورہ زمر مین ہے پ۲۴ ع ۵ وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمرا حتی اذا جاؤھا وفتحت ابوابہا و قال لھم خزنتہا سلم علیکم طبتم فادخلوھا خالدین وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لیجاینگے یہانتک کہ جب اسکے پاس پہونچ جائینگے اور اوسکے دروازے کھول دیئے جاینگے اور اوسکے دربان کہینگے تم پر سلام ہو خوب خوش رہے تو اوس مین ہمیشہ کیلئے داخل ہوجاؤ۔ اور وہ کہینگے کہ خدا کا شکر ہے جسنے اپنے وعدہ کو سچا کیا اور ہمکو اوسکی زمین کا وارث بنایا ہم بہشت مین جس مکان مین چاہین رہین پس اچھے عمل کرنے والون کا بدلا بھی کیا خوب ہے۔

اس آیہ سے اون کا استدلال یہ ہے کہ چونکہ یہ مسلم ہے کہ القرآن یفسر بعضہ بعضا یعنی قرآن سے بعض کی تفسیر ہوتی ہے۔ لہذا جس طرح یہان ارض سے مراد ارض جنت ہے اوسی طرح یہان بھی ارض سے مراد ارض جنت ہے۔ لفظ وراثت بھی دونون مین مشترک ہے لہذا معلوم ہوا کہ جنت مراد ہے)

دوسری دلیل اون کی یہ ہے کہ دنیا کی زمین تو صالح و غیر صالح دونون کیلئے ہے۔ بخلاف ارض جنت کہ وہ البتہ مخصوص ہے عباد صالحین کیلئے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ خدا نے اس وراثت ارض کو بعد ذکر اعادہ فرمایا (کما بدانا اول خلق نعیدہ کہ جیسا پہلے پیدا کیا تھا ویسی طرح پھر اونکو پھیرینگے) لہذا معلوم ہوا کہ مراد وراثت ارض سے وہی وراثت ہے جو بعد اعادہ حاصل ہو جو جنت مین ہوگی نہ دنیا مین۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ حدیث مین وارد ہے کہ مراد اس سے ارض جنت ہے جو سفید اور پاک ہوگی۔

وجہ دوم یہ ہے کہ بعض روایت مین ابن عباس سے آیا ہے اور اصل قول کلبی ہے کہ مراد اس ارض سے ارض دنیا ہے جسکا وارث کریگا مومنین کو (کسی آیندہ زمانہ مین) اور دلیل اسکی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے وعد اللہ الذین امنوا لیستخلفنہم فی الارض اور کلام حضرت موسیٰ مین خداوند عالم نقل فرماتا ہے استعینوا باللہ واصبروا ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ (مگر اس مفسر نے اسپر غور کیا کہ آیہ ان الارض یرثہا عبادی الصالحون مین اور ان آیات مین کیا فرق ہے۔ کیونکہ ان الارض یرثہا عبادی الصالحون کا مطلب حصر ہے کہ غیر عباد صالحین وارث نہین ہو سکتے۔ بخلاف ان آیات کے کہ ان مین کوئی کلمہ حصر نہین ہے۔ بلکہ وعدہ ہے مومنین سے استخلاف کا۔ اس سے نفی غیر نہین نکلتی بخلاف آیہ اولی۔

دوسری آیہ مین جو خطاب حضرت موسیٰ مین ہے۔ اسکا کوئی ذکر ہی نہین کہ وارث ارض مومنین ہونگے یا غیر مومنین الارض للہ یورثہا من یشاء۔ پھر ان آیات سے اوس آیہ کی تفسیر کیونکر ممکن ہے جس مین حصر ہے۔ اسکی نظیر تو خود کلام اللہ مین موجود ہے تو تی الملک من یشاء۔ پھر اس سے تفسیر آیہ حصری کیونکر ممکن ہے لہذا معلوم ہوا یہ تفسیر بالکل خلاف قرآن ہے۔

وجہ سوم یہ ہے کہ مراد اس سے وہ ارض مقدس ہے جسکے وارث صالحین ہونگے جسکی دلیل قول خدا ہے واورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربہا التی بارکنا فیہا۔ اسکی وارث امت محمدیہ ہوگی وقت نزول حضرت عیسیٰ بن مریم۔

یہ ہے مفسرین اہلسنت کا بیان جس مین زیادہ تر لوگ اسی کے قائل ہین کہ یہ ارض ارض جنت ہے جسکے وارث عباد صالحین ہونگے کیونکہ اس زمین کے وارث تو عباد صالح و غیر صالح دونون ہین۔ اور جو لوگ اس زمین کی وراثت کے قائل بھی ہین۔ تو وہ اس کو وقت نزول حضرت عیسیٰؑ پر لے جاتے ہین کہ جب وہ نازل ہونگے تب یہ وعدہ پورا ہوگا۔

مگر آپکو تو حضرت عیسیٰؑ کے نزول سے بھی انکار ہے اور اون کی حیات سے بھی لہذا بجز اسکے کہ کہئے مراد اس سے وراثت ارض جنت ہے اور کوئی چارہ کار نہین۔

پھر فرمائیے ہمارا دعوی ثابت ہوا یا نہین جو کہتے تھے کہ غلبہ ہمیشہ کفار و فجار کو رہا کیا بد اسکو ثابت کیجئے کہ ایک روز کیلئے بھی صرف عباد صالحین ہی دنیا کے وارث تھے۔

تفسیر ابو سعود مین ہے صفحہ ۲۲ برحاشیہ تفسیر کبیر جلد ۶

ای عامۃ المومنین بعد اجلاء الکفار وھذا وعد منہ تعالیٰ باظھار الدین واعزاز اھلہ وعن ابن عباسؓ ان المراد ارض الجنۃ کما ینبی عنہ قولہ تعالیٰ وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجنۃ حیث نشاء وقیل الارض المقدسۃ یرثھا امۃ محمدؐ۔

یعنی صالحین سے مراد عامہ مومنین ہین بعد اخراج کفار اور یہ وعدہ خدا ہے باظہار دین واہل دین حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ مراد اس سے ارض جنت ہے جیسا کہ خداوند عالم واورثنا الارض مین فرماتا ہے اور کہا گیا ہے کہ مراد ارض مقدس ہے جسکے وارث امۃ محمدؐ ہونگے۔

تفسیر در منثور مین ایک چوتھا قول بھی ہے الارض التی تجمع الیھا ارواح المومنین حتی یکون البعث صفحہ ۳۴۱ جلد ۴

کہ مراد اس سے وہ زمین ہے جس مین مومنین کی روحین جمع ہوتی ہین روز بعث تک۔

تو کیا اس آیت سے آپ یہ ثابت کر سکتے ہین کہ غلبہ کفار و فجار کو نہین رہا جو ہوا ہی ہے اور کسی کو اوس مین عذر نہین تمام قرآن اس شکایت سے بھرا ہوا ہے کہ حکم خدا کو نہین مانتے ایمان نہین لاتے سرکشی و [illegible] کرتے ہین

پانچوان آیہ آپ لکھتے ہین ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون ۔ مگر یہ معلوم اس سے آپکا مطلب کیونکر ثابت ہوا کیونکہ نصرت وغلبہ سے ظاہری غلبہ مراد ہو۔ تو وہ سب آیتین غلط ہو جاتی ہین جنمین خدا نے قتل انبیا کی خبر دی ہے و یقتلون النبیین بغیر حق کہ پیغمبرون کو ناحق قتل کرتے تھے ۔ تو کیا وہ مرسلین نہ تھے وہ جند اللہ نہ تھے جو مقتول ہوے ۔

پس یا تو اختلاف کے قائل ہوئے کہ قرآن مین اسقدر اختلاف ہے کہ ایکدفعہ اون کی مقتولیت کی خبر دیجاتی ہے ایک دفعہ اونکے منصوریت وغلبہ کی ۔ یا یہ کہئے کہ نصرت وغلبہ باعتبار حجت وبرہان ہے اور مغلوبیت ومقتولیت باعتبار ظاہر حال ۔

دیکھئے تفسیر کبیر مین ہے جلد ۷ صـ۱۷۱

واما النصرة والغلبة فقد تکون بقوة الحجة وقد تکون بالدولة والاستیلاء وقد تکون بالدوام والثبات فالمومن وان صار مغلوبا فی بعض الاوقات بسبب ضعف احوال الدنیا فھو الغالب ولا یلزم علی ھذہ الایة ان یقال فقد قتل بعض الانبیاء وقد ھزم کثیر من المومنین ۔

یعنی نصرت وغلبہ کبھی تو قوت دلیل سے ہوتا ہے اور کبھی دولت واستیلا سے اور کبھی دوام وثبات سے پس مومن اگرچہ مغلوب ہو جاتا ہے بعض اوقات مین بسبب ضعف احوال دنیا مگر حقیقت مین وہ غالب ہے لہذا یہ اعتراض نہین ہو سکتا کہ بعض انبیا قتل ہوے اور بہت مومنین نے ہزیمت پائی ۔

غرض انسان کو چاہیے ہمیشہ بات سمجھ بوجھ کر کہا کرے اور وہ بات منہ سے نہ نکالے جو لغو اور غلط ہو کیونکہ کون شخص بسا دنیا مین ہے جو اس سے انکار کر سکتا ہے کہ کثرت ہمیشہ کفار کی رہی ۔ وما امن معہ الا قلیل ۔ وقلیل من عبادی الشکور ۔ الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ھم ۔

تو اب یون کہہ سکتے ہے کہ قلیل مقدار مومنین صالحین کی ہمیشہ ظاہری حالت مین غالب رہی ۔ حالانکہ کثرت کفار وفجار ومنافقین کی بھی تصریح اوسی قرآن مین موجود ہے بل

اکثرہم لایومنون - ولاکن اکثرالناس لایشکرون + وان اکثرکم فاسقون - وغیرہ صدہا آیات جن مین کثرت کفار و فاسقین کی تصریح ہے - تو پھر کس منہ سے آپ غلبہ کفار و فجار سے انکار کر سکتے ہین -

اگر اس تقریر پر بھی آپ ایمان نہ لاینگے تو اپنے مرزا صاحب کی تحریر ملاحظہ فرمایئے جنکو نبی مرسل مانتے ہین کہ اپنی کتاب الوصیت مین لکھتے ہین یہ خدا تعالی کی سنت ہے اور جبسے کہ اس نے انسان کو زمین مین پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیون اور رسولون کی مدد کرتا ہے اور انکو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا رسولون اور نبیون کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جاے اور اسکا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالی قوی نشانون کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا مین پھیلانا چاہتے ہین اسکی تخم ریزی انہین کے ہاتھ سے کر دیتا ہے صث

اس تفسیر کے بعد تو اڈیٹر صاحب کو اسکے تسلیم مین عذر نہو گا کہ غلبہ انبیا سے مراد غلبہ اون کا بدلیل و برہان ہے نہ کہ بزور شمشیر و تلوار - پھر اسکو بھی سمجھ لیجیے کہ اس معنی سے ائمہ اطہار کو غلبہ تھا یا نہین - کیونکہ اس سے تو کوئی انکار نہین کر سکتا جتنے ناصبین و ظالمین تھے وہ سب حقیت کے مقر تھے خواہ ابوبکر ہون یا عمر معویہ ہو یا یزید جنکے کلمات تمامی کتب تواریخ و سیر مین مذکور ہین - اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہے کہ اگرچہ حکومت دنیاوی دشمنان دین کو حاصل تھی مگر اسلام کی روحانیت جو مقصود اصلی ہے وہ ائمہ طاہرین ہی سے نمایان رہی ملاحظہ ہو دلائل النبوۃ - شواہد النبوۃ وغیرہ صدہا کتب اہلسنت جس مین کس تصریح سے دکھایا ہے کہ حضرات اثبات اسلام اور ترویج شریعت خیرالانام دکھایا گیا ہے کہ اسلام اپنے اصلی معنون پر اگر باقی رہا تو انہین حضرات کی بدولت -

دوسرا اعتراض آپ ان الفاظ سے شروع کرتے ہین - اس سے آگے آپ ایک موقعہ پر افترا پردازی کرتے ہوے لکھتے ہین -

الجواب - درحقیقت یہ اعتراض درست ہے - مگر آپکے کل الفاظ کے مخاطب اڈیٹر اہلحدیث

ہین جن سے ہمنے یہ مضمون لیا تھا اوس وقت تک **الوصیت** کو نہین دیکھا تھا لہذا ہم بھی آپکے ساتھ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کو طیار ہین آپکی مزید تشفی کیلئے پوری عبارت اہلحدیث نقل کرتے ہین ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۲۶ھ ۳ جلد ۵

مرزاجی کی دوکانداری اور دنیا پرستی

آجکل جبکہ مرزاجی فوت ہوچکے اور اُنکی جگہ پر حکیم نورالدین خلیفہ مقرر ہوگئے ہین اُن کے اس تقرر سے مرزائی اخبار بدر مرزاجی کی سچائی پر استدلال کرتا ہے چنانچہ اُسکے اپنے الفاظ حسب ذیل ہین۔

"ہمارا مسیح جیساکہ نادان مخاطب سمجھتا ہے اگر دنیا پرست ہوتا اور دنیا کیلئے اُسنے یہ دوکان نکالی ہوتی تو ضرور اپنا جانشین اپنی اولاد مین سے مقرر کر جاتا کیونکہ ایک دنیا پرست سے ناممکن ہے کہ وہ اپنی عمر کی کمائی اور محنت کا ثمرہ کسی غیر کے سپرد کر جائے۔ اور یہ تو سب مانتے ہین کہ آپ اگر ایسا کوئی حکم بلکہ اشارہ تک بھی فرما دیتے تو سب احمدی اس پر عمل کرنا اپنی سعادت دارین سمجھتے مگر آپنے ایسا نہین کیا حالانکہ آپنے وصیت لکھی جیساکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ۵ پس صاف ثابت ہے کہ وہ مبارک خدا کی طرف سے مامور تھا اور دنیا کی طرف ذرا بھی ہوس اس مین نہ تھی۔ اللہم صل علیہ وسلم"

جواب ہمارا دعوی ہے کہ مرزاجی پکے دوکاندار اور اعلی درجہ کے دنیا پرست تھے ہم بھی اپنے دعوی کا ثبوت اوسی طریق پر دیتے ہین جس طریق پر بدر نے اُنکے دیندار ہونے پر دیا ہے۔ یعنی ہم بھی پہلے اُن کی خلافت ہی کے مسئلہ کو لیتے ہین۔ اور اس سے ثابت کرتے ہین کہ مرزاجی پکے دنیادار تھے بس ذرا کان لگا کر سنئیے اکہ یہ خلافت مرزاجی کے منشا سے ہرگز واقعہ نہین ہوئی۔ ہم اپنے اس دعوی کو اُنھین کے رسالہ الوصیت سے ہی ثابت کرتے ہین سنو! مرزاجی الوصیت کے صـ۶ پر لکھتے ہین۔

-"اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہین میرے نام پر میرے بعد لوگون سے بیعت لین"

اس فقرہ کے حاشیہ پر اسکی وضاحت اور تفسیر یون بیان فرمائی ہے:-

"ایسے لوگون کا انتخاب مومنون کے اتفاق رائے پر ہوگا پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن

۵ کب وہان تو ان الرجل ہے یہ کہا گیا اڈیٹر

اتفاق کرین گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگون سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہیئے کہ وہ اپنی تئین دوسرون کیلئے نمونہ بناوے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مین تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قایم کرونگا اور اُسکو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اُسکی ذریعہ سے حق ترقی کریگا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرین گے سو اُن دنون کے منتظر رہو اور تمہین یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت مین ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دہوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیساکہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ مین صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے" الوصیت صہ۶۔

پس ایڈیٹر بدر ذرا غور سے مرزاجی کی وصیت کی وہ عبارت زیر خط پر نظر ڈالے اور سوچے کہ اسکے کیا معنی ہین مرزائیو! مرزاجی کی اصلی وصیت یہ تھی جسکو تم لوگون نے گوز شتر سمجھکر پس پشت ڈالدیا اور اسکی پرواہ نکرکے حکیم جی کو خلیفہ بنالیا۔ حالانکہ مرزاجی صاف اور واضح الفاظ مین بتلا رہے ہین کہ میرے بعد میری اولاد جانشین ہوگی کوئی اور اس بات کا حقدار نہین ہے۔ بلکہ یہانتک اس بات کو واضح کردیا کہ اگر میری اولاد نالائق اور ناقابل بھی معلوم ہو تو تب بھی اُسکی جدی وقت کو جو آئندہ اس مین ظاہر ہوگی فراموش نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ہر ایک نیک آدمی جو بڑے اعلی پایہ کا ہوتا ہے اُسپہ بھی ایک وقت آیا ہوتا ہے کہ وہ ایک ناقابل ذکر نطفہ کی حالت مین ماں کے پیٹ کے اندر ہوتا ہے۔ پس تمنے میری اولاد کی اصلی حقیقت پر نظر ڈالنا اور اُسے میرے بعد میرا جانشین بنالینا پھر فرماتے ہین کہ ممکن ہے کہ وہ جب جانشین اور خلیفہ مقرر ہونے کے وقت معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دہوکہ دینے والے خیالات (یعنی کم عمری یا کم علمی) کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔ مگر تمنے میری وصیت کو نہ بھولنا اور میری اولاد ہی کو میرا جانشین بنانا اور اُسکی اصلی آئندہ کی عظمت اور وقعت کو ذہن نشین رکھنا۔

یہ ہے مرزاجی کی اصلی وصیت .... جس مین اُنہون نے اپنی اولاد کے خلیفہ بنانے کے متعلق صرف اشارہ ہی سے کام نہین لیا بلکہ صاف الفاظ مین ہدایت کردی۔ پس اگر مرزائیون نے مرزاجی کے بعد اُنکی اس واضح وصیت کا خلاف کرکے حکیم جی کو خلیفہ بنالیا تو اس سے

مرزاجی کے دیندار ہونے پر کسی طرح استدلال نہین ہوسکتا مرزاجی کو اس سے کیا دخل جبکہ اُنکی وصیت اور رُوح اس خلافت کی مخالفت مین چلا رہی ہے"

اسکے علاوہ مرزاجی کے دنیا پرست اور عبدالدرہم والدینار ہونیکے کئی ثبوت ہمارے پاس موجود ہین ساری عمر وہ قارون کی طرح دولت سمیٹنے مین لگے رہے۔

سنو! جب مرزاجی مختاری کے امتحان مین فیل ہوگئے اور اُس صیغہ مین اُنکا میاب ہو سکے تو دوسرا ڈھنگ بدلا اور سادہ لوح مسلمانوں سے روپیہ بٹورنے کی خاطر مخالفین کے جواب مین ایک کتاب براہین احمدیہ لکھنے کا اشتہار دیا اور دعوی کیا کہ مین اسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل قرآن ہی سے نکال کر اس کتاب مین لکھونگا بہت سے نیک دل اور سادہ لوح مسلمان ان کی اس چال مین آگئے چنانچہ مرزاجی نے اُن بیچارون سے ہزارون روپئے دم دیکر لے لئے مگر حقانیت اسلام کیلئے تین سو چھوڑ تین دلائل بھی سب وعدہ پیش نہ کرسکے نہ ہی کتاب مذکور کو اختتام تک پہونچا سکے بلکہ اُسکی ایک آدہ جلد برائے نام لکھی جس مین اپنے واہی تباہی الہام بھر دیئے اور اپنی نبوت کی بنا قایم کرکے اُسے ڈبل الہامی تھیلہ بناکر پیش کردیا۔ مگر ایفاے وعدہ نہ کرسکے اور سب روپیہ بلاڈکار ہضم کرگئے۔

اس سے بعد رسالہ سراج المنیر کے نام سے مسلمانان پٹیالہ وغیرہ کا چودہ سو روپیہ کھاگئے پھر حضرت مسیح کی سیاحت کے واقعات کی تحقیق کا بہانہ کرکے بہت سا چندہ ہڑپ کرگئے۔

پھر منارۃ المسیح کے چندہ کیلئے اشتہار دیکر دس ہزار روپیہ مریدون سے طلب کیا اور منارہ بنانیکی بجاے وہ سب روپیہ اپنے ہی عیشون مین صرف کرلیا اور منارہ چھوڑ بالشت بھر برجی بھی بنائی لنگرخانہ کا بہانہ کرکے جو اشتہار دیا اُس مین صاف اور صریح لکھدیا کہ ہر ایک مرید کو کچھ نہ کچھ چندہ دینا ضروری ہے جو نہ دیگا تین ماہ کے بعد اُسکا نام رجسٹر مریدون سے خارج کردیا جائیگا۔ بدر کا اکمل ہمین بتادے کہ کیا سچے نبیون کا یہی طریقہ چلا آیا ہے کسی نبی نے اپنی امت سے یون زور دیکر طوعاً کرہاً چندہ وصول کیا اور کسی رسول نے اس طرح اپنا پیٹ پالنے کی خاطر اپنی امت سے جبراً مال مانگا اور اگر کوئی اپنی مفلسی کے باعث نہ دیسکا تو اُسے اپنی جماعت سے نکالدیا سچے نبیون کو تو اسکے علاوہ وحی اور الہام ہوتے تھے یاد نہو تو سنو! سچے

نبیون سے۔ سوال ہوتا ہے ام تسئلھم اجرا فھم من مغرم مثقلون (پ ۲۷ ع ۱۴) کیا تم تبلیغ احکام پر لوگون سے کچھ اجرت طلب کرتے ہو جسکے باعث اُن پر اس چٹی کا بوجھ بھاری ہو رہا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ما اسئلکم علیہ من اجر۔ مین لوگون سے کوئی مزدوری نہین مانگتا۔ حضرت نوح علیہ السلام جو اپنی قوم کی ہدایت کیلئے نو سو پچاس برس تک کوشش کرتے رہے۔ اُنہون نے اپنی قوم اور امت پر کچھ بوجھ نہ ڈالا بلکہ یہی فرماتے رہے کہ یاقوم لا اسئلکم علیہ مالا ان اجری الا علی اللہ (۱۲ پ ع ۳) حضرت ہودؑ نے بھی اپنی قوم عاد کو یہی فرمایا کہ یا قوم لا اسئلکم علیہ اجرا ان اجری الا علی الذی فطرنی افلا تعقلون۔ (پ ۱۲ ع ۵) حضرت صالحؑ نے اپنی قوم ثمود کو اور حضرت شعیبؑ نے ایکہ والون کو ...... اور حضرت لوطؑ وغیرہ غرض سب سچے رسولون نے اپنی اپنی قومون سے یہی کہا کہ ما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العالمین بتلاؤ مرزاجی کو کبھی ایسا الہام ہوا یا کسی وقت اُن کے منہ سے ایسے الفاظ نکلے جو اُنکے دنیا سے بے رغبت ہونے پر دلالت کرتے ہون؟

نہین بلکہ وہ آخری وصیت مین مرتے مرتے بھی غریب مریدون کو قادیانی مقبرے مین دفن ہونے سے بہشت کا لالچ اور دہوکہ دیکر اُنکی جائدادین ہضم کر گئے۔ اور اُنکے گھر بار لوٹنے اور اُنکے بال بچون کا پیٹ کاٹ کر اپنی اولاد کا پیٹ بھرنے کیلئے خوب ہی بندوبست کر گئے۔ کیا یہ اللہ والون اور مقربان خدا خصوصاً نبیون اور رسولون کا کام ہے؟ ہرگز نہین۔ سچے نبیون کے مرنے کے بعد تو اُن کی جائداد اور ورثہ سے اُن کی اولاد ہی محروم رہا کرتی ہے وہ اپنے آخری دم مین یہ وصیت کیا کرتے ہین کہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقۃ یعنے ہماری اولاد کو ہمارا ورثہ تقسیم نہین ہوا کرتا بلکہ ہم جو کچھ چھوڑ جائین وہ صدقہ اور خیرات مین دیدیا جاتا ہے۔ اگر مرزاجی سچے نبی تھے تو اپنے وصیت نامہ مین یہ وصیت اپنی اولاد کیلئے کیون نہ کر جاتے سنو! مرزاجی اعلیٰ درجہ کے دنیاپرست اور تمام جہان کی دولت سمیٹ کر اپنی اولاد کیلئے اکٹھا اور جمع کر جانے کی فکر

ے مرزائی کے مقابلہ مین حدیث موضوع۔ یہ استدلال ادبیا کا کام ہے لا ...

مین ہردم لگے رہتے تھے یہی وجہ تھی کہ اپنی لڑکی مبارکہ بیگم کا نکاح بھی مالیر کوٹلہ کے ایک مالدار رئیس محمد علی خان سے کردیا اور پچپن ۵۵ ہزار مہر مقرر کرا کے اُس کی ساری جائداد پر پانی پھیر دیا اور جو باقی رہا وہ بھی شاید بہشتی مقبرہ کی وصیت کے بہانہ سے ضبط کر لیا جس کی وجہ سے اُسکی پہلی اولاد کو ساری عمر روزے رکھنے نصیب ہونگے ۔

مرزائیو! بتلاؤ یہی معیار ہے تمھارے بنی کی نبوت کے سچے ہونے کا؟ اسی لئے تملوک بونہ پھاڑ پھاڑ کر کہا کرتے ہو کہ مرزاجی کے دعاوی کو منہاج نبوت پر پرکھنا چاہیئے؟ کیا مرزاجی کے یہ کارنامے کسی سچے بنی کے کُو اُمون سے کچھ بھی مماثلت اور مشابہت رکھتے ہین؟ ہرگز نہین۔ مرزاجی کی نسبت ایسا کوئی لفظ کسی واقف کی زبان سے ہرگز نہین نکل سکتا جو اُن کی بے رغلتی اور زہد یا خداترس ہونے پر دلالت کرے جو شخص مرزاجی کی ہسٹری (سوانح عمری) سے واقف ہوگا وہ ضرور ہی انہین کذاب مفتری۔ غدار۔ اور رقارون ثانی کہے گا۔ اور بس :-

نائب اڈیٹر

اب اڈیٹر بدر غور کرین کہ اس مین میرا کہانتک قصور ہے کیونکہ مصنفین کا عام قاعدہ ہے ایک کتاب سے دوسرا نقل کرتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ہر کتاب ہر شخص کے پاس موجود ہو لہذا ہر مصنف دوسرے پر اعتماد کرتا ہے اگر مینے کیا تو کیا قصور کیا۔

یہ بھی مسلمہ ہے کہ اڈیٹر اہلحدیث کی شہادت یا نقل آپکے مقابلہ مین زیادہ قابل تصدیق تھی۔ کیونکہ عام قاعدہ ہے جب کسی کتاب کا حوالہ دیا جائے تو بظن غالب یہی خیال ہوتا ہے نقل مین خیانت نہوئی ہوگی۔ (۲) خصوصاً جبکہ وہ صفحہ کا حوالہ بھی دے کہ اسوقت مین اور بھی ظن قوی ہوتا ہے کہ یہ نقل مطابق اصل ہوگی (۳) خصوصاً جبکہ اوس فریق کے مقابلہ مین گفتگو کیجاتی ہے جسکا جوش وخروش بڑھا ہوا ہو۔ تو ایسے موقع پر نقل عبارت مین خیانت کا گمان گویا ہوتا ہی نہین (۴) خصوصاً جبکہ دیکھا جائے اوس کلام کا جواب فریق مخالف نے سکوت سے دیا ہو (۵) اور جبکہ نقال ایک ایسا شخص ہو جو ہمیشہ راست گفتاری کا وعدہ کرے اور سچ کہنے کی ہر صحبت مین تعلیم کرے اور انجمن صادقین قایم کرے جسکی فیس ممبری ۲ر وصول کرتا ہو تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ ہم اوسپر اعتماد نہ کرتے (۶) خصوصاً جبکہ وہ آپکا ہم مذہب ہو کہ جیسے وہ سنی

ہین ویسے ہی آپ سنی ہین۔ پھر کیونکر نہ ہم اوپر اعتماد کرکے اس کلام کو نقل کرتے۔

بہرحال جب یہ اعتراض مینے دیکھا تو مرزا صاحب کی کتاب الوصیت طلب کی اور دیکھا تو بجز چند الفاظ کے کچھ زیادہ فرق نہین پایا دیکھیے الوصیت صفحہ ۱۲ مین حاشیہ پر لکھتے ہین۔

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مین تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قایم کرونگا اور انکو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اسکے ذریعہ سے حق ترقی کریگا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے سوان وقتوں کے منتظر رہو"

رہا دوسرا فقرہ کہ میرے بعد میری اولاد جانشین ہوگی کوئی اور اس بات کا حقدار نہین ہے" تو بیشک موجودہ نسخہ الوصیت مین نہین ہے نہ معلوم سب اڈیٹر اہلحدیث نے کہان سے نقل کیا شاید اوسی اصلی نسخہ مرزا صاحب کا مسودہ ملا ہو جس سے یہ عبارت بوقت طبع نکال دی گئی ہو یا پہلے اڈیشن مین یہ عبارت ہو جو دوسرے اڈیشن مین نکال دی گئی۔ کیونکہ ایسی تحریفین تو آپلوگ ہزارون کرتے ہین سیتارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس کو دیکھیے۔ پھر مطبوعہ لاہور کو ملائیے تو آسمان زمین کا فرق ہے اسی طرح براہین احمدیہ اڈیشن اول وثانی کو ملاحظہ کیجیے۔

بہرحال اگر یہ الزام ہے تو اڈیٹر اہلحدیث پر جسنے مرزا صاحب پر افترا کیا وانا بری منہ[ف]

ف یہ اعتراض ۱۹۱۰ء مین کیا گیا تھا۔ پھر یہی اعتراض ایک کارڈ کے ذریعہ سے مارچ ۱۹۱۳ء مین طفیل احمد نامے سپرنٹنڈنٹ چنگی چندوسی ضلع مرادآباد نے کیا جو اس طرح لکھتے ہین۔

"آپکا ردالملاحدہ جو کہ جواب **خلافت راشدہ** مین ہے مینے دیکھا اوسکے صفحہ ۹ مین فٹ نوٹ پر حسب ذیل عبارتین جو آپنے تحریر فرمائی ہین وہ کتب محول الیہ مین باوصف تلاش مجھکو نہین ملین لہذا امید ہے کہ براہ کرم صحیح حوالہ کتاب وصفحہ وسطر ونیز مطبع وسال طبع جہان سے وہ عبارتین آپنے نقل فرمائی ہین مطلع فرماکر معزز فرماینگے والسلام

(۱) عبدالحکیم میرے سامنے مرجائیگا اگر ایسا نہو تو مین کذاب وغیرہ ہون۔

(۲) میرے بعد میری اولاد جانشین ہوگی کوئی اور اس بات کا حقدار نہین ہے۔

(۳) ممکن ہے کہ وہ جانشین اور خلیفہ مقدر ہونیکے وقت۔

(۴) مگر تم میری وصیت کو نہ بھولنا اور میری اولاد ہی کو جانشین بنانا اور اوسکی اصلی عظمت کو ذہن

اب تو اڈیٹر بدر کو خوب معلوم ہوا ہوگا کہ شیعیان سامانہ ریاست پٹیالہ کو
فخر و ناز اس کتاب رد الملاحدہ پر کسقدر بجا و درست ہے کہ تمکو ساری کتاب مین اگر
اعتراض کا موقع ملا ہے تو صرف ایک جملہ پر کہ وہ مرزا کی کتاب مین نہین ہے - اور پوری
کتاب پر کوئی اعتراض نہین حالانکہ وہ اعتراض بھی لغو محض ہے کیونکہ ہمنے اوس عبارت کو
اخبار اہلحدیث سے نقل کیا تھا تو اگر مفتری یا کذاب ہین تو وہ نہ ہم -
مگر ہم اس مین بھی اڈیٹر اہلحدیث کو مفتری نہین مان سکتے کیونکہ خود مرزا صاحب اور اون
کے اشتہار سے فیصلہ ہو چکا ہے کہ مرزا مفتری ہین کیونکہ اہلحدیث مورخہ ۵ جون ۱۹۰۸ء خود مرزا کے اشتہار کا
یہ فقرہ نقل کرتا ہے کہ "اگر مین ایسا ہی کذاب اور مفتری ہون جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر ایک
پرچہ مین مجھے یاد کرتے ہین تو مین آپکی زندگی مین ہلاک ہوجاؤنگا"
تو اب کسکو تامل ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب خود اپنے قول سے آپ مفتری عند اللہ ثابت ہوے
کیونکہ مرزا صاحب یقیناً زندگی مین اڈیٹر اہلحدیث کی مرض ہیضہ سے رگراے ملک عدم ہوے
تو اب کون کہہ سکتا ہے مرزا صاحب مفتری نہین تھے -

بقیہ نوٹ صـ۲۲ نشین رکھنا -
یہ اصلی خط ہے جو بجنسہ درج کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۹۰۸ء سے سنہ ۱۹۱۳ء تک تمام مرزائیون کے
نزدیک صرف یہی تحریر قابل اعتراض ہے اور کل مسلم ہے کیونکہ اگر کوئی اور جملہ بھی قابل اعتراض ہوتا تو فوراً
اعتراض کیا جاتا -
بہر حال آخری تین سوال کا جواب تو بذیل جواب عبارت بدر آپ ملاحظہ کر چکے کہ یہ اعتراض اہلحدیث
پر ہے نہ رد الملاحدہ پر کیونکہ اوس نے تو اہلحدیث سے نقل کیا ہے -
رہا اعتراض اول عبد الحکیم کی نسبت تو اسکا پہلا جواب یہ ہے اگر یہ جملہ فی الواقع قابل اعتراض ہوتا
تو اڈیٹر بدر اوسپر ضرور اعتراض کرتا لہذا اوسکا اعتراض نہ کرنا ہی اسکا جواب ہے کیونکہ یہ تو سب جانتے ہین اخبار
وغیرہ عام طور سے محفوظ نہین رہتے چہ جائیکہ ایسے اشتہارات جو ایک صفحہ پر ہین یا دو صفحہ پر تو اب ایسا اشتہار
جو ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۶ء مین شایع ہوا کہان محفوظ رہ سکتا ہے - ہان اگر آپ اصلی اشتہار مرزا صاحب کا ہی چاہین
تو دیکھا جاسکے - مگر ہمارے سامنے تو اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۲ جون سنہ ۱۹۰۸ء ہے جس مین ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب

تیسرا اعتراض۔ اڈیٹر بدر یہ کرتا ہے۔ اس قسم کی افترا پردازی کرتے ہوے آپ مولوی عبد الکریم صاحب کی اس دلیل پر جرح کرتے ہین۔ تا بہ آخر۔

الجواب چونکہ پوری عبارت انکی پہلے لکھی جا چکی ہے اسلئے دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہین مگر افسوس کہ آپ سرقہ و زنا کرنے مین اور غصب خلافت مین تفریق کرتے ہین حالانکہ ایک دوسرے سے بڑھکر ہے۔ جو لوگ زنا کو یا سرقہ کو جائز جانتے ہین وہ بھی کلام خدا ہی سے استدلال کرتے ہین اور مشرکین کیلئے تو آپکے ایک امام کا قول کافی ہو کہ قرآن تمامتر معلم شرک ہے۔

اگر استخلاف کو خدا نے اپنے ہاتھ مین لیا ہے تو قل کل من عند اللہ بھی تو اسی نے فرمایا ہے کہ سب خدا ہی کی طرف سے ہے پھر یہ کیا کہ استخلاف تو خدا کرے اور زنا ہم۔

یہ تو بالکل نرالی بات ہے کہ جو خلیفہ ہوا وہ خدا کے منشا کے ماتحت ہوا" اور جو شرک و بت پرستی ہوئی وہ خدا کے منشا کے خلاف کیا کسی انسان کی طاقت مین ہے کہ منشاء خدا کے خلاف کر سکے۔

یہان تو آپ یہ لکھتے ہین کہ "جو خلیفہ ہوا وہ خدا کے منشا کے ماتحت ہوا" مگر آگے چلکر یزید کو نکال دیتے ہین کہ فرماتے ہین "پھر آپ اعتراض کرتے ہین کہ یزید بھی خلیفہ ثابت ہوا۔ مین کہتا ہون کہ تم خود

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶ بٹالوی کا یہ پورا مضمون ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۶، ۳۲ جلد ۵

مرزا پیشگویون کی میعاد سے پہلے کیون فوت ہوا اسکی وجہ مرزا کی مسلسل شوخی اور کذابی ہوئی جو وہ میرے الہامات حقہ اور نشانات قاہرہ کے خلاف کرتا رہا اسنے اخبارات مین یہان تک شایع کیا کہ حضرت محمدؐ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ وغیرہ انبیاء کی پیشگوئیان غلط ثابت ہوئین۔ اور انپر زنا و خیانت وغیرہ کے الزامات لگائے گئے ایسا ہی میرا حال ہے:۔

بینات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے اسکا صریح ارتداد اور کفر ثابت کیا گیا۔ مگر وہ تائب نہوا۔ خود اسکو خدا کی طرف سے تنبیہات ہوئین مگر اوسنے کچھ پرواہ نکی چنانچہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء والی پیشگوئی مینے شایع کی اور الذکر الحکیم نمبر ۴ اور المسیح الدجال مینے اسکے پاس بھیجے مگر تکبر اور خود پرستی کے نشہ مین اوسنے مطلق غور نہ کیا۔ بلکہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو میرے مقابلہ پر کمال بیباکی سے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شایع کر دیا جس مین اُسنے ظاہر کیا کہ یہ عبد الحکیم میرے سامنے مر جائیگا۔ اور اگر ایسا نہو تو مین کذاب۔ مفتری۔ دجال۔ بدمعاش ملعون اور تمام بدمعاشون سے بدتر ٹھہرونگا۔ پھر اللہ تعالی نے اُسکی زبان پر الفاظ ذیل جاری کرالے

مانتے ہو کہ یزید فاسق و فاجر تھا اور خلافت کا وعدہ مومن و صالح الاعمال سے ہے۔ پس وہ تو حسب تسلیم تمھارے خود ہی خلافت سے نکل گیا۔

اب نہ معلوم آپکا کونسا قول صحیح ہے "جو خلیفہ ہوا وہ خدا کے منشار کے ماتحت ہوا" یا یہ کہ یزید خلافت سے خود ہی نکل گیا" تو اب دو ہی صورت ہے یا یہ کہو کہ یزید خدا کے منشار کے ماتحت خلیفہ ہوا۔ یا اوسکے منشار کے خلاف۔ اگر خلاف منشا مانوگے تو پھر ابوبکر کے بارہ میں کیا عذر کر سکتے ہو۔

خلافت راشدہ صفحہ ۱ مین تو یہ عبارت ہے "خدا کا وعدہ ضرور پورا ہونا تھا اور یہ خدا کا کلام تھا یہ اس طرح پر پورا ہوا کہ خاتم النبیین ؐ کے بعد معاً بلا فصل خدا کی رسالت و نبوت کی مسند پر حضرت ابوبکر صدیق جلوہ افروز ہوے"

بقیہ نوٹ صہ ۲۶ "اے عبد الحکیم خدا تعالی تجھے ہر ایک ضرر سے بچا دے۔ اندھا ہونے سے مفلوج ہونے سے اور مجذوم ہونے سے" دیکھو بدر ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء) پھر اسکو الہامات ہوئے "الہی سینٹ تو اپنا رخ پھیرے" "کمترین کا بیڑا غرق ہوگیا" الحکم ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء) مت ایہا الخوان۔ مرا ہے بڑی خیانت کرنیوالے" "دو پل ٹوٹ گئے" (بدر ۱۳ فروری سنہ ۱۹۰۶ء)

چونکہ مرزا المسیح الدجال تھا یعنی مسیحت اور دجالیت کا مرکب اسلئے اسکے بعض اوقات منذر الہامات سچ بھی ہو جایا کرتے تھے چنانچہ یہ منذر الہامات سچے ثابت ہوے۔ مگر مرزا ان سے بالکل متنبہ نہوا۔ اسلیئے اللہ تعالے نے اسکی شوخیون اور نافرمانیون کی سزا مین سہ سالہ میعاد مین سے جولائی سنہ ۱۹۰۷ء کو پوری ہوتی تھی۔ دس مہینے اور گیارہ دن کم دیئے اور مجھے یکم جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کو الہاماً فرمایا۔ مرزا آج سے چودہ ماہ تک بسزاے موت ہاویہ مین گرایا جاویگا" الہام کثرت سے اسکے اخبارات مین شایع ہوا۔ اور ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء کو اسکا بیٹا مبارک احمد میری پیشگوئیون کے مطابق فوت ہوا۔ خود اسکو تنبیہ ہوئی۔ ان خیر رسول اللہ ؐ واقع (بدر ۲۲ اگست سنہ ۱۹۰۷ء) مگر اوسنے متنبہ ہونے کی بجائے نہایت گستاخی عیاری۔ اور کذابی کیساتھ۔ تبصرہ شایع کردیا جس مین اسنے ظاہر کیا کہ جو دشمن میری موت جولائی سے ۱۴ ماہ تک بتلاتا ہے وہ خود ہلاک ہو جائیگا۔ اسکا نشان مٹ جائیگا۔ اسکا مونہ نہ رہیگا۔ اصحاب فیل کی طرح وہ خود تباہ ہوگا۔ خدا میری عمر بڑھا دیگا۔ مبارک احمد کی بجائے مجھے ویسا ہی اور لڑکا دیگا وغیرہ وغیرہ اسکو پڑھکر اور مرزائیون کا طنیان

پھر صفحہ ۱۱ مین لکھا معترض خدا کا کلام اور اوسکے ضمن مین خدا کا کام استخلاف کے وعدہ مین یون پورا ہوا" مگر یہ معلوم آپ ہمپر یہ الزام کس بنیاد پر دیتے ہین "آپنے تو اس کے ضمن مین" کا لحاظ کیا اور نہ یہ دیکھا کہ خدا کے کلام کیساتھ ہی خدا کے کلام کا ذکر ہے"

بقیہ۔ نوٹ صـ۲۶ دیکھکر خود بخود میرے منہ سے یہ دعا نکلی کہ اے خدا اس ظالم کو غارت کر اے خدا اس بدمعاش کو غارت کر۔ اسلئے خدا کا غضب مرزا پر بھڑکا اور اس میعاد مین سے بھی ۲۷ دن کم کیئے جاکر ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک میعاد مقرر فرمائی اور مجھکو فرمایا کہ "مرزا کی جڑ بنیاد اکھڑ جائیگی" "وہ تباہ ہوجائیگا" اسکو بھی ماتم کدہ کے الہام سے متنبہ کیا گیا اور منذر الہام ہوا "مباش امین از بازی روزگار (بدر ۲۳ اپریل ۱۹۰۸ء)

مینے ۱۰ مئی ۱۹۰۸ء کو اسکی تنبیہ کیواسطے ۲۱ ساون والا الہام پیسہ۔ وطن۔ اہلحدیث وغیرہ اخبارات مین شایع کردیا۔ اور رجسٹری کراکر اسکے نام بھیجا۔ اور یہ بھی لکھا کہ اگر وہ توبہ کیساتھ گریہ وزاری کرے تو اسکو سہ سالہ پیشگوئی کے مطابق ۱۱ جولائی ۱۹۱۰ء تک مہلت مل سکتی ہے۔ اسکو میری پیشگوئی کے مطابق پھیپھڑہ کا مرض بھی ہوا۔ اور داہنا ہاتھ بھی بے حس وحرکت ہوا جیساکہ مین ۲۵ اپریل ۱۹۰۸ء کو مولوی نورالدین صاحب کے نام الہاماً لکھ چکا تھا مگر وہ بدستور سرکش اور شوخ بنا رہا۔ اسکے کفریہ کلمات اخبارات مین شایع ہوتے رہے اور مرزائی بدستور مرتد اور سرکش سبنے رہے۔ اسلئے مینے پھر وہی الہامی الفاظ پڑھے اور رب نے مجھے ۱۴ مئی ۱۹۰۸ء کو اسکی موت لومڑ کی شکل مین دکھائی گئی" پھر دو چیلون کی موت جو میری ضربات سے مرے اور جنکو مینے اپنے پاؤن کے نیچے کچلا" اسکی اطلاع مینے اپنے احباب کو زبانی اور نیز بذریعہ خطوط کردی تھی۔ سو الحمدللہ کہ یہ کالا ناگ شیطان۔ لومڑ۔ دجال۔ کذاب۔ عیار۔ ملعون ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بسزائے موت داخل جہنم ہوگیا۔ اور دنیا کو اسکے مکائد اور دھمکیون سے نجات ملگئی۔ اور خاتم النبیین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جو ابوداؤد مین موجود ہے کہ المسیح الدجال ایک مرد مومن کے ہاتھ سے مارا جائیگا جو حسب ذیل ہے۔ لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین علی من ناداهم حتی یقاتل اخرهم المسیح الدجال۔ راقم ڈاکٹر عبدالحکیم خان

چونکہ ہمارا تخاطب مرزائیون سے محض اس حیثیت سے ہے کہ وہ سنی ہین اسلئے اون باتون سے نہ تعرض کیا جو اونکی مرزائیت کے مخصوصات سے ہے۔ مگر اسپر مجبوری اور چند باتین بھی لکھی جاتی ہین کیونکہ

مگر افسوس آپنے ردالملاحدہ کا صفحہ ۵۰ الغایت ۷۰ نہین دیکھا جس سے آپ یہ الزام دیرہے ہین کہ ہمنے نہین دیکھا یا نہین لحاظ کیا۔ کیونکہ ہر طرح کا جواب مکمل ومدلل مذکور ہو چکا ہے۔

ہان مزہ دار یہ فقرہ ہے "مولانا تو آیت استخلاف پیش کرکے بتاتے ہین کہ ایک طرف خدا وعدہ فرماتا ہے کہ جو ایمان وصلح الاعمال ہونیمین سب سے اعلی ہین وہ خلیفہ ہونگے۔ اور دوسری طرف خدا کا فعل حضرت ابوبکر وعمر وعثمان کے خلافت راشدہ کی تصدیق فرماتا ہے"۔

ہان صاحب تو ہمنے بھی اسی جملہ پر نہ یہ لکھا تھا "ہم اوس خدا پر نہایت صدق دل سے ایمان لاتے ہین اور اوسکے کام اور کلام کو بہت غور سے دیکھ رہے ہین جسنے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خلافت حضرت ابوبکر کو بنائی اور دوسرے عمر تیسرے عثمان چوتھے معویہ پانچوین یزید کو اور یکے بعد دیگرے تا بہ معتصم باللہ خلیفہ عباسی اون اینٹون کا معمار بنایا صفحہ ۱۶ ردالملاحدہ۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۳ مرزائی کبھی ردالملاحدہ کو کسی نظر سے ہو دیکھتے ہین خدا کرے یہ تحریر اونکے لئے موجب ہدایت ہو۔

اہلحدیث مورخہ ۱۳ جولائی سب اڈیٹر لکھتے ہین۔

مرزائی چوکڑی کے ممبرو! مجھے تمھاری حالت پر سخت تعجب آتا ہے کہ یہی وہ معیار ہے جسپر ساری عمر تمھارے مسیح کو اپنے مخالفون پر فتح حاصل کرنیکے خواب آتے رہے۔ جب اُسکا کوئی مخالف مرجاتا تو جھٹ کہتا کہ اس سے ہمارا مباہلہ تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی مین مرجائیگا خواہ مباہلہ وغیرہ کچھ نہوا ہو۔ بالکل جھوٹ ہی جھوٹ پر اتنی بڑی عمارت کھڑی کی گئی ہو تب بھی تم لوگ اُسکے ہم آہنگ ہوکر دینا پر دوہائی مچادیا کرتے تھے کہ ہمارا مسیح زندہ ہے اور فلان مخالف مرکر اونکو صادق قرار دے گیا۔ پھر آپ جھکہ آخری فیصلہ اور یہین فیصلہ مرزاجی اپنے لئے تجویز کرگئے ہین تو تم کیون اُسپر عمل نہین کرتے۔ اگر تم اُنکی وہ نصیحت بھول گئے ہو تو ہم مکرر سناتے ہین مرزاجی فرماتے ہین:۔

اور دشمن (ڈاکٹر عبدالحکیم) جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھون کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا"۔ (تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۰۶ء)

اور سنو! یہ پس اگر وہ سزا جو انسانی ہاتھون سے نہین بلکہ محض خدا کے ہاتھون سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریان آپ (یعنی مولوی ثناء اللہ) پر میری زندگی ہی مین وارد نہو گی تو مین خدا

مگر نہ معلوم کیا سوچ کر آپنے یہان صرف تین ہی نام لیا۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ اور معویہ و یزید وغیرہ کو نکالدیا۔

اڈیٹر صاحب اوس فارسی شاعر کے شعر کو بھول گئے ۔ ع خشت اول چون نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج ٭ ابوبکر کو جب خشت اول مانا تھا تو اوسپر جو عمارت عالیشان طیار ہوئی اوس سے کیون منہ موڑتے ہین۔

بقیہ نوٹ ص۳۱ کی طرف سے ہین:: (آخری فیصلہ ۱۵ اپریل)

مرزائیو! بتلاؤ یہ دشمن ڈاکٹر عبد الحکیم نابود ہوا یا مرزاجی خود ہی اصحاب الفیل کی مانند گیارہ گھنٹون مین دفعتًا تباہ ہوگئے؟ یا مولوی ثناء اللہ پر کوئی مہلک بیماری آئی یا خود مرزاجی ہیضہ مین راتوں رات چل بسے؟ اگر تم لوگون مین اب بھی کچھ خوف خدا اور شرم رسول ہے تو اس فاسد عقیدے سے باز آؤ اور مسلمانون سے علحدہ ہو کر ڈیڑہ اینٹ کی جدی مسجد نہ بناؤ۔ مرزاجی تو سکرات الموت مین زبان حال سے تمھین بھی وصیت کرتے گئے ہین کہ ع من نکردم شما حذر بکنید۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

اہلحدیث مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۱۵ء بار ۱۲ جلد ۵ مین ہے۔

مرزا کے نشانات

ازمولوی رفعت اللہ خان شاہجہانپوری

نکاح والی پیشگوئی | مرزاجی کی پیشگوئی احمد بیگ کی لڑکی محمدی بیگم کی نسبت جو کچھ تھی وہ ہم انہین کے الفاظ مین لکھتے ہین:۔

اور یہ نکاح تمھارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام رحمتون اور برکتون سے حصہ پاؤگے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مین درج ہین لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائیگی وہ روز نکاح سے اڑہائی سال تک اور ایسا ہی والد اوس دختر کا تین سال تک فوت ہو جاویگا ٭ پھر ان دنون مین جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلان کو جسکی نسبت درخواست کی گئی ہے ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے

خیر اب میرے اس جرم کو معاف کرین کہ مینے شرک و سرقہ و زنا کی مثالین یہان دین کیونکہ آپکے علمانے یہی لکھا تھا کہ اگر مدار کار امور تقدیری پر ہون تو تمام شریعتین بیکار ہو جاتی ہین ملاحظہ فرمائیے کلام ابن تیمیہ۔ ردالملاحدہ صلا

آگے چلئے کہ آپ فرماتے ہین " پھر آپ اعتراض کرتے ہین کہ یزید بھی پھر خلیفہ ثابت ہو گا مین کہتا ہون کہ تم خود مانتے ہو کہ یزید فاسق و فاجر تھا اور خلافت کا وعدہ مومن صالح الاعمال سے ہے پس وہ تو حسب تسلیم تمھارے خود ہی خلافت سے نکل گیا "

بس یہی جواب ہے کہ چونکہ ہم یزید کو فاسق فاجر مانتے ہین لہذا وہ خلافت سے خارج ہے۔ مگر جب ہمارے ہی ماننے پر اسکا دار و مدار ہے تو ابوبکر عمر عثمان کو بھی خارج کیجیے کیونکہ ہم تو یقیناً ابوبکر عمر۔ عثمان کو اوس سے بدتر جانتے ہین۔

ہان صاحب یہ بھی تو ارشاد ہو کہ خدا کا وعدہ کیا کسی کی تسلیم کے تابع ہوتا ہے کہ جب کوئی مانے گا تو پورا ہوگا۔ پھر رسول اللہ کی رسالت آپ کیونکر ثابت کر سکتے ہین۔ جس کے

بقیہ نوٹ صسم نکاح مین لاؤنگا × × اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمھاری طرف واپس لائیگا کوئی نہین جو خدا کی باتون کو ٹال سکے + اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء

تعجب ہے کہ اس لڑکی کا نکاح بھی ہو گیا اور ۲۰۔ ۲۱ برس ہونے آئین مگر اسکا خاوند ابتک نہ مرا اور مرزا جی کی اڑہائی سالہ الہامی پیشگوئی ابتک پوری نہوئی جب مرزا جی کی زندگی مین اعتراض کیا گیا کہ حضرت آپکا رقیب زندہ ہے اور الہامی منکوحہ اسی کے تصرف مین ہے تو یہ جواب دیا کہ وہ میرے نکاح مین آئیگی یہ بات ٹل نہین سکتی ایک جگہ نہین بلکہ متعدد رسالون مین اور اخبارون مین یہ خیال نہایت مضبوطی سے ظاہر کیا ہے۔ اور یہی خیال مرزائیونکا بھی تھا وہ کل عبارتین اگر نقل کیجائین تو ایک رسالہ چاہیے بعض قول یہان پر نقل کرتے ہین۔ الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۵ء صلا کالم ۲

اعتراض پنجم مسماۃ محمدی کو دوسرا شخص نکاح کرکے لیگیا اور وہ دوسری جگہ بیاہی گئی الجواب وحی
الہی مین یہ نہین تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہین جائیگی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول جگہ بیاہی جاوے
سو یہ پیشگوئی کا حصہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا الہام الہی [illegible]
فسیکفیکہم اللہ [illegible] علیہ یعنی خدا تیرے ان مخالفون کا مقابلہ کریگا اور وہ [illegible]

نہ ماننے والے اوس وقت سے آجتک لاکھون نہین بلکہ کڑورون درکڑورہین۔

اسکو بھی جانے دیجئے ہمارے آپکے اختلاف تو برا صول اہلسنت ہے کہ اس وعدہ کے مطابق اگرابوبکر کی خلافت مانی جائے تو یزید کی بھی خلافت مانی جائیگی کیونکہ جس طرح ابوبکر خلیفہ ہوے اوسی طرح یزید بھی بلکہ بمدارج زیادہ کیونکہ بیعت۔ استخلاف۔ شوری۔ قہر واستیلا سب اوس مین پایا گیا پھر اصول اہلسنت پر کیونکر یزید خلافت سے نکل سکتا ہے۔

اہلسنت کو عموماً مرزائیون کو خصوصاً سمجھنا چاہیئے کہ حق صرف اسیقدر ہے کہ احکام خدا ورسول کا اتباع کیا جائے جو اوسی وقت ممکن ہے کہ نص صریح خدا ورسول پر عمل کیا جائے ورنہ اگر خلافت ابوبکر وعمر کو فعل خدا مانئے گا۔ تو کسی طرح خلافت یزید وغیرہ کو غیر خدا کا فعل نہین مان سکتے خصوصاً جبکہ آپکا یہ اقرار موجود ہے "امر استخلاف خدا نے اپنے ہاتھ مین لے لیا اور پھر جو خلیفہ ہوا وہ خدا کے منشا کے ماتحت ہوا"

بقیہ نوٹ ص۳۳ جائیگی خدا ہی اُسکو تیری طرف لائیگا۔ الحکم ۲۴۔ نومبر ۱۹۰۵ء ص۳ کالم ۲

(الہام مجکو وثیب یعنی خدا تعالی کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتین میرے نکاح مین لائیگا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ (مرزائیو بیوہ سے مرزا کا نکاح کب ہوا)

ذوالفقار علی مرزائی الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء ص۵ کالم ۲ و۳ مین لکھتا ہے۔ نکاح مین ناکامیابی تو جب کہنا روا ہے جب فریقین مین سے کوئی مرجاوے (کہو مرزائیو اب بھی ناکامیابی ہوئی یا نہین) باوجود مرزا کی ایسی صاف تحریرون کے مرزائی اپنی ہٹ دہرمی سے باز نہین آتے چنانچہ ایک صاحب بدر مین اس نکاح کا جواب لکھتے ہین کہ اس پیش گوئی کے متعلق حضرت اقدس نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی مین خود لکھدیا تھا کہ خدا تعالی نے اب اس کو منسوخ کر دیا ہے اول تو مرزا کا یہ مذہب نہین کہ وحی اور الہام مین ناسخ ومنسوخ ہوتا ہے دوئم یہ کہ حقیقۃ الوحی مرزا کی اخیری تصنیف ہے جب آپ نکاح سے مایوس ہوے تو گول مول الفاظ لکھنے لگے کہ بعد میری مرید تاویلین کرلین۔ سیوم یہ کہ مرزائی بچہ نے دہوکا دینے کو پتہ اور نشان نہ دیا کہ عبارت منقولہ کس صفحہ پر ہے کہ اُس کو دیکھا جاتا چہارم یہ کہ عبارت منقولہ حقیقۃ الوحی سے بھی منسوخ ہونا ثابت نہین ہوتا ہان صرف اتنا ثابت کر سکتے ہین کہ

تواب دوہی صورت ہے کہ خلافت یزید کو فعل خدا سمجھیے اور اوسکی خلافت کو خدا کے منشا کے ماتحت مانئے" تو پھر خلافت ابوبکر و یزید مین کوئی فرق نہ رہا یا بفا وام جعلوا اللہ شرکاء اسکا اقرار کیجیے کہ یزید کو خلیفہ بنانے والا دوسرا خدا ہے۔

آپکا بڑا زور اسپر ہے" ایک طرف خدا وعدہ فرماتا ہے کہ جو ایمان وصالح الاعمال ہونے مین سب سے اعلی ہین وہ خلیفے ہونگے اور دوسری طرف خدا کا فعل حضرت ابوبکر و حضرت عمر وحضرت عثمان کی خلافت راشدہ کی تصدیق فرماتا ہے" جس سے معلوم ہوا کہ معیار کمال ایمان یہی خلافت ہے۔ پس جسکو خلافت ملی۔ جو خلیفہ ہوا۔ وہ ایمان وصالح الاعمال ہونے مین سب سے اعلی ہے۔

پھر یہ کہنا کسدرجہ لغو ہے" یزید فاسق و فاجر تھا اور خلافت کا وعدہ مومن وصالح الاعمال سے ہے پس وہ حسب تسلیم تمھارے خود ہی خلافت سے نکل گیا" کیونکہ معیار کمال ایمان تو یہی حصول خلافت ہے پہ جسکو وہ خلافت حاصل ہو چکی اوسکے نسبت آپ کیونکر کہہ سکتے ہین

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴ خدا مین قدرت ہے خواہ منسوخ کرے یا کسی اور وقت پر ڈالدے اور یہ بھی ثابت ہو سکتا ہے کہ نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر مین پڑ گیا۔ ہمنے مانا خدا مین قدرت تو سب طرح کی ہے مگر وہ وعدہ کے خلاف تو نہین کرتا جبکہ خدا نے مرزا جی کا نکاح عرش پر پڑھا دیا اور الہام سے خبر دیدی تو وعدہ خلافی چہ معنی دارد۔ دوسرے یہ کہ مرزا جی کو اپنے الہام پر خود یقین نہین ورنہ وعدہ نکاح پر اخیر وقت تک جمے رہتے یہ کیا کہ منسوخ ہو گیا یا وقت ٹل گیا۔ بھلے آدمی ایک پہلو اختیار کر مگر ایسی صورت مین تاویل کی گنجایش کہان جبکہ یہ عبارت منقولہ الہامی نہین ہے مرزا جی کا اپنا اجتہاد ہے اور نکاح کی بابت الہام۔ الہام مین شک نہین اور اجتہاد جائز ہے کہ غلط ہو پھر اجتہادی عبارت سے الہام کس طرح رد ہو سکتا ہے اور مرزائیون کا بھی یہ مذہب ہے اگر وہ انکار کرین تو ہم ہزار موقع دکھا سکتے ہین۔

پانچوان لڑکا مرزا جی کو الہام ہوا تھا کہ میرے پانچوان لڑکا ہوگا (۱۰ نومبر ۱۹۰۶ء کا الحکم دیکھو) مگر وہ ہنوز در بطن مادر کا مضمون ہے اسکی بابت ایڈیٹر بدر لکھتا ہے "پانچوین لڑکے کے متعلق بھی حضرت اقدس خود فیصلہ فرما چکے ہین کیونکہ یہ الہام دیسے تھا کہ خدا نے مجھے ایک پانچوین لڑکے کی

کہ وہ مومن و صالح الاعمال نہین تھا کیا آپنے تاریخ الخلفا مین یہ نہین دیکھا ہے ذکر الولید عند المہدی فقال رجل کان زندیقاً فقال المہدی مہ خلافۃ اللہ عندہ اجل من ان یجعلہا فی زندیق۔ صـ۱۷۰

کہ کسی نے ولید بن یزید بن عبد الملک کا ذکر کیا خلیفہ عباسی مہدی کے سامنے اور کہا کہ وہ زندیق تھا تو مہدی نے کہا چپ رہ خلافت خدا کے نزدیک اس سے بہت عزیز ہے کہ وہ کسی زندیق کو خلیفہ بنائے۔ جس سے معلوم ہوا خود خلیفہ ہونا کافی ضمانت ہے اوس کے ایمان کیلئے۔ تو پھر آپ یزید کے کفر و فسق کا کیونکر اقرار کر سکتے ہین جبکہ وہ یقیناً خلیفہ ہوا اگر اسپر بھی تسکین نہو تو اوسی تاریخ الخلفا کا صفحہ ۱۷۲ ملاحظہ فرمایئے۔

اخرج ابن عساکر عن عبد اللہ بن عمر قال ابو بکر الصدیق اصبتم اسمہ

بقیہ نوٹ صـ۳۵ بشارت وہی ہے اور پھر جب صاحبزادے محمود احمد کے ہان لڑکا ہوا تو حضرت نے فرمایا تھا کہ یہی وہ پانچوان لڑکا ہے کیونکہ پوتا بھی لڑکا ہی ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پوتے کو لڑکا کہنا مرزا جی کا اجتہاد ہے اور لڑکے کی بابت الہام تھا پھر اجتہاد سے ظاہری معنی مین کیون تاویل کیجاوے ہان مرزا کے کسی دوسرے الہام سے یہ بات دکھائی جائے کہ مراد لڑکے سے پوتا ہے تو قابل تسلیم ہو۔ اب مرزا کے جوتیون کے غلام جواب کم از کم اتنا تو لکھا کرکہ لکھتے وقت تیری تسکین ہو جایا کرے یہ کیا ہٹ دھرمی ہے کہ جواب پر تیرا ہی اطمینان نہوا تو دوسرے کو کیسے اطمینان ہو سکتا ہے اگر مذکورہ بالا جواب پر تیرا اطمینان ہو گیا تھا تو پھر اخیر مین عبارت ذیل کیا جھک مارنے کو لکھی تھی کہ انشاء اللہ یہ پیشگوئی اپنے وقت پر پوری ہو گی اگر پہلا قول صحیح ہے تو اخیری قول گوز شتر ہے ورنہ پہلا جواب غلط ہے۔ رہا پیشگوئی کا پورا ہونا یہ تو معلوم مگر ہم کو شکوک ضرور پیدا ہو گئے سچ کہنا کیا کچھ امید ہے یا معاملہ دیگر ہے؟

اب مرزائی لوگ غور کرین کہ وہ کہان جا رہے ہین کیونکہ ابتو شاید دنیا مین کوئی ایسا نہو جسکو مرزا کی کذابیت مین عذر ہو سکے۔

چونکہ ایک مرزائی نے خط لکھکر ہمسے مطالبہ کیا تھا کہ ۱۶ اگست کے اشتہار کا ثبوت دین اسلئے اسقدر لکھا گیا ورنہ ہم کو مرزا کے ادعائے نبوت سے ہے نہ دعوی رسالت سے کیونکہ جسنے ابو بکر کو خلیفہ بحق مانا اوس سے کوئی امر عجیب نہین والسلام علی من اتبع الہدی۔

عمر الفاروق قرن من حدید اصبتم اسمہ ابن عفان ذوالنورین قتل مظلوماً یوتی کفلین من الرحمۃ معویہ وابنہ ملکا الارض المقدسۃ والسفاح والسلام والمنصور وجابر والمہدی والامین وامیر الغضب کلہم من بنی کعب بن لوی کلہم صالح لایوجد مثلہ قال الذہبی لہ طرق عن ابن عمر۔

یعنی عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق کا نام تونے پالیا۔ عمر فاروق لوہے کی شاخ تھے اون کا نام بھی تنے پالیا۔ ابن عفان ذوالنورین مظلوم قتل ہوے جنکو دو حصہ رحمت کا دیاگیا۔ معویہ اور اوسکا بیٹا مالک ہوے ارض مقدس کے سفاح سلام۔ منصور۔ جابر۔ مہدی۔ امین۔ امیر غضب سب بنی کعب بن لوی سے ہین سب صلح ہین جنکا مثل نہین پایا جاسکتا کہا ذہبی نے کہ یہ روایت چند طرق سے آئی ہے۔

دیکھیے یہ روایت حضرت عبداللہ کی ہے جو خلیفہ دوم کے فرزند اکبر ہین۔ اور آپکے اخبار بدر مین ان کی مفصل سوانح عمری الندوہ سے شایع ہو چکی ہے۔ جس مین انکا کمال درجہ کا تقدس دکھایا گیا ہے جس کے پھر کسی طرح اس مین عذر نہین ہو سکتا کہ اونہون نے خلفا ثلثہ اور معویہ ویزید کو ایک لین مین شمار کیا ہے اور معویہ ویزید کو تو یہ شرف بھی دیا ہے کہ ارض مقدس کے وہ مالک ہوے۔ جس سے اوس آیہ کریمہ کا مصداق بنانا مقصود ہے جس سے آپنے بھی استدلال کیا ان الارض یورثھا عبادی الصالحون پھر آخر مین اسکی بھی تصریح کردی کلھم صالح لایوجد مثلہ کہ سب ایسے صالح ہین کہ اونکا مثل ونظیر نہین پاجاتا جس سے جہان مساوات معویہ ویزید ابوبکر عمر کے ساتھ ظاہر ہوئی وہان سب کا مومن صالح الاعمال ہونا بھی نمایان ہوا پھر کیونکر آپ کہہ سکتے ہین کہ وہ خلافت سے نکل گیا۔

غرض جس قاعدہ سے آپ خلافت ابوبکر وعمر وعثمان مانتے ہین اوس قاعدہ سے کسی طرح یزید کو آپ نہین نکال سکتے کیونکہ خلفائے ثلثہ نے اگر خلافت کی ایک ایک ڈگری پائی ہے تو یزید نے چار ڈگری حاصل کی ہے۔ پھر کیونکر اوسکے فسق وفجور کا آپ دعوی کرسکتے

ہین۔

اور اگر ہم فرض بھی کرلین کہ وہ حسب قواعد مقررہ اہلسنت فاسق بھی تھے کیونکہ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ نے ایک شخص کو صرف اس جرم پر بیس کوڑہ مارا تھا کہ اوسنے یزید کو امیرالمومنین کہا تاریخ الخلفا ص۱۴۲

تو بھی وہ خلافت سے نکل سکتا ہے نہ امامت سے کیونکہ آپکے اسلاف نے یہ قاعدہ بھی بنا دیا ہے الامام لاینعزل بالفسق والجور کہ خلیفہ بوجہ فسق وجور معزول نہین ہوسکتا۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۸۱

پھر نہ معلوم آپ یزید کو کیونکر خلافت سے معزول کرسکتے ہین اور ابوبکر وعمر کو اوسکے مساوات سے علحدہ کرسکتے ہین حالانکہ تمامی علماے اوسکی حقیت خلافت کا عقیدہ رکھتے ہین کہ یزید بھی مثل ابوبکر خلیفہ تھا چنانچہ علامہ سیوطی تاریخ الخلفا صفحہ ۷ مین بعد ذکر احادیث اثنا عشر خلیفہ لکھتے ہین قال شیخ الاسلام ابن حجر فی شرح البخاری کلام القاضی عیاض احسن ماقیل فی الحدیث وارجح لتائیدہ بقولہ فی بعض طرق الحدیث الصحیح کلھم یجتمع علیہ الناس وایضاح ذلک ان المراد بالاجتماع انقیادھم لبیعتہ والذی وقع ان الناس اجتمعوا علی ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی الی ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمی معویہ یومئذ بالخلافۃ ثم اجتمع الناس علی معویہ عند صلح الحسن ثم اجتمعوا علی ولدہ یزید ولم ینتظم للحسین امر بل قتل قبل ذلک ۔

یعنی قاضی عیاض کی تقریر اس حدیث کی شرح مین سب سے احسن وارجح ہے کیونکہ بعض طرق احادیث صحیحہ مین اسکی بھی تصریح ہے کہ حضرت نے فرمایا اونپر سب کا اجتماع ہوگا کیونکہ مراد اجتماع سے سب کا بیعت کرنا ہے جو اس طرح واقع ہوا کہ پہلے ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر حضرت علی پر (فیہ نظر) یہانتک کہ جنگ صفین ہوئی کہ اوس روز سے معویہ نامزد بخلافت ہوا۔ پھر جب امام حسنؑ سے صلح ہوگئی تو سبکا اجتماع ہوا۔ پھر اوسکے بیٹے یزید پر سبکا اجتماع ہوا اور نہ منتظم ہوا کوئی امر امام حسینؑ کا بلکہ وہ قبل اسکے قتل کرلے گئے۔

پھر اڈیٹر صاحب براے خدا فرمائین کہ آخر وہ یزید کو اس خلافت سے کس طرح نکال سکتے اس مین اونکو کیا عذر ہو سکتا ہے کہ جس طرح مطابق آیہ وعد اللہ امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض ابوبکر خلیفہ ہوے اوسی طرح یزید بہی وہذا ہو المطلوب۔

یہان آکر آپکو شہادت امام حسینؑ کا راز بہی منکشف ہو جاتا ہے اور نیز اسکا کہ شیعوں کو حضرت کی تعزیہ داری مین کیون اسقدر انہماک ہے۔ اور اہلسنت باوصف ذاتی افتراق واختلاف کے کیون متفقہ کوشش سے اسکے محو آثار مین کوشان ہین۔ کیونکہ یہ تو بدیہی بات ہے۔ اسلام صرف اس کا نام نہین ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ زبان سے کہہ دیا جائے بلکہ اسلام اتباع احکام خدا و رسول کا نام ہے۔ اور وہ اوسی وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ جب اونکی پیروی کی جائے۔

اسی کو جناب امام حسینؑ نے ثابت کر دیا اتنے لاکھون کروڑون مدعیان اسلام مین کوئی بھی مسلمان نہین ہے جو ایسے شخص کو نائب خدا و رسول مان رہے ہین جو فاسق و فاجر ہی نہین بلکہ کافر ہے۔

حضرت نے اپنی شہادت سے اسکو ثابت کر دیا کہ اجماع اکثر باطل ہی پر ہوتا ہے ورنہ حکم خدا و رسول کے رہتے اجماع کی ضرورت ہی کیا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ خلافت ابوبکر کو تو مان رہے ہین۔ اور خلافت یزید سے انکار کرتے ہین۔ حالانکہ خلافت یزید بمقابلہ ابوبکر ایسے پتھر کے چٹان پر قایم ہے کہ سمندر کا جھونکا اوسکو کسی طرح ہلا نہین سکتا۔

آپکو لازم ہے کہ شیعون کا احسان مانئے جنکے ہر سال بلکہ ہر روز کی عزاداری نے یزید کے فسق و فجور و بدکاری کو ایسا نمایان کر دیا ہے کہ آپ خارجی ہو کر بہی اوسکو نہین مانتے۔

اسی سے اسکی وجہ بھی ظاہر ہے کہ آپ لوگ جو اس مظلوم کی عزاداری سے مخالفت کرتے ہین تو اسی وجہ سے کہ جانتے ہین اگر اہلسنت عام طور پر عزاداری مین شریک ہون اور مصائب کربلا کو سنین اور اوسکی ابتدا اور انتہا پر غور کرین تو اونپر منکشف ہو جائیگا کہ یہ سارا فساد خلافت اجماعی سے پیدا ہوا جس سے پہلے ابوبکر خلیفہ ہوے۔ پھر عمر۔ پھر عثمان۔ پھر معویہ۔

پھر مزید برآن علاوہ سلسلہ۔

آگے چلکر فرماتے ہین "پھر خلافت حقہ کے نشانات فرماے کہ لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا اور خود خلفا کی ذات کے متعلق فرمایا کہ یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئا۔ جس سے آپلوگون کے تمام اعتراضات ہبا، منثورا ہوجاتے ہین کیونکہ یہ تمام نشانات شیخین کی خلافت مین پاسے جاتے ہین۔ ہان حضرت علیؑ کے متعلق خصم اعتراض کرسکتا ہے مگر اسکا جواب ہمسے زیادہ شیعونکے ذمے ہے فی الحال اسیقدر کافی ہے"۔

اس تحریر سے یہ تو یقیناً معلوم ہوا کہ بس آپکا زور قلم یہان ختم ہوا اور اسی کو کافی سمجھتے ہین مگر نہ معلوم آپنے بیچ والے حصہ آیہ کو کیون حذف کردیا جسمین خلافت حقہ کا پورا نشان تھا کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم کہ ہم انکو اسی طرح خلیفہ بنائینگے جیسا کہ انکے پہلے لوگونکو خلیفہ بنایا تھا اور اونکو تمکن دینگے اونکے دین مین۔

براہ کرم فرمائیے اس جملہ سے آپکا کیا نقصان تھا جو کما استخلف الذین کو نہ خلافت حقہ کا نشان مانتے ہین نہ اوسکی علامت حالانکہ یہ ایسا نشان واضح اور علامت بینہ ہے کہ پھر اوسکے بعد حقیت خلافت ثلثہ کا آپ نام ہی نہین لے سکتے کیونکہ خدا نے اس خلافت کو مشبہ قرار دیا ہے اور خلافت سابقہ کو مشبہ بہ۔ مشبہ و مشبہ بہ مین مطابقت ضروری ہے تو اب دیکھیے کہ خلافت سابقہ اور اس خلافت مین کسی طرح بھی مشابہت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ قرآن۔ حدیث۔ تواریخ سب آپکے سامنے موجود ہے جس سے نہایت صراحت سے ظاہر ہے کہ یا تو خود خدا نے خلیفہ پر نص کیا ہے انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ یا رسول اللہؐ نے ھارون اخلفنی فی قومی۔ ووصی بہا ابراھیم بنیہ مگر یہ کہین نہ ملیگا کہ امت نے بہ اختیار خود کسی کو خلیفہ بنایا ہو۔ پھر خلافت حقہ کے نشان کو ترک کرنا اور دوسری علامات کو ذکر کرنا جو خلافت حقہ و باطلہ دونون مین مشترک ہین کس درجہ کی ناانصافی ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب عشق خلفا مین آپ سے زیادہ ہی تھے۔ مگر اس آیہ کے ترجمہ مین اونہون

نے بھی لکھا چنانکہ خلیفہ ساختہ بود آنا نراکہ پیش از ایشان بودہ اند یعنی حضرت یوشع را بعد حضرت موسیٰ و حضرت داؤد و سلیمان را بعد انقضاے مدتے از عہد حضرت موسیٰ

صـ۱۸

جس سے معلوم ہوا کہ خلافت کا وعدہ اس امت سے بھی اوسی طرح تھا جیسے کہ حضرت یوشع کو و داؤد و سلیمان سے تھا تو اب تواریخ و احادیث سے بتائیے کہ آیا آپکے خلفا کی خلافت اوسی قاعدہ سے ہوئی یا اوسکے خلاف پھر اس آیہ سے آپکو کیا فائدہ مل سکتا ہے۔

یہ خوب سمجھ رکھئے کہ حق و باطل کا فیصلہ صرف کلام خدا و رسول سے ہو سکتا ہے نہ کام سے کیونکہ خدا کا کام تو ہزار ہا مصلحت پر مبنی ہوتا ہے جسکو عقول بشری نہیں جان سکتے کوئی اسکو کیا سمجھ سکتا ہے کہ وہ اپنے عباد مخلصین کو انواع و اقسام کے مصائب مین مبتلا کرتا ہے اور فجار و کفار کو ہزارون قسم کی نعمتین دیتا ہے جیسے آپکے حضرت عمر کو بہت استعجاب ہوا کہ رسول خدا تو اس تکلیف مین ہیں۔ اور قیصر و کسری اس آرام و راحت سے۔

اب مین آپکے اوس نشان کو دیکھتا ہون جسے آپ خلافت حقہ کا نشان فرماتے ہین کہ لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم کہ اوس سے آپ کہانتک کامیاب ہو سکتے ہین کیونکہ آپ خلافت ثلثہ کو حق فرماتے ہین اور خلافت یزید کو باطل تو اب دیکھنا چاہیے کہ یزید کو بھی دین مین تمکن تھا یا نہین اگر تھا تو معلوم ہوا کہ اوسکی خلافت بھی حق تھی۔ مگر افسوس کہ آجتک اوسکا کوئی دین مغائر دین خلفاے ثلثہ نہ معلوم ہوا جس سے کہا جائے کہ اوسکو اپنے دین مین تمکن نہین ملا جس سے اوسکی خلافت کے بطلان کا حکم صادر ہو۔

اگرچہ یہ آپکا فرض تھا کہ اوسکا کوئی دین علحدہ قایم کرتے اور پھر اوسکا عدم تمکن فی الدین دکھاتے جس سے معلوم ہوتا کہ چونکہ اوسکو تمکن فی الدین نہین حاصل ہوا لہذا وہ خلیفہ جائز نہین۔ مگر یہ فرض بھی آپکا ہم ہی ادا کرتے ہین۔

اور بتاتے ہین کہ وہ بھی مثل آپکے خلفاے ثلثہ کے مسلمان تھا۔ بلکہ اون سے بڑھکر

کیونکہ خلفائے ثلثہ نطفہ کفار سے تھے اور یزید کا باپ بلکہ دادا بھی مسلمان تھا لہذا اس اعتبار سے بھی وہ خلفائے ثلثہ سے افضل تھا۔

نسبی حالت اونکی ایسی تھی کہ اوسکا دادا ابوسفیان ہمیشہ ابوبکر عمر کو اذل بطن قریش کہتا۔ اور ابوبکر عمر ابوسفیان کو سید و شیخ قریش کہا کرتے۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف۔

اس سے بھی بڑھکر لیجئے کہ شیخین کو یہ شرف نہ نصیب ہوا کہ کبھی اپنی وصلت و پیوند خاندان بنی امیہ مین کر سکین مگر یزید ایسا معزز و سربرآمدہ تھا کہ خلیفہ دوم کی پوتی سے عقد کیا المعارف ابن قتیبہ مین ہے صفحہ ۹۲

واما ام مسکین فتزوجها یزید بن معویہ وطلقها فخلف علیها عبد اللہ بن زیاد

یعنی عمر کے بیٹے عاصم کی بیٹی ام مسکین سے یزید نے عقد کیا پھر اوسے طلاق دیا تو اوسکے بعد عبید اللہ بن زیاد نے اوس سے عقد کیا تو کیا اسکے بعد بھی کسی کو شرافت نسبی مین یزید کے شبہہ ہو سکتا ہے۔

بہرحال اگر دینہم الذی ارتضی سے مراد دین اسلام ہے تو جس طرح کا تمکن اوس پر ابوبکر کو حاصل تھا اوسی طرح کا تمکن یزید کو بھی حاصل تھا۔ بلکہ اوس سے بڑھکر کیونکہ خلافت ابوبکر تو باعث ارتداد اکثر عرب ہوئی بجز مکہ۔ مدینہ۔ قریہ جواثا کہین سجدہ نہ کیا جاتا۔ اسی طرح عمر عثمان دونون کی خلافتون مین صدہا نہین۔ ہزارہا نہین۔ بلکہ لاکھون آدمی مرتد ہو کے دین اسلام سے خارج ہوئے۔ بخلاف یزید کہ اوسکی خلافت مین ایک متنفس بھی مرتد نہین ہوا۔ بلکہ اسقدر جو اسلام کو ترقی ہوئی کہ عہد خلفائے ثلثہ مین بھی یہ بات نہ تھی۔ خلفائے ثلثہ کی خلافت۔ محض بغرض دنیاداری تھی جس سے کسی شخص کو بھی انکار نہین ہو سکتا بخلاف خلافت یزید کہ محض بغرض حصول نجات اوس نے تمنا کی چنانچہ تاریخ کامل مین ہے صفحہ ۶ جلد ۴

ثم احضر یزید وقال لہ مثل قولہ لابنہ فخر ساجدا ثم قال حین رفع راسہ الحمد للہ الذی بلغ امیر المومنین ہذہ المدۃ واراہ فی ہذا الرای۔ حاجتی ان تعتقنی من النار لان من ولی امر الامۃ ثلثۃ ایام

ایام اعتقہ اللہ من النار فتعقد لی العہد بعدالک وتولیتی العام الصائفۃ وتاذن لی فی الحج اذا رجعت وتولینی الموسم وتزید لاھل الشام کل رجل عشرۃ دنانیر وتفرض لایتام بنی جمیح وبنی سہم وبنی عدی لانہم حلفائی فقال معویہ قد قبلت وقبل وجہہ۔

یعنی پھر اپنے بیٹے یزید کو معویہ نے بلوایا اور اوس سے بھی اوسی قسم کی باتین کین جو اسکے پہلے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا تھا (کہ آج جو سوال کریگا ہم اوسکو پورا کرینگے) یہ سنکر یزید سجدہ مین جھکا پھر سر اوٹھایا تو کہا شکر خدا جسنے امیرالمومنین کو اتنی مدت تک زندہ رکھا اور ہمارے اوسکی یہ راے ہوئی۔ لہذا ہماری حاجت یہی ہے کہ ہمکو آتش جہنم سے آزاد کرو کیونکہ جو شخص تین روز کیلئے بھی والی امت ہوتا ہے (خلیفہ بنتا ہے) خدا اوسکو آتش جہنم سے آزاد کرتا ہے پس ہمکو ولی عہد بناؤ اور جنگ صائفہ کا سپہ سالار اور اجازت دو کہ بعد مراجعت حج کرین اور امیر حج بناو اور عطایاے اہل شام مین دس اشرفی زیادہ کرو اور ایتام بنی جمیح و بنی سہم و بنی عدی کے لئے وظیفہ مقرر کرو کہ وہ سب ہمارے حلیف ہین۔ معویہ نے کہا ہمنے سب منظور کیا اور اوسکا منہ چوم لیا۔

کیا اہلسنت سے کوئی شخص بھی اپنے خلفاے ثلثہ کے لئے اس نیت و ارادہ کو ثابت کرسکتا ہے کہ اونہون نے خلافت کی اس غرض سے خواہش کی ہو کہ آتش جہنم سے اسکی بدولت خلاصی ملیگی ہ حاشا وکلا ہرگز نہین۔ بلکہ انتہاے کوشش اونکی یہی رہی ہے کہ خوف فتنہ مرتدین سے ایسا کردیا گیا جسپر حضرت عمر فرماتے بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ ولکن وقی اللہ شرھا کہ بیشک ابوبکر کی بیعت ناگہانی طور پر ہوگئی۔ مگر خدا نے اوسکے شر سے بچالیا۔ پھر کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ خلافت یزید افضل نہ تھی خلافت خلفاے ثلثہ سے جسکی محض اس غرض سے یزید نے خواہش کی کہ آتش جہنم سے نجات ملے۔

مرزائیو! تم ایسے خلیفہ کو کیونکر فاسق و فاجر کہکر خلافت حقہ سے علحدہ کرسکتے ہو کیا یہ حدیث غلط ہے جسے یزید نے معویہ کے سامنے بیان کیا کہ جو شخص تین روز کیلئے بھی خلیفہ ہوگا وہ آتش جہنم سے آزاد ہوگا۔

کیا آپکو نہین معلوم جب خبر موت معویہ و پیغام بعیت یزید سنکر جناب امام حسینؑ نے مدینہ چھوڑا ہے فقال ابن عمر لا تفرق جماعۃ المسلمین ص۲ تاریخ کامل

تو ابن عمر نے کہا آپلوگ جماعۃ مسلمین مین تفرقہ نہ ڈالئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ابن عمر جناب امام حسینؑ کی اس علحدگی کو موجب تفریق جماعت مسلمین جانتے ہین۔ پھر اوس خلافت کے حق مین کس سنی کو عذر ہو سکتا ہے۔

کیا آپنے صحیح بخاری مین یہ حدیث نہین دیکھی ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کو خلافت سے معزول کرنا چاہا ہے تو یہی ابن عمر صاحب فرمانے لگے جیسا کہ صحیح بخاری مین ہے ص۱۱۴۱ جلد ۴۔

لما خلع اہل المدینۃ یزید بن معویہ جمع ابن عمر حشمہ و ولدہ فقال انی سمعت النبیؐ یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیمۃ وانا قد بایعنا هذا الرجل علی بیع اللہ ورسولہ وانی لا اعلم غدرا اعظم من ان یبایع رجل علی بیع اللہ ورسولہ ثم ینصب لہ القتال وانی لا اعلم احدا منکم خلعہ ولا بایع فی هذا الامر الا کانت الفیصل بینی وبینہ۔

کہ جب اہل مدینہ نے یزید کو معزول کیا تو ابن عمر نے اپنی اولاد و حشم کو جمع کیا اور کہا کہ ہمنے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ ہر غدر کرنیوالے کیلئے بروز قیامت ایک جھنڈا کھڑا کیا جائیگا۔ اور ہمنے اس شخص (یزید) کی بیعت کی ہے بیعت خدا و رسول پر۔ اور ہم اس سے بڑھکر کوئی غدر نہین جانتے کہ کسی شخص سے خدا و رسول کی بیعت پر بیعت کیجائے اور پھر اوس سے جنگ قایم کی جاے۔ جو شخص تمسے اوسکو خلع کریگا یا بیعت کریگا اس بارہمین تو ہمارے اوسکے فیصلہ ہوگا۔

پھر نہ معلوم اڈیٹر بدر کیونکر اسکی جرات کر سکتے ہین کہ یزید کی خلافت سے انکار کرکے غادر بنینگے اور مطابق حدیث ابن عمر وہ اسکے مستحق ہونگے کہ اونکے لئے بروز قیامت لواء غادرین نصب ہو۔

اس سے بڑھکر تصدیق ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم کی کیا ہو سکتی ہے

کہ خدا نے یزید کو ایسا تمکن فی الدین دیا تھا کہ باوصفیکہ صحابہ اوسکی شرابخواری کو دیکھتے ہین اوس کے انواع واقسام کے فجور سے مطلع ہین۔ مگر حضرت ابن عمر اوسکو خلیفہ راشد بنا رہے ہین اور خود اون لوگون سے جہاد کرنے کو طیار ہوتے ہین جو اوسکو معزول کرنا چاہتے تھے

کیا آپکو خلافت اول کا حال نہین معلوم کہ دو ڈہائی برس خلیفہ رہے۔ مگر صحابہ اون سے ایسا ناراض ہوے کہ خود فرماتے ہین واللہ انی لشدید الوجع وما القی منکم یا معشر المہاجرین اشد علی من وجعی انی ولیت امرکم ولست خیرکم فی نفسی فکلکم ورم انفہ ص۳۰ الامامۃ ابن قتیبہ۔

کہ واللہ ہمارا درد بہت سخت ہے اور جو باتین ہمکو تم سے اے گروہ مہاجرین پہونچتی ہین وہ ہمپر ہماری بیماری سے بھی زیادہ سخت ہے۔ ہم تمہارے والی ہوے حالانکہ تم سے افضل نہ تھے مگر سبکی ناک پھول گئی۔

عمر سے تمامی قریش نالان رہے۔ اور خود عمر اون سے۔ یہانتک کہ عثمان تو اخیر اونکے ہاتھون سے مارے ہی گئے۔ مگر یزید کی وہ عظمت ہے کہ وہ علانیہ شراب پیتا ہے ہر قسم کی بدکاری کرتا ہے۔ مگر ابن عمر صاحب اوسکی حمایت کو ایسا ضروری جانتے ہین کہ نہ اوسکو معزول ہونے دیتے ہین نہ مخلوع۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ کسی خلیفہ کو اس سے زیادہ تمکن فی الدین حاصل ہوا۔

اگر آپکا یہ خیال ہو کہ تمکین فی الدین سے یہ مطلب ہے کہ جس دین کا موجد وہ خلیفہ ہو اوسمین اوسکا تمکن ضروری ہے جیسا کہ آیہ لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی سے ظاہر ہے کہ اوس دین مین اوسکو تمکین دیگا جسے خدا نے اوسکے لئے پسند کیا ہے۔ تو اس معنی سے بھی یزید کا درجہ کسی طرح خلفائے ثلثہ سے پست نہین ہوتا۔

کیونکہ جسطرح خلیفہ اول نے شریعت رسول کو اولٹکر۔ اجماع کو نص پر مقدم کیا۔ قتل اہل اسلام کو جائز کیا اونکی عورتونکو مثل عورات کفار اسیر کرکے لونڈی بنایا جو شرعاً ناجائز ہے۔ حق خلافت مقرر کیا۔ بیت المال سے تنخواہین۔ قیدیونکے قتل کا حکم جاری کیا۔ اور آگ مین سبکو جلوایا۔ خانہ رسول میں آگ لگانیکے موجد ہوے بیعت لینے پر جبر و تشدد جاری کیا بیت المال مقرر کیا رحم کو بلا مشورہ

مسلمین و بلا اجماع خلیفہ مقرر کیا۔ اور ان سب پر اونکو تمکن حاصل ہوا۔

اور جسطرح عمر نے شریعت رسول کو اولٹکر پانچ وقت کی نماز علحدہ علحدہ مقرر کی حالانکہ رسول اللہ نے اجازت دی تھی کہ ظہر عصر ایک ساتھ مغرب عشا ایک ساتھ پڑھی جائے۔ وضو مین مسح رجلین کو منسوخ کرکے غسل رجلین کو جاری کیا۔ اذان مین حی علی خیر العمل نکالکر الصلوۃ خیر من النوم کو جاری کیا۔ اور نماز تراویح کی ایجاد کی۔ اور متعۃ الحج و متعۃ النسا کو حرام کیا جو عہد رسول و عہد ابو بکر مین جاری تھا۔ اور نماز جنازہ مین چار تکبیر جاری کی۔ اور فرائض مین عول مقرر کیا اور ہزارون بدعتین جاری کین جن سب پر اونکو تمکن حاصل ہوا اور نبیذ کو حلال کیا۔

اور جس طرح عثمان نے آواز تکبیر کو پست کیا۔ اور دوسری اذان روز جمعہ مقرر کی۔ اور خطبہ عید کو نماز پر مقدم کیا اور مسجد مین مقصورہ بنایا اور سب پر عثمان کو تمکن حاصل ہوا۔

اور جس طرح معویہ نے ہزارون بدعتین رائج کین اور سب پر اوسکو تمکن حاصل ہوا کہ خطبہ بیٹھکر پڑھنے لگا خانہ کعبہ کو برہنہ کردیا پوشش اوسکی اوتروالی۔ اور بیعت مین حلف دینے لگا۔ تاریخ الخلفا صفحہ ۱۳۶

اوسی طرح یزید کو بھی طرح طرح اپنے دین مین تمکن حاصل ہوا۔ کیونکہ اوسکا دین یہ تھا ان رجلا ینکح امہات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوۃ صفحہ ۱۴۲ تاریخ الخلفا

یعنی یزید اپنے باپ کی تصرف کردہ لونڈیون سے اور لڑکیون سے اور بہنون سے نکاح کرتا اور شراب پیتا اور نماز کو ترک کرتا خانہ کعبہ پر اوسنے منجنیق نصب کرایا جس سے پردہ ہای خانہ کعبہ جل گئے اور دیوار اور چھت خانہ کعبہ کی جلگئی اور جو دنبہ فدیہ حضرت اسمٰعیل مین آیا تھا اوسکی دونو شاخین سقف خانہ کعبہ مین آویزان تھین وہ بھی جل گئی۔ پھر آپ بتائے کونسی چیز تھی جس مین اوسکو تمکن نہین حاصل ہوا جو آپ یہ کہہ سکتے ہین کہ خلافت حقہ کے نشانات اومین نہین پائے گئے کیونکہ اگر دین سے مراد دین اسلام ہے تو اوسمین یزید کو وہ تمکن حاصل تہا کہ خلفاء ثلثہ کو اوسکا دسوان حصہ بھی نہ ملا۔ اور اگر دین سے وہ دین مراد ہے جو اون خلفا کے کارنامون کے انضمام سے ہوتا ہے تو اوسمین بھی یزید کا حصہ سب سے بڑھکر ہے کیونکہ عمر صاحب اگرچہ نبیذ پیا کرتے تھے یہانتک کہ وقت مرگ وہی اونکی آخری غذا ہوئی مگر یزید تو علانیہ شراب پیتا تہا اور اوسپر ابن عمر اوسکی حمایت کو ایسا ضروری جانتے تھے کہ اوسکے معزول کرنے والون سے جہاد کرنا ضروری سمجھے۔

آخر مین آپ فرماتے ہین اور خود خلفا کی ذات کے متعلق فرمایا کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ وَلَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا"

مگر ہمارے اسکو نہ ثابت کیا کہ اسمین خلفاے ثلثہ کی کونسی خصوصیت ہی کیا یزید مشرک تہا۔ یعبد وثنی مین وہ نہ شامل تہا پہر وہ کونسی علامت یا نشان خلافت حقہ ہی جو خلفائے ثلثہ مین پائی گئی اور یزید مین نہ پائی گئی اور ہمارا کونسا اعتراض ہبا منثور ا ہوا کیونکہ ہمارا اعتراض تو یہی تہا اگر محض حصول خلافت سے حقیت خلافت ثابت ہوتی ہی۔ تو مثل ابوبکر حقیت خلافت یزید بھی ثابت ہوتی ہے جسکا کوئی جواب آپ سے نہو سکا اور نہ قیامت تک ممکن ہی۔ بلکہ اور آپنے اوس اعتراض کو مضبوط کر دیا کہ فرمایا ”کہ امر استخلاف خدا نے اپنے ہاتہہ مین لے لیا اور پہر جو خلیفہ ہوا وہ خدا کے منشا کے ماتحت ہوا“ تو اب فرمایئے ابوبکر اور یزید مین کیا فرق رہا۔

رہا یہ کہ ”جناب امیرؑ کے متعلق خصم اعتراض کر سکتا ہے مگر اسکا جواب ہم سے زیادہ شیعون کے ذمہ ہی“ تو الحمد للہ جناب امیرؑ کی خلافت مثل خلافت ابوبکر تھی نہ اوسپر کوئی اعتراض ہو سکتا ہو۔ کیونکہ حضرت کو جو دعوی تہا وہ بنص خدا و رسول۔ فرقہ شیعہ جو آپکو امام اور خلیفہ بلافصل مانتا ہے مطابق حکم خدا و رسول جنکے نصوص صریحہ ہزارون کتب اہلسنت مین موجود ہین۔ پس اس اصل الاصول پر کوئی اعتراض ہو ہی نہین سکتا۔ کیونکہ بدیہی بات ہی کوئی حکم کسی حاکم اعلی کا ایسا نہین ہوتا کہ سب اوسکو مان لین چہ جائیکہ حکم خدا و رسول جو عام طور پر خواہشات نفسانی کے خلاف ہوتا ہی۔ مان لیا جائے پس اب اگر اعتراض ہو سکتا ہی تو یہی کہ نص خدا و رسول کیون نہ مانا گیا جسکا جواب خدا کیطرف سے تمام عالم کو معلوم ہی کہ جو خدا تمام عالم کا خالق و رازق ہی اوسکی وحدانیت کا جب اقرار نہ کیا گیا بلکہ اوسکے مقابل مین ہاتہہ کی بنائی ہوئی مورتین پوجی جاتی ہین۔ تو اسپر کسکو تعجب ہو سکتا ہی کہ خدا کا مقرر کیا ہوا رسول اور اوسکا جانشین خلیفہ نہ مانا گیا بلکہ وہ رسول و خلیفہ مانے گئے جو اپنے ہاتھون رسول یا خلیفہ بنا لئے گئے جیسا کہ آجکل مرزا صاحب اور اونکے خلیفہ کی گرم بازاری ہو رہی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہی کہ اگر خلافت کا مدار نص خدا و رسول پر ہوگا تو ہر الزام سے پاک ہی خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے کیونکہ خلیفہ کا کام تبلیغ احکام شریعت مین نیابت رسول ہی۔ اور بس۔ خواہ رعایا اوسکو قبول کرے یا نہ کرے۔ اور اگر اسکا مدار اسپر رکھا جائے کہ جسکو لوگون نے خلیفہ بنا لیا یا مان لیا وہ خلیفہ جائز ہے تو پہر ممکن نہین کسی ناجائز خلافت کو آپ باطل کر سکین خواہ وہ یزید ہو یا عبدالملک۔ ابوبکر ہون یا معویہ کیونکہ سبنے خلافت پائی اور حکمرانی کی۔ پس اگر آپکا یہی منشا ہے تو ہمکو کیا کسی متنفس کو بھی آپسے حاجت

نہین ہوسکتا کہ یزید کی طرح ابوبکر بھی خلیفہ بنے اور اونکو بھی وہی اختیارات حاصل ہوے جو یزید کو حاصل ہوے اگرچہ کمی کے ساتھ ہو۔

آخر مین ہم مرزائیون اور سنیون کی تسکین کیلئے اس آیہ قرآنی پر ختم کرتے ہین کہ وہ فرماتا ہی ولو شاء ربک لامن من فی الارض کلھم جمیعا (سورہ یونس) ولقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن والانس (اعراف) کہ اگر خدا چاہتا تو جتنے لوگ زمین مین ہین سب ایمان لاتے ۔ اور ہمنے بہت سے آدمی اور جن دوزخ کے لئے پیدا کئے ہین۔

پھر فرماتا ہی ولو شئنا لاتینا کل نفس ھدیھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ و الناس اجمعین ۔ سورہ الم سجدہ

یعنی اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دیتے لیکن یہ بات ہماری طے ہو گئی ہے کہ ہم دوزخ کو آدمیون اور جنون سے بھر دینگے جسکے بعد ان مولویون کی اچھی طرح تسکین ہو جائیگی کہ خداوند عالم نے اسلئے سب کو مومن و موحد بنایا نہ سب کو توحید و رسالت و امامت کے قبول پر مجبور کیا کہ خدا کی یہ بات طے شدہ تھی انلوگون سے جہنم بہرے گا۔

اب اس مقدمہ کو ہم یہین تمام کرتے ہین اور حصہ ثانیہ رد الملاحدہ کو شروع کرتے ہین تاکہ معلوم ہو حق کی قوت کسقدر غالب ہے کہ نہ قتل سے وہ قوت کم ہوتی ہے نہ اسیری سے نہ غارتگری سے بلکہ بمفاد الحق یعلو ولا یعلی علیہ ہمیشہ حق کا غلبہ ہوتا جاتا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

ہان اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ فریق مخالف ہمارا علمی باتون سے اسقدر دور ہے کہ نہ وہ مرزا صاحب کی نبوت مین کسی علمی پہلو سے بحث کرنا چاہتا ہے۔ نہ خلافت خلیفہ اول مین لہذا اگر اہل علم ادہر متوجہ ہون تو ہمکو کوئی شکایت نہین۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ابوجہل سے مقابلہ کرنا پڑا ہے

وھذا آخر الکلام فی ھذا المقام وللہ الحمد فی البدء والختام

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ الغر الکرام

ردّالملاحدہ

حصّۂ ثانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل اعوذ برب النّاس ملك النّاس الٰه النّاس من شر الوسواس الخنّاس الذی یوسوس فی صدور النّاس من الجنّة والنّاس ۵ امّابعد - یہ دوسرا حصّہ ہی ردالملاحدہ کا جس مین خلافت راشدہ کے بقیہ کا جواب دیا جاتا ہی عبارت اوسکی بالمقابل درج ہی جو ہندسہ سے نمبروار جدا کی جاتی ہی -

خلافت راشدہ	ردّالملاحدہ
(۱) مین حلی کی اس کوشش کو جو قرآن کریم کی دو ہزار آیتون کے حضرت علی پر جمانے مین اس نے کی ہے پادریون کی کوشش سے کم نہین دیکھتا جو انھون نے توریت کی پیشگوئیون کو یسوع مسیح پر وارد کرنے مین کی -	کسقدر درست ہی قول اصدق الصّادقین جو قرآن مجید مین فرماتا ہی بل کذّبوا بمالم یحیطوا بعلمه ولمّا یاتهم تاویله کذالك کذّب الذین من قبلهم فانظر کیف کان عاقبة الظّالمین -

بلکہ جھٹلا دیا اُنھون نے اوس چیز کو جسکے علم پر قابو نہ پا سکے اور ابھی اس کی تاویل اون تک آئی نہین اسی طرح تکذیب کی اون لوگون نے جو ان کے قبل تھے۔ بس دیکھو کیسی ہے عاقبت ظالمین کی۔ کیونکہ خواص جہالت سے ہی کہ انسان اپنے خلاف طبع باتون کی تکذیب کرتا ہی اگرچہ وہ کیسا ہی حق اور درست ہو۔

بلکہ اس سے بھی صاف فرماتا ہی جحدوبہا واستقینتہا انفسھم یعنی آیات خدا کا انکار کر دیا حالانکہ اونکے دلون نے اوسکا یقین کر لیا تھا۔ یہی حالت ہی آپکی کہ کتاب مستطاب الیقین علامہ حلی علیہ الرحمہ سے آپکے بدن مین مرچین لگی ہوئی ہین۔ جس سے کسی طرح آپکو چین نہین ملتا۔ حالانکہ آپکو بالیقین معلوم ہی کہ دو ہزار سے زیادہ آیتین شان مین جناب امیرؑ کے خود آپکے روایات واحادیث سے ثابت ہین جن کا مکرر اثبات ہو چکا۔ مگر آپ نہ ایمان لائین تو کیا چارہ ہی۔ کیونکہ کسی دعوی کے اثبات کا سب سے عمدہ طریقہ یہی ہی کہ خود فریق مخالف کی زبانی ثابت کرے جس کو ہم باحسن وجوہ ثابت کر چکے۔ تاریخ الخلفا، صواعق محرقہ کی روایتین لکھدین جو اعلی درجہ کے متعصبین علماء اہل سنت سے ہین جنھون نے نہایت تصریح سے اس کا اقرار کیا کہ تین سو آیتین جناب امیرؑ کی شان مین وارد ہوئین یا جس قدر حضرت کی شان مین آیتین آئی ہین اوتنی آیتین کسی کے بارے مین نہین آئین۔ اس پر بھی آپ ایمان نہ لائین تو مجبوری ہے۔

تیس ہزار فضیلتین

آپ علامہ حلی علیہ الرحمہ کی دو ہزار دلیلون سے جل رہے ہین مگر آ علامہ یوسف قزعلی سبط ابن الجوزی کے تذکرہ خواص الائمہ کو دیکھیے جس مین یہ روایت موجود ہی وقد روی مجاھد قال سال رجل ابن عباس فقال ما اکثر فضائل علی ابن ابی طالب وانی لاظنھا ثلثۃ الاف فقال لہ ابن عباس ھی الی ثلثین الفا اقرب من ثلثۃ الاف ثم قال ابن عباس لو ان الشجرۃ اقلام والبحر مداد والانس والجن کتاب وحساب ما احصوا فضائل علی یعنی مجاہد نے روایت کی ہی

کہ ایک شخص نے ابن عباس سے پوچھا کسقدر زیادہ ہین فضائل علی بن ابی طالبؑ کے
مین گمان کرتا ہون کہ تین ہزار فضیلت ہوگی تو ابن عباس نے کہا تیس ہزار کہنا زیادہ
قریب ہی بہ نسبت تین ہزار کے اگر تمام اشجار قلم ہون اور سمندر مداد۔ انس و جن
لکھنے والے اور حساب کرنے والے تب بھی فضائل علیؑ کا احصا نہین کر سکتے۔

آپ بار بار جناب امیر کے ساتھ حضرت عیسیٰ کا تذکرہ فرماتے ہین تو یہ بھی ایک قدرت خدا ہی
جس سے جناب رسالت مآب کی اُس کلام صدق نظام کی تصدیق ہوتی ہے جو ہزارون
کتب اہل سنت مین مذکور ہے مگر یہان صرف علامہ محمد بن اسمٰعیل الامیر کے روضہ ندیہ سے
نقل کرتے ہین ملاحظہ ہو صفحہ ۲۴

وساق سنده من طریق المغازلی الفقیه العلامة الشافعی کتاب المناقب
من حدیث جابرؓ قال لما قدم علی ابن ابی طالب بفتح خیبر قال النبی صلعم
یا علی لولا ان تقول طایفة من امتی فیك ما قالت النصاری فی عیسی
لقلت فیك مقالا لاتمر بملاء من المسلمین الا اخذ والتراب من تحت
رجلیك و فضل طهورك یستشفون بهما و لکن حسبك ان تکون منّی
بمنزلة هرون من موسی غیر انه لا نبی بعدی وانت تبرء ذمّتی و
تستر عورتی وتقاتل علی سنتی وانت غدا فی الاخرة اقرب الخلق منی
وانت علی الحوض خلیفتی وان شیعتك علی منابر من نور مبیضة
وجوههم حولی اشفع لهم ویکونون فی الجنة جیرانی لان حربك
حربی وسلمك سلمی وسریرتك سریرتی وان ولدك ولدی وانت
تقضی دینی وانت تنجز وعدی وان الحق علی لسانك وفی قلبك وبین
و بین یدیك ونصب عینیك الایمان مخالط لحمك ودمك کما خالط
لحمی ودمی لا یرد علیّ الحوض مبغض لك ولا یغیب عنه محب لك فخرّ علی ساجدا
وقال الحمد لله الذی منّ علی بالاسلام وعلّمنی القرآن وحببنی الی
خیر البریة واعز الخلیقة واکرم اهل السموات والارض علی ربه خاتم النبیین

وسید المرسلین وصفوۃ اللّٰہ فی جمیع العلمین احسانا من اللّٰہ تعالیٰ
وتفضلا منہ فقال لہ النبی صلعم لولا انت یا علی ما عرف المؤمنون
بعدی فقد جعل اللّٰہ عز وجل نسل کل نبی من صلبہ وجعل نسلی من
صلبک یا علی فانت اعز الخلق واکرمھم علی اللّٰہ واعزھم عندی و
محبک اکرم من یرد علیّ من امتی انتھٰی۔
یعنی ابن بسند فقیہ شافعی ابن مغازلی نے روایت کی ہے حدیث جابر سے کہ جب جناب
امیر خیبر فتح کرکے آئے تو رسول اللہ نے فرمایا اگر اسکا خوف نہوتا کہ ہماری اُمت سے
کچھ لوگ تمھاری شان مین وہ کہتے جو نصاریٰ حق عیسیٰ مین کہتے ہین تو ہم ویسا
کلمہ کہتے کہ جب کبھی مسلمانون پر تم گذرتے تو تمھارے قدم کی خاک اُٹھا کر بغرض استشفا
لے جاتے مگر اسی قدر کافی ہے کہ تم بمنزلہ ہارون من موسیٰ ہو ہمسے مگر یہ کہ ہمارے بعد
نبی نہین ہو۔ اور تم ہمارے ذمہ کو بری کروگے اور ستر عورت کروگے اور قتال کروگے
ہماری سنت پر اور تم قیامت کے روز سب سے قریب ہوگے ہمسے اور تم حوض کوثر پر ہمارے
خلیفہ ہوگے۔ اور تمھارے شیعہ ہمارے گرد ہونگے منبر نور پر چہرے اُنکے نورانی ہونگے
اور ہم سب کے شفیع ہونگے اور سب جنت مین ہمارے ہمسایہ ہونگے۔ کیونکہ تمسے جنگ کرنا
ہمسے جنگ کرنا ہے تمسے صلح کرنا ہمسے صلح کرنا ہے تمھارا باطن ہمارا باطن ہے تمھاری
اولاد ہماری اولاد ہے۔ تم ہمارے دَین کو ادا کروگے اور ہمارے وعدون کو پورا
حق تمھاری زبان پر ہے۔ اور قلب پر اور ساتھ تمھارے اور آگے اور پیش نگاہ
تمھارے ایمان مخلوط ہے تمھارے گوشت و خون سے جیسا کہ ہمارے گوشت اور خون
سے مخالط ہے تمھارا دشمن کبھی حوض کوثر سے سیراب نہ ہوگا۔ نہ تمھارا دوست اوس سے
محروم رہیگا۔

اس حدیث کو سنکر جناب امیر نے سجدہ کیا اور کہا شکر خدا ہے جسنے ہمپر احسان کیا
اسلام سے اور حبیب کیا محمد خیر البریہ کا اور اعز مخلوقات کا اور اکرم اہل سماوات و
ارض کا خدا کے خاتم النبیین وسید المرسلین۔

پھر حضرتؐ نے فرمایا اے علی اگر تم نہوتے تو ہمارے بعد مومنین پہچانے نہ جاتے خدا نے ہر نبی کے اولاد کو اونکے صلب سے قرار دیا ہے۔ مگر ہماری نسل کو تمھارے صلب سے قرار دیا پس اے علی تم اعز خلق واکرم خلق ہو خدا کے نزدیک اور سب سے زیادہ عزیز ہمارے نزدیک اور محب تمھارے کل اون لوگون سے اکرم ہین جو حوض پر وارد ہون گے۔

مصنف کتاب کہتے ہین کہ اس حدیث کے فقرات کے بہت سے شواہد ہین جو کتب حدیث مین متفرق طور پر مذکور ہین اور قریب ہو کہ اس رسالہ مین بھی مذکور ہو۔ تو مولف خلافت راشدہ کا بار بار تمثیل جناب امیر اور حضرت عیسی کا تذکرہ کرنا درحقیقت تصدیق کلام رسول ہو اگرچہ منشا اون کا توہین وتہجین ہو۔ کیونکہ حضرت عیسی کی نبوت ایسی نہین ہے جس سے کوئی مسلمان انکار کر سکے۔ پھر اونکی تمثیل سے کسر شان جناب امیرؑ کیونکر ممکن ہی۔

آئیے اور روضۂ ندیہ مذکور کا صفحہ ۵۶ ملاحظہ فرمائیے۔

ولعیسی صح فیہ مثل ؛ فسعید اعد منھم وشقیا ولعیسی عطف علی جملۃ وکھرون وسعیدًا مفعول قد تقدم علیہ من باب قولہ تعالی و فریقا ھدا و فریقا حق علیھم الضلالۃ۔ وشقیا معطوف علیہ والمراد بالشقی من غلا فی حبہ وجاوز الحد الماموربہ ومن ابغضہ وعاداہ فان الشقی فیہ طایفتان محب غال۔ ومبغض قال واما السعید فھو من وقف علی مقدار ما امرہ اللہ بہ من محبۃ علیہ السلام والبیت اشارۃ الی ماثبت لہ علیہ السلام من ان فیہ مثلا من عیسے قال المحب الطبری رحمہ اللہ عن علی علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلعم فیک مثل من عیسی علیہ السلام ابغضتہ الیھود حتی بھتوا امہ واحبہ النصاری حتی نزلوہ بالمنزلۃ التی لیس بھا ثم قال علیہ السلام یھلک فی رجلان محب مفرط بما لیس فی ومبغض یحملہ شناٰتی علی

عنہ علیہ السلام قال ان یبھتنی اخرجہ احمد فی مسندہ و
یحبنی اقوام حتی یدخلون الجنۃ فی حبی و یبغضنی اقوام حتی
یدخلون النار فی بغضی و فی الجامع الکبیر للحافظ السیوطی
فی مسند علی عن علی علم قال دعانی رسول اللہ صلعم فقال یا علی
ان فیک من عیسی مثلا ابغضہ الیھود حتی بھتوا امہ واحبہ النصاری
حتی نزلوہ بالمنزلۃ التی لیس بھا۔

یعنی جناب امیر مین حضرت عیسی کی مثل ہے کہ کچھ لوگ سعید ہوے اور کچھ شقی مراد شقی سے وہ ہی جس نے غلو کیا حضرت کی محبت مین (کہ قائل بہ الوہیت ہوا) اور جس نے حضرت سے عداوت مین غلو کیا۔ کیونکہ شقی دونو گروہ ہین جو محبت مین افراط کرین۔ یا عداوت مین تفریط۔ سعید وہ ہی جو اوس مقدار محبت پر قائم رہے جسکا خدا و رسول نے حکم دیا ہے۔

کہا محب طبری نے کہ فرمایا رسول اللہ نے حضرت علی سے کہ تم مین مثال ہی حضرت عیسی کی کہ یہود نے عداوت کی یہانتک کہ بہتان لگایا اونکے مان پر۔ اور محبت کی نصاری نے کہ درجہ خدائی پر پہونچایا۔

خود جناب امیر فرماتے ہین کہ ہمارے بارے مین دو گروہ ہلاک ہوئی ایک وہ جو افراط کرے دوسرا وہ جو بغض کرے اور بہتان کرے پھر حضرت فرماتے ہین کہ ایک قوم ہمسے محبت کرے گی کہ اسی محبت کی وجہ سے وہ داخل جنت ہوگی اور ایک بوجہ عداوت داخل نار ہوگی۔ اور حافظ سیوطی نے جامع کبیر مین روایت کی ہی کہ حضرت نے فرمایا اے علی تم مین حضرت عیسی کی مثال ہی کہ یہود نے اسقدر اون سے بغض کیا کہ اُن کی مادر گرامی پر افترا کیا۔ اور نصاری نے اسقدر محبت کیا کہ اوس منزلہ پر پہونچایا جسکے وہ لائق نہ تھے۔

تو اب آپ ہی فرمائیے کہ بار بار آپ کا تذکرہ کرنا حضرت عیسی کا جناب امیر کے بارے کس پہلو سے ہی کیا اس سے کلام رسول کی بلا قصد آپکے تصدیق نہین ہو رہی ہے

پادریون کی کوشش پر اگر غور فرمائیے تو بدارج آپکے کوشش سے افضل و بہتر ہے کیونکہ انھون نے اگر توراۃ کی پیشگوئیون کو حضرت عیسی پر چسپان کیا تو ایک نبی برحق کے بارہ مین انھون نے کوشش کی۔ اگرچہ اس مین غلطی کی کہ وہ پیشگوئیان حضرت رسالت ماب کے بارے مین ہین جو کسی طرح حضرت عیسی پر منطبق نہین ہوسکتین بخلاف آپ لوگون کے کہ توراۃ و انجیل و قرآن کی سب پیشگوئیون کو مرزا غلام احمد صاحب پر منطبق کرتے ہین۔ حالانکہ آپ کو بعلم الیقین معلوم ہے نہ وہ نبی تھے نہ ماسور نہ صادق پھر انصاف کیجیے کہ پادری حق بجانب ہین یا آپ جو ایک مفتری علی اللہ کی اس قدر مدح و ثنا کر رہے ہین۔

(۲) ہان اگر آپ مسلمان ہوتے رسول اللہ پر ایمان لائے ہوتے تو آپ کو فرق بیّن معلوم ہوجاتا کیونکہ شیعون کا استدلال جو کچھ ہے کلام رسول اللہ سے اور وہ بھی اُن کلامون سے جو کتب فریقین مین ہین۔ بلکہ کتب اہل سنت مین صحیح بلکہ متواتر طریق سے وارد ہین۔ بخلاف نصاری یا اہل سنت کہ اون کا استدلال تمامتر اپنے خیالی توہمات سے ہی جسمین کسی طرح کلام رسول اللہ شریک نہین۔ پھر آپ ہی غور فرمائیے کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔ کیونکہ یہ تو ممکن نہین کلام رسول غلط ہوسکے۔ پھر بتائیے آپ کا کہان ٹھکانا رہا۔ کیونکہ دوسری کتابون کو جانے دیجیے خود اپنی خلافت راشدہ کو دیکھ جائیے کہ کہین ایک حرف بھی آپ حدیث کا لائے ہین؟

رد الملاحدہ	خلافت راشدہ
(۳) درحقیقت آپ کوئی فرق نہین کر سکتے کیونکہ آپ کا ایمان ایک دوسرے نبی اور دوسرے رسول پر ہے جو دونون کا دشمن ہے یعنی حضرت عیسی روح اللہ اور جناب رسالتماب اور جناب امیر علیہ السلام کا مخالف ہی۔ نہ اگر آپ مسلمان ہوتے۔ قرآن پر ایمان رکھتے تو نہ حضرت عیسی کے بارہ مین کچھ کلام کرتے نہ جناب امیر ع کے بارہ مین۔	(۲) تو ہرگز فرق نہین کر سکتا کہ ان دونون مین کون سی تطبیق اور توفیق زیادہ شرمناک اور قابل استہزا ہی اور یہ کم تعجب انگیز بات نہین کہ دونون صاحبون کو باطل کی تزئین اور تائید کے لیے تشابہ محنت کرنی پڑی ہے۔

(۳) جاے غور ہی کہ توریت کی پیشگوئیان جو ایک موعود کی جلالی آمد اور منصور بعثت کی خبر دیتی تھین کیونکر منطبق ہوسکتین ایک ناتوان ناکام شخص پر جو یسوع کی شکل لے کر یہودیون مین ظاہر ہوا اور اون کی ساری امیدون اور انتظار کی آنکھ مین خاک ڈال کر آخر اون کے رنج و غم اور غصّہ اور انتقام کا شکار رہوا۔

(۳) افسوس کہ مرزا صاحب تو حسد حضرت عیسیٰؑ کی آگ مین جلتے ہوے نذر ہیضہ ہوے اور آپ اونکے پہلے جل بسے پھر کون پوچھے کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے مین دو اور ایک ناتوان ناکام شخص یسوع کی شکل لیکر یہودیون مین ظاہر ہوا،، کہنا کیا ہی جبکہ تمام قرآن ثنا و صفت حضرت عیسیٰ سے بھرا ہوا ہی پھر تم مسلمان کب ہو جو جواب دیا جاے۔ کیونکہ آپ تو صریحی طور پر تکذیب کلام خدا کر رہے ہین وہ کہ آخر ان کے رنج اور غصہ اور انتقام کا شکار رہوا،، جس مین بصراحت تمام قصہ دار کی تصدیق ہی۔ حالانکہ قرآن مین بتصریح تمام رفعہ اللہ الیہ ہی کہ خدا نے اُن کو اُٹھا لیا۔

(۴) اسی طرح قرآن کریم کی جلالی آیتین جو بتاتی تھین کہ ایک قوم پیدا ہونے والی ہی جو اپنے حریفون پر غالب آئے گی۔ قیصر کو وہ پامال کریگی۔ کسریٰ ان کے مقابل آوارہ دشت تباہی ہوکر ہمیشہ کے لیے اپنا نام مٹا جائے گا مصر کی تمام برکات کے وارث وہ ہون گے شام کے جنات اور انہار ان کے قبضہ مین آئینگے ایران کے سونے کنگن اور لباسہاے شاہانہ اور تخت ان کے تصرف مین آئین گے انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا اور کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اور وان جندنا لھم الغالبون ولنبونھم فی الدنیا حسنۃ

(۴) جسطرح آپ تکذیب کلام الٰہی کر کے حضرت عیسیٰ کی توہین و تحقیر کر رہے ہین اوسی طرح جناب سیر کے بارے مین تکذیب کلام الٰہی کر کے چاہتے ہین ابوبکر عمر کو بلند کرین کیونکہ آیات لننصر رسلنا اور کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی وغیرہ کو یہان لانا صریح دلیل اسکی ہی کہ آپ عمر ابوبکر کو بھی مثل مرزا قادیانی نبی اور رسول مان رہے ہین۔

ای عقل کے دشمن یہ تو سمجھ کہ خدا نے اپنے رسول سے فتح و نصرت کا وعدہ کیا تھا اُسکو پورا کیا جس کی ابتدا خود حضرت سے ہوئی اور جب تک مصلحت خدا رہی وہ وعدہ پورا ہوتا رہا

ردالملاحده	خلافت راشده
خواہ عہد ابوبکر ہو یا عہد عمر یا عہد یزید و ہارون و مامون وغیرہ خلفاے جور جنکو تمامی اہل اسلام خلیفہ ناحق مانتے ہین۔ پھر جو امر کہ	اور اس قسم کی جلالی آیتین ان کے حق مین صادق آئینگی۔

رسول اللہ کے وعدون سے ہو اور وہ وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا رہا اوس سے ابوبکر و عمر کی فضیلت پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہی۔

ہمنے مانا کہ جناب امیر کو آپکے صحابہ۔ عائشہ طلحہ زبیر معویہ وغیرہ نے خلافت مین کامیاب ہونے نہ دیا تو جانے دو۔ اُن لوگون کو تو ابوبکر عمر عثمان کے برابر مانو جو اپنے زمانہ خلافت مین مین کامیاب ہوے یعنی معویہ یزید عبداللہ بن زبیر مروان عبدالملک وغیرہ۔

ردالملاحده	خلافت راشده
(۵) اسکا کیا جواب دیا جاے کیونکہ اگر جناب امیر کا کوئی دوسرا دعوی ہوتا وہ مدعی نبوت ہوتے یا کسی قسم کا نیا دعوی پیش کرتے اور ناکام رہتے تو تمکو حق تھا جو چاہتے کہتے یہان تو جس قاعدہ سے تمھارے خلفاے ثلثہ خلیفہ بنائے گئے اسی	(۵) کوئی خدا کے لیے بتائے تو کہ یہ کیونکر منطبق ہوسکتین حضرت علی اور انکی آخر تک ناکام رہنے والی اولاد پر جنکے وقتون مین مسلمانون کی تفرق کلمہ اور انتشار اور ضعف اور باہمی خانہ جنگیون کے سوا کچھ نہین ہوا۔

قاعدہ اجماع سے جناب امیر بھی خلیفہ بنائے گئے۔ پھر جو حضرت بقول تمھارے ناکام رہے تو اس سے تکذیب کلام الٰہی لازم آئی یا نہین۔ کیونکہ اوس نے تو وعدہ کیا تھا انا لننصر رسلنا کہ ہم نصرت دینگے اور بقول تمھارے جناب امیر کو نصرت نہین ہوئی تو وہ کلام خدا غلط ہوا۔ کیونکہ تم یہ کہ نہین سکتے جناب امیر مثل ابوبکر خلیفہ نہین ہوے پس جب حسب اقرار تمھارے جناب امیر بھی مثل ابوبکر خلیفہ برحق ہوے اور منصور نہوے تو کلام خدا کی غلطی لازم آگئی

اور کچھ غور تو کرو کہ رسول پر تیرہ برس کا زمانہ مغلوبیت مکہ مین گذرا اور حضرت کی ہجرت بد کوئی عیش آیا۔ جنگ احد مین شکست ہوئی اور حضرت رسول ہی رہے۔ صلح حدیبیہ مین اظہر مغلوبانہ صلح کی جس سے عمر کو نبوت مین شک پیدا ہوا۔ جنگ حنین مین لشکر اسلام نے

ہزیمت کھائی۔ اور آپکی نبوت باقی رہی۔ وقت رحلت ایسے مجبور ہوئے کہ وصیت نامہ نہ لکھنے دیا۔ دفن وکفن مین جمہور صحابہ نے ترک رفاقت کی اب ہر بھی خدا کی رسالت مین انا لننصر رسلنا کی تکذیب لازم آئی۔

توجناب امیرؑ کے قبول خلافت کے انکار سے حضرتؐ پر کیا الزام آیا کیونکہ جن لوگون نے حضرتؐ کے قبول خلافت سے انکار کیا وہ تو درحقیقت منکر رسالت رسول بلکہ تکذیب کرنیوالے کلام خدا کے تھے کیونکہ اوس کے حکم کو ان لوگون نے نہین مانا۔ نہ یہ کہ جناب امیر نے کوئی نیا دعوی کیا ہو۔

اے دشمن خدا ورسول غور تو کر جناب امیر یا آپکے اولاد طاہرین کے ناکامی سے الزام کس پر آیا۔ آیا اون حضرات پر یا ان مسلمانون پر جو کلمہ گو تھے یا اوس خدا پر جس نے امر اور وعدہ اپنے رسولون کی نصرت کرنے کا دیا اور اتنا بھی اوس سے نہ ہوسکا کہ اپنے رسول کی اولاد کو نصرت یا غلبہ دیتا پھر تبا تو وہ وعدہ خدا کب سچا نکلا۔ کیا تو کہہ سکتا ہی کہ رسولؐ یا اوسکی اولاد نے کوئی ناجائز دعوی کیا تھا۔؟

تیرا مطلب اس جملہ سے تو انکار رسالت ہی کہ بظاہر اسطرح لکھا ورنہ تو دکھلا رہا ہی کہ کل وعدے خدا کے غلط تھے جس نے نہ اپنے رسول کی اتنی نصرت کی کہ اونکا آخری وصیت نامہ ہی لکھا جاتا نہ اتنی نصرت کی کہ اوسکی اولاد تو اس بیحرمتی سے محفوظ رہتی کہ عمرؓ اُسکی صلبی بیٹی کا گھر جلانے آتا ہے۔

کیا غضب ہے کہ جو شخص اصل بانی تفریق ہوا عمرؓ جسنے وصیت نامہ کو روک کر اپنا کام نکالا وہ تو تیرا دلی محبوب ہے۔ اور جس نے چاہا کہ حکم خدا اور رسول کو جاری کرے اور تفریق کلمہ گو مٹائے وہ تیرے نزدیک ض ہی۔

خلافت راشده	ردالملاحده
(۶) حضرت عیسی کی خدائی کا مدعی تو یقینی جہنمی ہے اوس سے ہمین بحث نہین مگر اس سے بڑھکر وہ جہنمی ہے جو وصایت جناب امیر سے انکار کرے۔	(۶) حقیقت مین عجیب ہی وہ دل جو توریت سے یسوع کی خدائی اور قرآن سے علیؑ کی وصایت نکالتا ہو۔

(۷) یہ خدا کی باریک مصلحت تھی کہ دونوں حضرات علی اور حضرت مسیح کی زندگی پر اسنے ناکامی کے داغ لگادیے۔ اور جھلکتی ہوئی نصرتوں اور فتوحات سے انھیں حصہ نہیں دیا۔

(۷) اب معلوم اس سے بڑھکر کیا کامیابی اور عزت و اقبال ہوسکتا ہے کہ نہ کوئی مسلمان عظمت حضرت عیسی سے انکار کرسکتا ہے نہ خلافت و ولایت جناب امیرؑ سے۔ رہا زندگی میں مصائب جھیلنا اس سے نہ آنحضرت خالی رہے فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل نہ کوئی دوسرا نبی و وصی نبی کہ ہزارہا انبیا قتل ہوے ویقتلهم الانبیاء پس اگر وہ انبیا ناکام رہے تو جناب امیر کو بھی انکی تاسی رہی۔ مگر جو لوگ اہل علم ہیں وہ جانتے ہیں اسلام کا جو کچھ بول بالا ہوا خواہ عہد رسول میں ہوا یا بعد آنحضرت وہ صرف جناب امیرؑ کی بدولت کیونکہ اگر جناب امیرؑ عہد خلفا میں تلوار سے جہاد کیتے تو یقیناً آپکے خلفا اسلام کو غارت کردیتے اور کفر کو بلا لاتے جیسا کہ خود جناب امیر نے اسکی تصریح کردی اور ایک نمونہ اسکا ابوسفیان موجود ہے جو صرف اسوجہ سے شریک کرلیا گیا کہ اسنے کہا تھا جناب امیر کو بلاؤ ہم انسے بیعت کرکے مدینہ کو سوار و پیادہ سے بھر دینگے جسپر جناب امیر نے تو اسکو جھڑک دیا مگر ابوبکر ایسا دب گئے کہ اسکو ملا لیا جسکے اولاد نے اسلام کا خاتمہ کیا۔

(۸) خدا تعالی جانتا تھا کہ ان دونوں شخصوں کے بعد عظیم الشان فتنہ برپا ہوگا جو حق کا خون کریگا اور اس سے اہل حق کو توہین و تحقیر کا بازار گرم ہوگا۔

پس اس سے تو اور ان لوگوں کی حقیقت ثابت ہوئی کیونکہ معلوم ہوا اسی لئے یہ لوگ کامیاب ہوئے کہ انکی حقیقت آیندہ ظاہر ہونیوالی تھی چنانچہ دیکھیے کہ ابوبکر و عمر جو کامیاب ہوئے تو انکو وہی درجہ ملا جو یزید و عبد الملک وغیرہ کو بالخلاف جناب امیر اور حضرت عیسےٰ کے ناکامی نے اور بھی انکی حقیقت کو نمایاں کردیا۔ اگر آپ میں کچھ بھی ایمان ہوتا تو سب سمجھتے ابوبکر وغیرہ کی کامیابی ہے فتنہ ہے جسکی طرف قرآن میں چند جگہ اشارہ موجود ہے واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة۔ اور اس فتنہ سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انھیں لوگوں پر نہیں پڑیگا جو تم میں ظالم ہو جسکی نسبت طلحہ و زبیر کا اقرار موجود ہے کہ ہمیں لوگ اس سے مراد ہیں۔ کیونکہ فتنہ کامیاب کے ذریعہ سے ہوتا ہے نہ ناکامیاب کے۔ کیونکہ انسان

ضعیف البنیان جب کسی قوم کو کامیاب دیکھتا ہے تو خواہی نخواہی شبہہ مین پڑتا ہے یہی حق ہے جس سے فطری میلان اُدھر ہوتا ہی بخلاف ناکام کے کہ اگر ایسی ہی حقیقت اوس کی غالب اور قوی ہوتی ہی تو کوئی اسکا ساتھ دیتا ہی قلیل من عبادی الشکور سورہ برأت مین ہے لقد ابتغوا الفتنة من قبل وقلبوا لك الامور حتی جاء الحق وظهر امر الله وهم کارهون ومنهم من یقول ائذن لی ولا تفتنی الا فی الفتنة سقطوا وان جهنم لمحیطة بالکافرین۔

یہ پہلے سے بھی فتنہ وفساد کرتے رہے اور بہت سی باتون مین تمہاری لیے الٹ پلٹ کرتے رہے یہانتک کہ حق آپہونچا اور ظاہر ہوا امر خدا کا حالانکہ وہ کراہت رکھتے تھے اُن صحابہ مین ایسے بھی تھے جو کہتے تھے مجھے اجازت دیجیے اور فتنہ مین نہ ڈالیے۔ دیکھو وہ فتنہ مین پڑ گئے اور جہنم سب کافرون کو گھیرے ہوے ہی سورة النسار مین ہی وان ادری لعله فتنة لکم ومتاع الی حین۔ مین نہین جانتا شاید وہ تمہارے لیئے فتنہ ہو اور ایک مدت تک تم اوس سے فائدہ اٹھاتے رہو۔

یہ وہ آیہ ہی جس کی تلاوت جناب امام حسن نے اُسوقت فرمائی تھی جبکہ معویہ سے صلح ہوئی اور آپ مجبوری خلافت سے علٰحدہ ہوے تو اب سمجھو یہ فتنہ کسکے لیے ہے اور کون اسمین مبتلا ہوا شیعہ یا سنی۔ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۳۴۲ مین ہی۔

اخرج ابن ابی شیبه وابن عساکر عن الربیع بن انس قال لما اسری بالنبی ص فانزل الله وان ادری لعله فتنة لکم ومتاع الی حین یقول هذا الملك واخرج ابن سعد وابن ابی شیبه والبیهقی فی الدلائل عن الشعبی قال لما سلم الحسن بن علی ع الامر الی معاویه قال له معاویه قم فتکلم فحمد الله واثنی علیه ثم قال ان هذا الامر ترکته لمعاویه ارادة اصلاح المسلمین وحقن دمائهم وان ادری لعله فتنة لکم ومتاع الی حین ثم استغفر ونزل، واخرج البیهقی عن الزهری قال خطب الحسن فقال اما بعد ایها الناس ان الله هداکم باولنا وحقن دماءکم باخرنا وان لهذا الامر مدة والدنیا دول وان الله تعالی

قال البنیه وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون الی قوله ومتاع الی حین

یعنی جب حضرتؐ معراج مین تشریف لیگیئے تو آیه نازل ہوا اور بارہ ملک ابن سعد وابن ابی شیبه وبیہقی نے روایت کی ہی کہ جب امام حسنؑ نے صلح کیا تو معویہ نے کہا آپ اٹھکر کلام فرمائیے تو حضرت نے بعد حمد ونعت فرمایا کہ ہمنے اس امر خلافت کو معویہ کیدیئے اسلیئے چھوڑ دیا کہ مسلمانون مین اصلاح ہو اور خونریزی بند ہو۔ پھر یہی آیه پڑھا نہین معلوم کہ شاید یہ فتنہ ہو تم لوگون کیلیے اور ایک زمانہ تک فائدہ۔

بیہقی نے زہری سے روایت کی ہی کہ جناب امام حسنؑ نے خطبہ مین فرمایا یا ایہا الناس خدا نے تمھاری ہدایت کی اول کی بدولت اور خونریزی سے بچایا ہاست آخر کے بدولت اور یہ امر کے لیے ایک مدت ہی اور دنیا دست بدست پھرنے والی ہی۔ اور خدا نے اپنے نبیؐ سے فرمایا ہی نہین علوم قریب ہی یا بعید جسکا تمکو وعدہ کیا گیا وہ جانتا ہی ظاہر قول کو اور جانتا ہی جو کچھ تم چھپاتے ہو۔ اور نہین معلوم کہ شاید یہ فتنہ ہو تمھارے لیے اور فائدہ ایک زمانہ تک۔ پس تعجب ہی کہ خداوند عالم جس امر کو فتنہ کہے اور مسلمانون کو اسمین مبتلا کرے اسکو تو آپ حق سمجھے اور جس امر کو اسنے حق کہا ہو اس سے آپ روگردان ہون اور اوسپر تمسخر واستہزا کرین۔

دیکھیے خداوند عالم سورہ عنکبوت مین کیا فرماتا ہی احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن الله الذین صدقوا ولیعلمن الله الکاذبین۔

کیا لوگ یہ خیال کیے ہین کہ صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لائے چھوڑ دیے جائینگے اور وہ فتنہ مین نہ ڈالے جائینگے حالانکہ ہم نے فتنہ مین ڈالا ہی انکے قبل لوگون کو پس ضرور معلوم کریگا خدا ان لوگون کو جو سچے ہین اور معلوم کریگا ان لوگون کو جو جھوٹے ہین۔

خلافت راشده

(۹) مین بارہا خیال کرتا ہون کہ یہ مطابقت بھی کیون ہی کہ جیسے عیسائیون کو یسوع کی حقیت کے اثبات کے لیے آدم سے لیکر آخر تک تمام

رد الملاحده

(۹) اسمین جیسی تہمت عیسائیون پر ہے اس سے بڑھکر شیعون پر کیونکہ عیسائیون کو اگر انکار ہے تو جناب رسالت مآبؐ کی رسالت و

راست بازون کو بدکار ثابت کرنیکی ضرورت پڑی ہی اسی طرح شیعون کو ایک علی کی خاطر اسلام کے آدم ثانی حضرت صدیق اکبر سے شروع کرکے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کو فاسق فاجر اور منافق ماننا پڑا ہی۔

و نبوت سے نہ اور انبیا کی نبوت سے اور شیعہ تو کسی راستباز سے بھی نہین انکار کرتا ابوبکر کو تم آدم کہو یا محمدؐ تمھارا اختیار ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کو محمد بروزی بنا دیا۔ مگر تم ان کی خلافت کو نص رسول سے ثابت کرو تو ہم خلیفہ بحق ماننے کو طیار ہین ورنہ مثل یزید تو ہم بھی اون کو خلیفہ مانتے ہین۔

تم ایک لاکھ چوبیس ہزار اصحاب کو راستبار مانتے ہو مگر افسوس اُن نصیحتون کو نہین مانتے جو ابوبکر کو انھون نے کی تھی۔ ابوذر۔ سلمان۔ عمار۔ مقداد۔ خالد بن العاص۔ طلحہ۔ زبیر۔ ابورافع۔ ابوسفیان۔ وغیرہ صدہا صحابہ تھے جنھون نے مکرر نصیحتین کین۔ مگر ابوبکر نے نہ مانا پھر تم ہی بتاؤ انمین کون راست باز تھا۔

ممکن تھا کہ یہ دونون گروہ اور طرح اپنے اپنے معبود کا حق ثابت کرنیکی کوشش کرتے اور راست بازون پر طعن و تشنیع کی ناپاک رسم سے کام نہ لیتے۔

کس قدر شرارت کی بات ہی کہ آپ اثبات حقیت جناب امیر کو "معبود کا حق" ثابت کرنا کہتے ہین حالانکہ ہم لوگ اوسپر لعنت کرتے ہین جو غیر خدا کو معبود سمجھے۔

اسکا جواب میری سمجھ مین یہی آتا ہی کہ خدا کی غیرت نے چاہا کہ بطلان کے ماتھے پر نمایان داغ رکھدے اور ہر ایک طالب حق سمجھ لے کہ وہ راہ کیونکر سلامتی کی راہ ہو سکتی ہے جو آخر کار

مگر افسوس کہ تمام قرآن لعنت و توہین تحقیر و سب و شتم و معائب شماری کفار و منافقین سے بھرا ہوا ہی۔ پھر اگر یہ بدبودار بانی تو خدا نے کیون قرآن کو اس سے بھرا۔

اس حصہ تک پہونچاتی ہے جسمین توہین تحقیر سب و شتم اور معائب شماری کے بدبودار بانی کے سوا کچھ نہین حقیقت مین یہ بہت بدنما داغ

مگر شکر خدا کہ اسلام اسکو داغ نہین جانتا بلکہ تفضیح کاذبین و فاسقین کو لوازم اسلام سے قرار دیتا ہی۔

ہو اس مذہب پر کہ اس کی بنیاد لاکھ سے زیادہ راست بازون کو فاسق فاجر بنانے پر کھڑی ہوتی ہے۔

خلافت راشدہ

(۱۳۹) دوسرا داغ خدا کی حکمت نے یہ لگا دیا کہ جناب علی کی خلافت کو خلافت منتظمہ ہونے کے شرف سے محروم رکھا اور خانہ جنگی اور تفرق اور تشتت کے سوا اس سے کچھ حاصل نہوا۔

ردالملاحدہ

(۱۳۹) جب خدا ہی نے یہ داغ لگایا تو پھر رونا کاہے کا ہو۔ حالانکہ یہ نہین سوچتے کہ آخر خدا نے حضرت کو خلافت دلوائی کیون؟ جبکہ تمامی صحابہ نے عہد کر لیا تھا کہ خاندان رسالت مین جا ہی نہین؟ محض اسی لیئے

کہ خدا نے جو اپنے رسول سے وعدہ کیا تھا اسکو پورا کرے کہ حجت تمام ہو گی اور حق واضح ہوگا فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر اوس کے بعد جس کا جی چاہے ایمان لاے جسکا جی چاہے کفر کرے۔

آپ بندون کے کل افعال اعمال کو خدا کا فعل کہتے ہین جسکی تحقیقات سابقا ہو چکی تو ہم بھی اکے قول کو مانکر عرض کرتے ہین۔ بیشک خدا کا کوئی کام خالی از حکمت نہین ہوتا جس خدا کی حکمت نے صدہا نہین بلکہ ہزارہا وعدون کے ساتھ کہ ہم اپنے رسول کے دین کو تمام ادیان پر غلبہ دینگے۔ نہ اس دین کو تمام ادیان پر غلبہ ہونے دیا نہ تمام روی زمین پر آپ کا قبضہ ہونے پایا اوسی خدا کی حکمت نے یہ کام بھی کیا کہ جناب امیر کو چوبیس پچیس برس تک خلافت مین کامیاب ہونے نہ دیا۔ اور خلیفہ ہونے پر بھی طلحہ۔ زبیر عائشہ معاویہ کے ہاتھون آرام نہ لینے دیا۔ آپ اس سے بطلان خلافت پر زور لگاتے ہین۔ اور ہم اسکو دلیل حقیقت اسلام سمجھتے ہین کیونکہ اگر غلبہ و تسلط ظاہری بھی شامل رہتا تو وہ مقصود جناب احدیت فوت ہو جاتا کہ لوگوں کا امتحان لیا جاے۔ اسلیے خدا نے اصلی دین کو ہمیشہ اسی حالت مین رکھا کہ محض ظاہری ہیبت و رعب سے کوئی قبول اسلام پر مجبور نہو۔

غرض جو مصلحت خدا نے اسمین رکھی تھی کہ رسولؐ کو پورا تسلط نہ دین وہی مصلحت یہان داعی ہوئی کہ خلافت جناب امیر کو خانہ جنگیون مین مبتلا رکھا کہ صاحبان بصیرت حق کو حق سمجھکر قبول کرین۔ ورنہ ایک طرح کا جبر لازم آتا جس سے اسلام کو انکار ہے۔

(۱۴۰) اجنبی ملکون کی چپہ بھر زمین بھی آپکی

(۱۴۰) کسقدر ہوش ربا یہ فقرہ ہی حالانکہ تمام

تمام عالم کو معلوم ہی اسلام کے جتنے فتوحات عہد مین فتح نہ ہوئی۔ بلکہ پہلی خلافت کے
ہوئے خواہ وہ عہد رسول اللہ صلعم مین اندر خدمت بھی بہت گران قدر حصہ
ہون یا عہد خلفائے ثلثہ مین سب حضرت کی برکت کھو دیا گیا۔
ہوئے۔ کیونکہ تاریخ مین جانتے ہین عہد رسول کا کوئی غزوہ ایسا نہین ہی جسکے
فاتح خود جناب امیر نہ ہون جس مین جہاد کرکے حضرت نے فتوحات کی اور نام اسلام
بلند کیا۔

عہد شیخین مین تمامی اہلسنت کا اتفاق ہی جو کچھ ہوتا تھا وہ آپکے صلاح و مشورہ
سے پھر یہ کہنا کہ عتبی ملکون کی جیسے پھر زمین بھی آپکے عہد مین فتح نہ ہوئی، کسقدر جہ کی دروغ
گوئی ہی کہ حاجت بیان نہین۔

رہا وہ زمانہ جس مین آپکے زمانہ مین بیعت کرکے آپکو خلیفہ تسلیم کیا۔ تو اوسمین ممکن ہی کب
تھا کہ خانہ جنگی کو یونہین چھوڑکر آپ دوسری طرف بڑھتے۔ کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے
کہ گھر مین آگ لگے اور آپ دوسرا مکان بنانے جائین۔ تاہم حضرت نے بہت سے ملک اس
حالت مین بھی فتح کی۔ کابل پر آپنے لشکر بھیجا جیسا کہ تاریخ کامل مین ہی۔

رد الملاحدہ	خلافت راشدہ
(۱۵) ہان یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ ایسا کیون ہوا۔ کیونکہ جو امر واقع ہے اوسکی اسباب و علل کو سوچنا ہمارا کام ہی نہ اوسکو انجام دینا یا آنکھ بند کرکے سبکو حق سمجھنا۔ غور تو فرمایئے تیرہ برس حضرت مکہ مین رہے کیون کوئی جہاد نہین ہوا حتی کہ ایک کافر	(۱۵) یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت عثمان تک بیرونی فتوحات کا سلسلہ بڑی سرگرمی سے جاری رہا اور حضرت علی کے عہد مین رک گیا اور حضرت معاویہ سے پھر ویسا ہی جاری ہوا اور بنو امیہ و بنو عباس کے عہدون مین بڑی قوت اور جلال سے جاری رہا۔

سے بھی نہین جہاد کیا۔ بلکہ ہر طرح مغلوب رہے۔ یہان تک کہ اپنے محترم بیٹی زینب کو ایک
کافر کے تصرف سے نہ علحدہ کرسکے کیون اسلیے کہ اوسکے اسباب نہ تھے۔ ورنہ آپ تو ابتدائی
خلقت سے نبی تھے اور صدہا صحابہ آپکے ساتھ تھے جن مین ابوبکر عمر عثمان طلحہ زبیر

وغیرہ خاص طور سے شامل تھے مثل دینہ منورہ مین جاکر کیون جہاد کیا۔ اسلئے کہ اسباب مہیا تھے انصار جان نثار تھے۔ صلح حدیبیہ مین کیون دبکر صلح کی حالانکہ اکثر صحابہ خواہان جنگ تھے۔ اسلئے کہ حکم خدا نہ تھا۔

عہد ابوبکر مین چونکہ خلافت بیقاعدہ ہوئی تھی۔ اسلئے عام بغاوت پھیل گئی جو بڑی بے رحمی سے دبائی گئی اوسکا نام ارتداد رکھا گیا ہزارہا گھر لاکھون جانین زندہ آگ مین جلائی گئین جسکے بعد ملک عرب ایسا خاموش ہوکہ اب کسی مین دم مارنے کی قوت نہ رہی اب جدہر چاہا ابوبکر نے عمر نے عثمان نے اون عربونکو دوڑانا اور گھومانا شروع کیا۔

جناب امیر نہ خلاف عدل و انصاف ایک قدم اوٹھا سکتے تھے نہ کوئی کام خلاف حکم خدا و رسول کر سکتے تھے یہانتک کہ عائشہ گرفتار ہوکر آئین جنگی چالاکیون نے ابتدا سے آخر عہد تک آپکو آرام نہ لینے دیا۔ اب حضرت کیا کرتے ملکی سیاست کا تقاضا ہے کہ شدید تر عذاب سے قتل کی جائین کہ سبکو عبرت ہو شریعت رسول کہتی ہے کہ عورتون سے قصاص نہ لو۔ حرمت رسول کا پاس داب کرو پھر فرمائی کیونکر وہ کام ہوسکتا تھا جو ابوبکر عمر نے کیا۔

ابوبکر عمر۔ ابوسفیان کو جو قدیمی دشمن رسول تھا۔ اس بنیاد پر بلا لیتے ہین کہ وہ جناب امیر سے کہہ رہا ہے آپ ہاتھ بڑھائین ہم بیعت کرتے ہین جناب امیر اوسکو جھڑک رہے ہین کہ تو ہمیشہ کا دشمن اسلام ہے ہمکو تیری مدد کی حاجت نہین۔ پھر فرمائے کیونکر جناب امیر اور شیخین کا مقابلہ ہوسکتا ہے جناب امیر کسی طرح مخالفت رسول جائز نہین رکھتے۔ ابوبکر عمر کو اپنے استحکام سلطنت کیلئے ہر ناجائز جائز ہے۔

آپ اگر ذرہ برابر بھی غور کرتے تو معلوم ہوجاتا شیخین کی کامیابی اور بنوامیہ و بنی عباس کی کامیابی کا راز یہی تھا کہ وہ دینا کے تابع تھے۔ اور رسول اللہ صلعم و جناب امیر چاہتے تھے دنیا کو تابع احکام خدا و رسول بنائین۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ جو شریعت رسول چوبیس پچیس برس مین اولٹی گئی اوسکو جناب امیر چار برس مین درست کرلیتے۔

افسوس تو یہ ہے کہ اسکا اقرار کرتے ہین کہ حضرت عثمان تک بیرونی فتوحات کا سلسلہ

بڑی سرگرمی سے جاری رہا اور حضرت معویہ سے پھر ویساہی جاری ہوا اور بنو امیہ اور بنو عباس کے عہدون مین بڑی قوت وجلال سے جاری رہا"

مگر جب یہ کہا جاتا ہے کہ جس طرح بنی امیہ وبنی عباس کی سلطنت تھی۔ اوسی طرح شیخین کی خلافت تھی۔ تواس سے آپکو بخار چڑہ آتا ہے جیساکہ مقدمہ مین مذکور ہوچکا کہ بنی امیہ وبنی عباس کی خلافتون سے انکار کیا۔ پھر نہ معلوم یہ کیسا مذہب ہے کہ ایک جگہ اقرار کیا جاتا ہے دوسری جگہ انکار۔ اگر فتوحات ہی پر دارومدار حقیقت ہے توپھر کیون یزید کو ہمسر خلفاے ثلثہ نہین مانتے۔

خلافت راشدہ (۲) اس مین خدا کی کوئی حکمت ضرور ہونی چاہیئے۔ اسلیے کہ اسکا کوئی کام حق اور حکمت سے خالی نہین ہوتا۔

رد الملاحدہ۔ ہان صاحب خدا کی حکمت ضرور ہے اور اوس حکمت کو اوسنے ضرور پورا کیا۔ مگر آپکو عقل سے کام لینا چاہیئے کیونکہ حقیقت کا مدار اوسے محض اتباع احکام خدا ورسول پر رکھا ہے اور دنیا کی نسبت فرمایا ہے تلك الايام نداولها بين الناس زمانہ کو تو ہم اسی طرح پھیرا کرتے ہین اور ہزارہا مقام پر اسکی مذمت کی ہے یہانتک کہ سورہ زخرف مین فرماتا ہے ولولا ان يكون الناس امة واحدة لجعلنا لمن يكفر بالرحمان لبيوتهم سقفا من فضة ومعارج عليها يظهرون ولبيوتهم ابوابا وسررا عليها يتكئون وزخرفا وان كل ذلك لما متاع الحيوة الدنيا والاخرة عند ربك للمتقين۔

اگر یہ بات نہوتی کہ سب لوگ ایک امت ہوجاتے تو ہم کافرونکے لیے اُنکے گھرونکی چھتین بھی چاندی کی بنا دیتے اور سیڑہیان جسپروہ چڑہتے اور اونکے دروازے بھی اور تخت بھی جسپروہ تکیہ لگاتے اور خوب زینت (دیتے) یہ سب اسی دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور آخرت تو متقیون کے لیئے ہے۔

اب آپکو سمجھنا چاہیئے کہ خدا نے جو آپکے خلفاے ثلثہ بعد بنی امیہ وبنی عباس کو یہ سب دنیوی اقتدار دیا۔ اسی سے آپکو معلوم ہوکہ یہ سب کافر اور مرتد تھے۔ ورنہ رسول اللہ صلعم کی تو وہی حالت

تھی جو اون کی اولاد امجاد کی تھی۔

قولہ بڑے راز اور لطف کی بات ہے کہ آغاز نبوت سے لیکر تین خلافتون تک ایک بات (فتوحات) جو اسلام کی جان تھی اور قرآن مین موعود اور حقیت مامور کا مدار کار تھی مسلسل طور پر قایم رہی اور پھر ایک شخص پر جو چوتھے نمبر پر خلیفہ ہوا وہ تار ٹوٹ گیا اور دوسری لائن مین اسی قوت اور جوش سے پھر وہی بات قایم ہوئی۔

اقول (۱۷) مگر افسوس آپ اسپر ایمان نہین لاتے اور خلافت خلفاے ثلثہ کو بھی خلافت بنی امیہ و بنی عباس نہین مانتے۔ حالانکہ بتصریح صحیح آپ اقرار کرتے ہین "فتوحات جو اسلام کی جان تھی اور قرآن مین موعود اور حقیت مامور کا مدار کار تھی مسلسل طور پر قایم رہی" اسی سے معلوم ہوا مدار حقیت اسلام آپکے نزدیک فتوحات پر ہے۔ پھر نہ معلوم حقیت خلفاے ثلثہ کا اقرار۔ اور حقیت خلفاے بنی امیہ و بنی عباس سے انکار کی کیا وجہ ہو۔

اگرچہ آپکو معلوم ہے کہ غلبہ دنیوی کو کسی نے بھی کسی زمانہ مین دلیل حقیت نہین سمجھا ہے بلکہ جو لوگ دیندار اور متقی و صلحا رہے ہین اونھون نے ہمیشہ اس دنیا اور اسکی حکومت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مگر افسوس مس نزاعی لوگون کی عقل پر کیون پردہ پڑ گیا جو ہیر پھیر کے اسی سلطنت دنیوی کو دلیل حقیت قرار دیرہے ہین۔ جس سے سب سے پہلی زد خود مرزا غلام احمد قادیانی پر پڑتی ہے جنکو ان سب طوفان انگیزیون کے ساتھ ایک بالشت زمین پر حکومت نہ ملی۔ پھر نہ معلوم وہ کیون ایسی راہ کو اختیار کرتے ہین جس سے سب سے پہلے انکا مذہب باطل ہوتا ہے۔

مگر در حقیقت یہ چال بھی اسلیے پھیلایا گیا ہے کہ اہلسنت کو فریب دیکر وہ اپنے مذہب مین داخل کرین۔ کیونکہ جب ناواقف سنیون کو معلوم ہو گا کہ وہ شیعون کی بیخ کنی میں مشغول ہین تو خواہی نخواہی انکے طرفدار ہو کر انکی طرف مائل ہونگے۔

حالانکہ جو لوگ اہلسنت مین با فہم ہین وہ جانتے ہین دنیا کو تو رسول نے چاہا نہ اونکے خدا نے بلکہ ہمیشہ وہ اس سے نفرت کرتے رہے۔ پھر اس دنیاوی کامیابی سے حقیت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے۔

رسول اللہ کا تیئس برس زمانہ رہا جسمین تیرہ برس تو آپ مکہ مین اس طرح مجبور رہے کہ سب جانتے ہین مدینہ منورہ آکر کفار نے حملہ کیا تو آپنے اون سے جہاد کرکے اونکو دفع کیا کچھ قوت اور اقتدار حاصل ہوا مگر نہ اسکو حضرت نے دلیل حقیت اسلام قرار دیا نہ اسپر فخر کیا۔ بلکہ ہمیشہ الفقر فخری فرماتے رہے۔

اسی اصول پر جناب امیرؑ نے اس دنیا کو لات مارا اور کبھی اسکا قصد نہ کیا ورنہ کیا ممکن تھا کہ آپکو یہ اقتدار دنیوی نہ حاصل ہوتا۔

کیا آپکو تمامی اسلامی تواریخ لیکے یہ نہین معلوم ہے کہ وفات رسول کے بعد صرف جناب امیرؑ ہی نے تجہیز و تکفین رسول کی ضرورت کو ایسا محسوس کیا کہ سارے صحابہ تو سقیفہ مین دنیا طلبی مین مشغول ہوے اور جناب امیرؑ تجہیز و تکفین رسول مین مشغول رہے۔ کیا اگر جناب امیرؑ اوسوقت سقیفہ مین چلے جاتے تو ممکن تھا کہ ابوبکر خلیفہ ہوتے کیا آپنے تواریخ مین نہین پڑھا ہے کہ حضرت عباس نے بعد وفات رسول فوراً کہا تھا کہ بیعت لے لو کہ کہنے کو ہو جائے کہ عم رسول نے بیعت کر لی ہے۔

مگر چونکہ جناب امیرؑ کوئی دنیاوی کام اوسوقت تک کرنا جائز نہ جانتے جبتک حضرت دفن نہ ہولین اسلئے مطلق توجہ نہ کی۔

کیا آپنے روضۃ الاحباب مین یہ نہین دیکھا ہے کہ بشیر بن سعد صحابی نے کہا اوسوقت تو آپ آئے نہین ہمنے سمجھا کہ آپ خلافت سے انکار کرتے ہین۔ جسپر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ کیا تو اسکو جائز رکھتا ہے کہ ہم بلا تجہیز و تکفین رسول خلافت کا قصد کرین ؐ

یہی لطف کی بات ہے اور بڑے راز کی کہ جناب امیرؑ اس خلافت کو اوسی طرح انجام دینا چاہتے تھے جس طرح جناب رسالتمآب کہ محض حق ہو اور کسی طرح کا اوسمین شائبہ باطل نہو۔ اسلئے حضرت کی خلافت کے زمانہ مین وہی واقعات پیش آئے جنکا جناب رسالتمآب کو سامنا کرنا پڑا اور آپکے خلفا اوسی طرح کامیاب ہوے جس طرح معویہ۔ یزید و عبد الملک وغیرہ۔

افسوس ہے کہ آپ کو نہ سیاست سے تعلق ہے نہ تواریخ سے واقفیت کیونکہ معویہ۔ یزید۔

مروان - عبداللہ بن زبیر-عبدالملک کا زمانہ پورا خانہ جنگی مین صرف ہوا اور ولید بن عبدالملک کے زمانہ سے پھر جاکر فتوحات کا دور شروع ہوا - تو کیا آپ ان خلفاء کو بھی اس سلسلہ سے خارج کر دیجیے گا - حالانکہ آپ کہہ چکے ہین یہ حضرت معویہ سے پھر ایسا ہی جاری ہوا اور بنو امیہ اور بنو عباس کے عہدون مین بڑی قوت وجلال سے جاری رہا"

اسی طرح خلافت بنی عباس کی خلافت مین بھی ابو منصور دوانیقی کا عہد فتوحات سے خالی تھا - کیونکہ ابھی خانہ جنگی ہو رہی تھی تمام بنی امیہ کا دور دورہ تھا اون سے سلطنت لی گئی تھی تو جب تک اون سب کا استیصال نہو فتوحات کیونکر شروع ہو سکتے ہین -

یہی وجہ ہے کہ جناب امیرؑ کو جب خلافت ملی ہے تو ایسی حالت ردی ہو رہی تھی کہ ہر طرف بغاوت بدامنی پھیلی ہوئی تھی تمام بنی امیہ کا دور دورہ تھا پھر کیونکر ممکن تھا کہ جناب امیرؑ اس چار برس مین سب بغاوتون کو فرو کر دین خصوصاً جب عائشہ سی عورت طلحہ زبیر سے صحابی مخل خلافت ہون اور معاویہ چاہے کہ جس طرح ہو سکے خلافت کو چھین لے -

غرض اگر تمامی مذاہب عالم کے خلاف آپنے مدار حقیت فتوحات پر رکھا ہے تو سلسلہ بنی امیہ مین آپکو ولید بن عبدالملک پر ایمان لانا ہوگا جس سے وہ مردہ سلسلہ فتوحات زندہ ہوا جو عہد خلافت معویہ سے مر چکا تھا کیونکہ یہی وہ خلیفہ ہے جس سے سلسلہ فتوحات قائم ہوا ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء سیوطی صـ ۱۵۲

قال ابن عيينه رحمه الله الوليد واين مثل الوليد افتتح الهند و الاندلس وبنى مسجد دمشق وكان يعطينى قصاع الفضة اقسمها على فقراء × × لكنه اقام الجهاد فى ايامه وفتحت فى خلافته فتوحات عظيمه وكان مع ذلك يختن الايتام ويرتب لهم المودبين ويرتب للزمنى من يخدمهم وللاضراء من يقودهم وعمر المسجد

النبوی ووسعه ورزق الفقهاء والضعفاء والفقراء وحرم عليهم سوال الناس وفرض لهم ما يكفيهم وضبط الامور اتم ضبط۔

یعنی کہا ابن عیینہ نے خدا رحم کرے ولید پر اور کون ہوسکتا ہے مثل ولید جسنے فتح کیا ہند اور اندلس اور بنایا مسجد دمشق اور ہمکو چاندی کے ٹکڑے دیا کرتا تاکہ فقرا کو تقسیم کرین ما اسکے زمانہ مین جہاد پھر سے زندہ ہوا اور اوسکی خلافت مین بہت سے فتوحات ہوے اسکے ساتھ وہ ختنہ کرایا کرتا یتیمون کا اور اونکے لئے موذب مقرر کرتا اور زمین گیرون کے لئے خادم مقرر کرتا اور اندھون کیلئے خادم جو اونکو تمام لئے پھرے۔ مسجد نبوی کو آباد کیا اور اوسکو وسیع کیا اور فقہا ضعفا فقرا کے لئے روزینہ مقرر کیا اور سوال کرنا اون کے لئے حرام کیا اور اسقدر فریضہ اونکا مقرر کیا جو اونکو کافی ہوتا۔

یہ سب باتین تو آپکے حسب خواہ ہین کہ وہ ایسا خلیفہ تھا جسنے اسقدر فتوحات کئے اور یہ سب کارنمایان مگر آخری نتیجہ اوسکا بھی سن لیجئے تاریخ الخلفا مین ہے۔

قال عمر بن عبد العزيز لما وضعت الوليد فی لحده اذا هو يركض فی اكفانه يعنی ضرب الارض برجله ص۱۵۳

یعنی عبد العزیز کہتے ہین کہ جب ہمنے ولید کو لحد مین اوتارا تو وہ اپنے کفن مین لوٹنے لگا یعنی زمین پر پاؤن پٹکتا تھا۔ کہئے پھر ان سب فتوحات اور ان انتظامون کا کیا نتیجہ ملا۔

تاریخ خمیس مین ہے عن عمر بن عبد العزيز قال لما الحدنا الوليد ارتكض فی اكفانه وغلت يده الی عنقه نسال الله العفو و العافية فی الدنيا والاخرة ص۳۳۳ جلد۲

یعنی عمر بن عبد العزیز کہتے ہین جب ہمنے ولید کو دفن کیا تو وہ اپنے کفن مین لوٹنے لگا اور دونو ہاتھ اوسکے گردن مین جکڑبند ہوگئے۔ خدا ہمکو عافیت دے دنیا و آخرت مین۔

پھر کہئے ان سب فتوحات اور خیرات ومبرات کا کیا نتیجہ ہوا جب دنیا ہی مین اوسپر یہ عذاب نازل ہوا تو کیا آپ ایسے ہی لوگون کو خلیفہ مانتے ہین جنپر خدا نے یہ عذاب کیا۔

کیا آپکو اپنے خلفائے ثلثہ کا حال نہین معلوم ہے کہ اون لوگون کا بوقت موت کیا نتیجہ ہوا کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مین ہے کہ ابوبکر بوقت وفات کہتے تھے کہ ہمکو تین بات کا افسوس ہے کہ کیون کیا فلیتنی ترکت باب علی وان کان اعلن علی الحراب ایک یہ کہ گھر حضرت علیؑ کا ہم چھوڑ دیتے اگرچہ وہ حرب کا اعلان کرتے۔ دوسرے سقیفہ مین کاش ابوعبیدہ یا عمر کو خلیفہ بنائے ہوتے۔ تیسرے یہ کہ فجارۃ اسلمی کو نہ جلائے ہوتے بلکہ یا قتل کرتے یا چھوڑ دیتے۔ اور تین بات کاش ہم کئے ہوتے ایک یہ کہ اشعث کو قتل کرتے اور زندہ نہ چھوڑتے (پھر اپنی بہن ام فروہ کا کس سے نکاح کرتے) دوسرے جہان خالد کو بھیجا وہان عمر کو عراق بھیجتے اور تین بات کو کاش ہم رسول سے دریافت کر لئے ہوتے ایک یہ کہ پوچھتے یہ خلافت کس کا حق ہے۔ دوسرے یہ کہ پوچھتے اسمین انصار کا بھی حق ہے کہ نہین تیسرے یہ کہ پوچھتے کہ بھائی کی بیٹی اور پھوپھی کا کیا حصہ ہے میراث مین صد ۱۳

کہئے کیسی خلافت تھی کہ مرتے دم اسپر افسوس ہو رہا ہے کہ کاش ہم رسول سے دریافت کرتے یہ خلافت کسکا حق ہے کاش ہم حضرت علیؑ کا گھر چھوڑ دیئے ہوتے اگرچہ وہ اعلان حرب ہی کیون نہ کرتے۔

افسوس کہ خود ان لوگون کو جو خلیفہ ہوے مرتے وقت اسکی ندامت ہوئی کہ کیون ہمنے بظلم وستم خلافت کو لیا حالانکہ کیسی کچھ حکومت حاصل کی تھی۔ مگر افسوس آپکو اسپر ندامت نہین ہوتی کہ پھر اونھین لوگون کو خلیفہ مان رہے ہین۔ اور جناب امیرؑ کی خلافت بلا فصل و تفنیع کر رہے ہین حالانکہ آپکو بخوبی معلوم ہے کہ جب جناب امیرؑ پر تلوار ابن ملجم نے ماری ہے تو آپ نے فرمایا ہے بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ فزت و

ساب الکعبۃ۔

کیا آپ دنیا مین کوئی نظیر اسکی دکھا سکتے ہین جسنے اس اخلاص اور ایقان سے خلافت کیا ہو کہ زخمی ہوتا ہے اور کہتا ہے فزت برب الکعبۃ قسم خالق خانہ کعبہ کی کہ آج ہم فائز ہوئے۔

دیکھیے آپکے خلیفہ دوم جو بڑے حکمران مانے جاتے ہین بوقت موت کیا فرماتے ہین ازالۃ الخفا مین ہے۔

قال یا یرفا ویحک اسقنی فجاء بقدح فیہ نبیذ حلو فشربہ فالصق رداءہ ببطنہ قال فلما وقع الشراب فی بطنہ خرج من الطعنات قالوا الحمد للہ ہذا دم استکن فی جوفک فاخرجہ اللہ من جوفک قال ای یرفا ویحک اسقنی لبنا فجاء لبن فشربہ فلما وقع فی جوفہ خرج من الطعنات فلما راوا ذلک علموا انہ ہالک قالوا جزاک اللہ خیرا قد کنت تعمل فینا بکتاب اللہ وتتبع سنۃ صاحبک لا تعدل عنہا الی غیرہا جزاک اللہ احسن الجزاء قال بالامارۃ تغبطوننی فواللہ لوددت انی انجو منہا کفافا لا علی ولا لی قوموا فتشاوروا فی امرکم ص۲۱۸

یعنی عمر نے جب زخم کھایا تو یرفا سے کہا پلاؤ وہ قدح لایا جسمین نبیذ بھری ہوئی تھی۔ یہ شراب جب اونکے پیٹ سے نکل گئی تو دودھ مانگا وہ بھی پیٹ سے نکل گیا تب لوگون کو یہ معلوم ہوا کہ اب یہ مرجائینگے تو سب تعریف کرنے لگے اسپر عمر نے کہا کیا تم ہماری خلافت وحکومت پر غبطہ کرتے ہو کاش ہم اس سے اس طرح نجات پاتے کہ نہ ہمے اسکا مواخذہ ہوتا نہ نفع ہوتا اوٹھو جاکر اپنے امور کا مشورہ کرو۔

گویا آپ اسی خلافت پر اونکی نازان ہین حالانکہ وہ کہا کرتے لیتنی کنت ہذہ التبنۃ لیتنی لم اخلق لیت امی لم تلدنی لیتنی لم اکن شیئا لیتنی کنت نسیا منسیا ص۱۵۵ ازالۃ الخفا

کہ عمرؓ ایک گھاس ہاتھ مین لئے ہوئے کہتے کاش ہم یہی گھاس ہوتے کاش ہم پیدا نہوتے کاش ہماری مان ہمکو نہ جنے ہوتی کاش ہم کوئی چیز نہوتے۔

دیکھئے یہ نتیجہ تھا اونھین مظالم کا جوان لوگون کے ہاتھون انجام پائے کہ وقت موت اس طرح کی ندامت ہورہی ہے ورنہ جناب امیرؑ کا قول آپ سن چکے کہ اودھر سر پر تلوار پڑی اودھر فرمایا فزت برب الکعبۃ۔

اسکے سوا آپنے قصہ حد ابوشحمہ بھی سنا ہوگا کہ خلیفہ دوم کے فرزند ارجمند ابوشحمہ نے شراب پی ہے اور اونپر حد جاری ہونے کا سامان ہورہا ہے تو وہ ایسا کلمہ کہتا ہے کہ نہ صرف خلیفہ دوم بلکہ تمامی صحابہ جو اوسوقت موجود تھے دم بخود ہوجاتے ہین اور بجز جناب امیرؑ کوئی ایسا شخص نہین ہے کہ اوسکی حجت کو قطع کرسکے چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے صدا۸ مقصد۲

فقال ابوشحمہ معاشر المسلمین من فعل فعلی فی جاھلیۃ او اسلام فلا یحد فی فقام علی بن ابیطالب وقال لولدہ الحسن فاخذ بیمینہ وقال لولدہ الحسین فاخذ بیسارہ ثم ضرب ستۃ عشر سوطا فاغمی علیہ ثم قال اذا ما وافیت ربک فقل ضربنی الحد من لیس للہ فی جنبہ حد۔

کہ ابوشحمہ نے کہا اے مسلمانو جسنے تمسے ہمارے سا فعل کیا ہو جاہلیت مین یا اسلام مین۔ وہ ہمپر حد نہ لگائے پس کھڑے ہوئے حضرت علی بن ابی طالبؑ اور فرمایا امام حسنؑ سے کہ دایان ہاتھ پکڑلو اور جناب امام حسینؑ سے کہا بایان ہاتھ پکڑلو۔ پھر سولہ کوڑا مارا کہ وہ غش کھاکر گر پڑا اسپر جناب امیرؑ نے فرمایا جا خدا سے جاکر کہدینا کہ ہمپر اوسنے حد لگایا ہے جسکے ذمہ تیری کوئی حد نہین ہے۔

اب سچ کہئیے خلیفہ خدا و رسول ایسا شخص ہونا چاہئیے جو اس طرح مجمع عام مین یہ دعوی کرے کہ ہمارے ذمہ خدا کا کوئی حد نہین ہے۔ یا وہ شخص جوان سب فتوحات اسلام کے بعد خود مبتلائے عذاب دنیوی ہے۔

قولہ غور کرنے والو سوچو اور خدا کیلئے سوچو اور مجھ سے جواب لینے کے بغیر خود خدا کی اس کارروائی سے نتیجہ نکالو۔ بڑا بھاری وعدہ خدا کی کتاب مین سیدنا ابراہیمؑ کے اکلوتے فرزند سیدنا اسمعیل کی اولاد کو ان کے علاتی بھائیون کی طرح ملک اور نبوت کی وراثت کا وعدہ تھا۔ قرآن کریم اس سے بھرا ہو

ہے اور یہ کتاب اپنے مقام مین بقدر ضرورت اسکا ثبوت دیگی چنانچہ کتاب حکیم کہتی ہو فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والنبوۃ واٰتیناھم ملکا عظیما۔ یہ آیت ایسے موقعہ کی ہی جہان خدا تعالی یہودیون کے حسد او بغض پر جو محمدی نبوت کی نسبت ان کو پیدا ہوا کلام کرتا ہے۔ اس مین بتاتا ہے کہ بنی اسحٰق سے چھین کر اگر بنی اسمعیل کو ہمنے نبوت اور ملک دیا ہے تو پھر بھی آل ابراہیمؑ ہی کو دیا ہے۔ ابراہیمؑ کے خاندان سے تو یہ شرف باہر نہین گیا۔ اور یہی ہمارا ابدی وعدہ تھا۔ اب اگر یہ وعدہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین پورا نہین ہوا تو نبوت کا سارا شیرازہ ادھڑ گیا۔ اور اگر پورا ہوا تو غور کرنی چاہیئے کہ کن لوگون کے وجود سے پورا ہوا۔

اقول الحمد للہ کہ اٰلمحق نے بہت اچھی طرح سوچا ہے اور پورے غور سے کام کیا ہو اور آج سے نہین بلکہ عہد رسول اللہ صؐ سے وہ اسکو سمجھے بوجھے بیٹھے ہوئے ہین کہ خدا نے حق کو تابع سلطنت وحکومت نہین کیا ہے۔ بلکہ حق کو تابع اپنی مرضی اور حکم کے قرار دیا ہے جسکے سمجھانے مین خدا نے کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا مگر جو اہل باطل تھے وہ کسی طرح نہ سمجھے نہ سمجھینگے بلکہ وہی کہتے رہینگے ولو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اٰباءنا اگر خدا چاہتا تو ہم شرک ہی نہ کرتے نہ ہمارے آبا۔

افسوس خدا تو راہ ہدایت کھولے اور غور و فکر کا حکم دے کہ قرآن پر غور کرو۔ اور آپ عوام کی فریب دہی کیلئے ایسا آیہ لاتے ہین جسکے مقدم و موخر کو حذف کرکے اپنی کاربرآری چاہتے ہین جو ناممکن ہے کیونکہ یہی آیہ کریمہ جسکو آپنے سند مین پیش کیا ہے اوسمین نہ بڑا بھاری وعدہ ہے نہ اس وعدہ کو اوسنے دلیل حقیت قرار دیا ہی ملاحظہ ہو سورہ نساء ع ۸۔

ام یحسدون الناس علی ما اٰتٰھم اللہ من فضلہ فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتٰب والحکمۃ واٰتیناھم ملکا عظیما۔ فمنھم من اٰمن بہ ومنھم من صد عنہ وکفی بجھنم سعیرا ان الذین کفروا باٰیتنا سوف نصلیھم نارا کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب ان اللہ کان عزیزا حکیما۔ والذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحات سندخلھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا۔ لھم فیھا ازواج مطھرۃ وندخلھم ظلا ظلیلا۔

کیا آدمی لوگ حسد کرتے ہین اون لوگون پر جنھین خدا نے اپنے فضل سے دیا ہے۔ تو بتحقیق

آل ابراہیمؑ کو کتاب و حکمت دی اور دیا اونکو ملک عظیم۔ بعض اون مین سے وہ ہین جو ایمان
لائے اوسکے ساتھ۔ اور بعض اون سے وہ ہین جنھون نے روکا (اور ہٹایا خدا سے) اور کافی
ہے اونکو دوزخ کی جلتی ہوئی آگ۔ جن لوگون نے ہماری آیتون سے کفر کیا اونکو ہم بہت
جلد آگ مین ڈالینگے کہ جب اون کی کھالین جل جائینگی تو اور کھالین بدلدینگے تاکہ عذاب
کا مزہ چکھتے رہین البتہ خدا عزیز و حکیم ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیا قریب
ہے کہ داخل کرین ہم اونکو بہشتون مین جسکے نیچے نہرین جاری ہین کہ ہمیشہ رہینگے اوس مین
اون کیلئے اوس مین پاک بی بیان ہین اور اونکو ہم گھنے سایون مین داخل کرینگے۔

ان آیتونکو ملاحظہ فرمائیے جو سلسلہ وار ہین اور دست و گریبان کہ ایک دوسرے سے
علحدہ نہین ہوسکتین پھر نتیجہ نکالئے کہ آپکے مفید مطلب ہے یا مضر کیونکہ آپنے دعوی کیا تھا۔
”ہر ا بھاری وعدہ خدا کی کتاب مین سیدنا ابراہیمؑ کے اکلوتے فرزند سیدنا اسمٰعیل کی اولاد کو
انکے علاتی بھائیون کی طرح ملک اور نبوت کی وراثت کا وعدہ تھا“ حالانکہ اس آیہ مین نہ
وعدہ ہے نہ بڑا بھاری وعدہ بلکہ خدا حاسدون کی تنبیہ و تادیب کر رہا ہے کہ تم کیا حسد کرتے
ہو ہمنے تو آل ابراہیمؑ کو کتاب و حکمت و ملک عظیم دیا ہے۔ کیا دنیا مین کوئی ایسا شخص بھی
ہے جو کسی واقعہ کی خبر دینے کو وعدہ کہے؟ اگر وعدہ اسی کا نام ہے تو پھر تمام قرآن مین تو
اسکی خبر دی ہے کہ ہمنے تمکو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا یہ سب وعدہ ہو جائیگا؟
اس آیہ مین تو نہ حضرت اسمٰعیل کا بالخصوص ذکر ہے نہ حضرت اسحق کا خصوصًا۔ بلکہ تمامی آل ابراہیم
کا ذکر ہے کہ ہمنے اونکو کتاب و حکمت اور ملک عظیم دیا۔ پھر نہ معلوم یہ نتیجہ آپنے کہان سے نکالا کہ
جس طرح حضرت اسحقؑ کی اولاد کو ملک و نبوت دیا اوسی طرح حضرت اسمٰعیل کی اولاد کو بھی
دینگے۔ بلکہ خداوند عالم خبر دیتا ہے کہ ہمنے تو اولاد ابراہیمؑ کو کتاب و حکمت و ملک عظیم دیا ہے
نہ معلوم آپنے حضرت اسمٰعیل کو اکلوتا فرزند حضرت ابراہیم کا کس اصول پر قرار دیا کیونکہ اردو
محاورہ مین اکلوتا فرزند تو اوسکو کہتے ہین جسکے سوا کوئی دوسرا فرزند نہو تو کیا آپکو فرزندی حضرت
اسحق سے انکار ہے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے فرزند نہ تھے۔ شاید یہ بھی خصوصیات ایمان بالمرزا
سے ہو۔

پھر یہ بھی غلط ہے کہ خدا نے اس آیہ کو وہان ذکر کیا ہو جہان یہود کے بغض وحسد کا ذکر ہو۔ کیونکہ حسد کا ذکر تو صرف اسی آیہ مین ہے ورنہ خداوند عالم تو حضرت کی حقیت نبوت کو کفار و یہود کے مقابلہ مین ثابت کر رہا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ خدا نے یہودیون کے حسد و بغض کے موقعہ پر اسکو فرمایا کیونکہ یہ جملہ وہان کہا جاسکتا ہے جہان پہلے سے کچھ تذکرہ بغض وحسد کا ہوتا ہو۔

پھر یہ بھی غلط ہے کہ خدا نے اس آیہ مین یہ بتایا ہے کہ "ہمنے بنی اسحق سے چھین کر اگر بنی اسمعیل کو دیا" کیونکہ اسکا کوئی تذکرہ ہی نہین۔ بلکہ خدا فرماتا ہے تم کیون حسد کرتے ہو ہم تو آل ابراہیم کو کتاب و حکمت و ملک عظیم دیچکے ہین۔

آپ فرماتے ہین "اگر یہ وعدہ رسول کریم کے حق مین پورا نہین ہوا" جو سراسر غلط اور لغو ہے کیونکہ کسی قسم کا وعدہ ہی نہین ہے جسکے نسبت سوال کیا جائے پورا ہوا یا نہین۔ بلکہ خبر ہے جو اصدق الصادقین کی خبر ہے اور ضرور حق ہے۔ مگر اوس سے ابوبکر کو کیا نفع ملا کیونکہ اگر بفرض محال ابوبکر کے ہاتھون پورا ہوا بھی ہو تو خداوند عالم پہلے ہی فرماچکا فمنھم من اٰمن و منھم من صد عنہ وکفی بجھنم سعیرا۔ یعنی ان مین سے بعض ایسے ہین جو خدا پر ایمان لائے اور بعض وہ ہین جنھون نے خدا کی راہ سے روکا اور آتش جہنم کی دہکتی آگ اونکو کافی ہے۔ پس اگر ابوبکر کے ذریعہ سے یہ پورا ہوا تو وہ اس آیہ کے بھی مصداق ہوے۔ کیونکہ ابوبکر کے ساتھ یزید بھی تو مدعی موجود ہے۔

زیادہ افسوس تو اسکا ہے کہ آپلوگون نے حضرت عمر کے حکم جردوا القرآن واقلوا الروایۃ عن رسول اللہ وانا شریککم (کہ قرآن کو تفسیر سے خالی رکھو اور رسول اللہ سے حدیث کم کرو۔ اور ہم تمھارے شریک ہین) اگر کبھی تفسیر دیکھی ہوتی تو بھولے سے بھی اس آیہ کریمہ کو نہ لکھتے کیونکہ تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے عن ابن عباس فی قولہ ام یحسدون الناس قال نحن الناس دون الناس ص۱۷۳ جلد۲

کہ ابن عباس فرماتے ہین مراد الناس سے ہملوگ خاندان رسالت ہین نہ سبلوگ۔ پھر لکھتے ہین۔

واخرج الزبیر بن بکار فی الموفقیات عن ابن عباس ان معاویہ قال یا بنی ھاشم انکم تریدون ان تستحقوا الخلافۃ کما استحقیتم النبوۃ ولا یجتمعان لاحد وتزعمون ان لکم ملکا فقال لہ ابن عباس اما قولک انا نستحق الخلافۃ بالنبوۃ فان لم نستحقھا

بالخلافة فهم يستحقها واما قولك ان النبوة والخلافة لا يجتمعان لاحد فاين قول الله فقد اتينا ال ابراهيم الكتاب والحكمة واتيناهم ملكا عظيما فالكتاب النبوة والحكمة السنة والملك الخلافة نحن ال ابراهيم امر الله فينا وفيهم واحد والسنة لنا ولهم جارية واما قولك زعمنا ان لنا ملكا فالزعم فى كتاب الله شك وكل يشهد ان لنا ملكا تملكون يوما الا ملكنا يومين ولا شهرا الا ملكنا شهرين ولا حولا الا ملكنا حولين والله اعلم

یعنی ایک روز معاویہ اور ابن عباس سے گفتگو ہوئی تو معاویہ نے کہا اے بنی ہاشم تملوگ چاہتے ہو کہ خلافت کے مستحق ہو جیسا کہ نبوت کے مستحق ہوئے حالانکہ دو نو جمع نہین ہو سکتے۔ اور تم گمان کرتے ہو کہ تمکو بھی ملک ہوگا۔ تو ابن عباس نے کہا تیرا یہ قول کہ ہم مدعی استحقاق خلافت بذریعہ نبوت ہین تو اگر نبوت کے ذریعہ سے نہ مستحق ہون پھر کس ذریعہ سے مستحق ہونگے۔ رہا یہ کہنا کہ خلافت و نبوت جمع نہین ہوتی تو پھر قول خدا فقد اتینا ال ابراهیم الکتاب والحکمة واتیناهم ملکا عظیما غلط ہوتا ہے۔ حالانکہ کتاب سے مراد نبوت ہے اور حکمت سے مراد سنت ہے اور ملک سے مراد خلافت ہے ہم ہی تو آل ابراہیم ہین حکم خدا ہملوگون مین ایک ہے۔ اور سنت ہمارے لئے اور انکے لئے جاری ہے۔ رہا تیرا یہ قول کہ ہم گمان کرتے ہین۔ تو گمان کرنا خدا کے کلام مین شک کرنا ہے اور سب گواہ ہین کہ اگر تم لوگ ایک روز کے مالک ہوگے تو ہم دو روز کے۔ تم اگر ایک مہینہ کے تو ہم دو مہینہ کے۔ تم اگر ایک سال کے تو ہم دو سال کے۔

پھر تعجب ہے کہ آپ اس آیہ کو اپنی سند مین لاتے ہین جو سراسر آپکے خلاف ہے۔ اب ایسر ترقی سنئے کہ حضرت ابن عباس نے جو تقریر بیان کی ہے وہ بمقابلہ حضرت عمر بھی کر چکے ہین چنانچہ تاریخ کامل مین ہے صـ۲۴ جلد ۳ مطبوعہ مصر۔

فقال (عمر) یا ابن عباس اتدری ما منع قومکم منکم بعد محمد فکرهت ان اجیبه فقلت ان لم اکن ادری فان امیر المومنین یدرینی فقال عمر کرهوا ان یجمعوا لکم النبوة والخلافة فتجحوا علی قومکم بجحا بجحا فاختارت قریش لانفسها فاصابت ووفقت فقلت یا امیر المومنین ان تاذن لی فی الکلام وتمط عنی الغضب تکلمت

قال تکلم قلت اما قولک یا امیر المومنین اختارت قریش لانفسہا فاصابت و وفقت
فلوان قریشًا اختارت لانفسہا حین اختار اللہ لہا لکان الصواب بیدہا غیر
مردودٍ ولا محسود واما قولک انہم ابوا ان تکون لنا النبوۃ والخلافۃ فان اللہ
عز وجل وصف قومًا بالکراہۃ فقال ذلک بانہم کرہوا ما انزل اللہ فاحبط
اعمالہم فقال عمر ہیہات واللہ یا ابن عباس قد کانت تبلغنی عنک اشیاء
کنت اکرہ ان افرک علیہا لتزیل منزلتک عنی فقلت ما ہی یا امیر المومنین
فان کانت حقا ینبغی ان یزیل منزلتی منک وان کانت باطلا فمثلی اماط الباطل
عن نفسہ فقال عمر بلغنی انک تقول انما صرفوہا عنا حسدا وبغیا وظلما
فقلت اما قولک یا امیر المومنین ظلما فقد تبین للجاہل والحلیم واما قولک حسدا
فان آدم حسد ونحن ولدہ المحسودون فقال عمر ہیہات ہیہات ابت واللہ
قلوبکم یا بنی ہاشم الا حسدا لا یزول فقلت مہلا یا امیر المومنین لا تصف
قلوب قوم اذہب اللہ عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا عن الحسد والغش
فان قلب رسول اللہ صلعم من قلوب بنی ہاشم فقال عمر الیک عنی یا ابن عباس
فقلت افعل فلما ذہبت اقوم استحیاء منی فقال یا ابن عباس مکانک
فواللہ انی لراع لحقک محب لما سرک فقلت یا امیر المومنین ان لی علیک حقا
وعلی کل مسلم فمن حفظہ فحظہ اصاب ومن اضاعہ فحظہ خطاء ثم قام
فمضی ۔

کہا عمر نے کہ اے ابن عباس کچھ جانتے ہو تمہاری قوم نے تملوگون کو کیون محروم کردیا ابن عباس
کو جواب دینا اچھا نہ معلوم ہوا کہا اگر ہم نہین جانتے تو امیر المومنین بتلائینگے (اشارہ ہی طرف عمر کے)
عمر نے کہا تمہاری قوم نہین چاہتی کہ نبوت وخلافت دونون تمہارے خاندان مین رہے جس سے
تم اپنی قوم پر فخر و مباہات کرو اور سریلی آوازون مین اوسکا اظہار کرو (یہ ترجمہ فتبجحوا علی قومکم بجحا
بجحا کا ہے مگر جس لب ولہجہ سے خلیفہ نے ان الفاظ کا استعمال کیا ہے اوسکا مطلب اردو زبان
مین پوری طرح سے ادا نہین ہوسکتا جن لوگون کو زبان عربی سے موانست ہے وہ اسکا مطلب

سمجھین گئے اور فقیر کو معذور رکھین گے ۱۲ منہ) لہذا قریش نے خلافت کو اپنے ہاتھ مین لیا اور اپنی طرف سے خلیفہ بنایا اس کاروائی مین قریش صواب پر مین اور نیک توفیق پائی۔

ابن عباس۔ اے امیرالمومنین اگر اجازت ہو جان کی امان ملے آپکو غصہ نہ آوے تو کچھ ہم بھی کہین۔

عمر کہو۔

ابن عباس۔ امیرالمومنین کا یہ کہنا کہ قریش نے خلافت ہاتھ لگائی اور باختیار خود خلیفہ مقرر کرنے مین نیک توفیق پائی اور اچھا کیا۔

اگر اس بنیاد پر ہے کہ مطابق حکم و اختیار خدا ایسا کیا تو بیشک اچھا کیا جسکو نہ کوئی رد کر سکتا ہے نہ کوئی حسد باقی یہ کہ قوم نے ہم مین نبوت و خلافت کے جمع ہونے سے کراہت کی تو خدا قوم کی کراہت کے بارے مین کہتا ہے (ترجمہ آیہ) اور یہ بسبب اسکے ہے کہ اونھون نے کراہت کی اوس چیز سے جسکو نازل کیا خدا نے پس حبط کیا خدا نے اونکے اعمال کو (الآیہ) اس آیت کی تلاوت اس مقام پر نہایت ہی قابل غور ہے)

عمر۔ ہیہات ہیہات افسوس افسوس اے ابن عباس ضرور مجھکو تمھاری بہت سی باتون کی خبر بھی ہو گئی تھین جنکو اسوجہ سے تمسے نہ دوہرایا کہ اوسکے اقرار سے تمھارا مرتبہ ہمارے نزدیک زائل ہو جائیگا (اس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ باوصف علم ان امور کے کہ یہ لوگ ایسا سمجھتے ہین از راہ ظاہر داری تعظیم و احترام کرتے تھے یہی نفاق ہے)

(ابن عباس) وہ کون باتین ہین اے امیرالمومنین اگر حق ہے تو ضرور میری منزلت گھٹنی چاہیئے اور اگر باطل خبرین پہونچی ہین تو ہم اپنی برات ثابت کرینگے۔

عمر ہمنے سنا ہے کہ تم کہتے ہو خلافت ہملوگون سے از راہ حسد و بغاوت و ظلم چھینی گئی۔

ابن عباس۔ ظلم کا حال تو جاہل و حلیم سبکو معلوم ہے۔ باقی رہا حسد پس حضرت آدم ؑ سے حسد کیا گیا (بجز شیطان کسنے اونکا حسد کیا) اور ہملوگ اونھین کی اولاد ہین جنکی حسد کی گئی۔

عمر۔ ہیہات ہیہات افسوس افسوس اے ابن عباس واللہ تملوگ بنی ہاشم کے دل نے بجز حسد کے ہر باتون سے انکار کیا (یعنی بنی ہاشم کے دل مین غل و حسد بھرا ہے)

ابن عباس۔ بس بس اے امیرالمومنین جس قوم کے دلون کی تعریف خدا نے اذھب

اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا سے فرمائی ہے (نکال دیا خدا نے اون سے رجس ناپاکیزگی کو اور پاک کیا پوری طور پر) اونکی طرف حسد اور غش کی نسبت نہ کرو کہ حضرت رسول کا دل بھی انھین بنی ہاشم سے ہے۔

عمر۔ یہ راز رہے ظاہر نہو۔

ابن عباس ایسا ہی کرونگا جب اوٹھنے لگے تو عمر شرمائے اور کہا اے ابن عباس ٹھہر جاؤ ہم تمھارے حقوق کی رعایت کرینگے اور تمھاری خوشی کو دوست رکھتے ہین ابن عباس نے کہا اے امیر المومنین ضرور میرا حق تمپر ہے اور ہر مسلمان پر جسنے اوسکی حفاظت کی وہ مصیب ہے اور جسنے ضایع کیا وہ خطا کار ہے بعد اوسکے اوٹھ چلے گئے۔ تاریخ کامل ص۲۵ جلد۳

تاریخ طبری ص۲۱۳ جلد۵ مین بھی یہ روایت اسی طرح موجود ہے۔ بلکہ اوسکے قبل ایک اور روایت ہے ص۳۰

قال ابن عباس ابوک عم رسول اللہ وانت ابن عمہ فما منع قومکم منکم قلت لا ادری قال لکنی ادری یکرھون ولایتکم لھم قلت لم ونحن لھم کالخیر قال اللھم غفرا یکرھون ان تجتمع فیکم النبوۃ والخلافۃ فیکون بجحا بجحا لعلکم تقولون ان ابابکر قد فعل ذلک لا واللہ ولکن ابابکر اتی احزم ما حضرہ و لو جعلھا لکم ما نفعکم مع قربکم۔

یعنی عمر نے ابن عباس سے کہا کہ تمھارے باپ عم رسول اللہ تھے اور تم ابن عم ہو پھر کیا وجہ ہے جو تمھاری قوم نے تمکو نہ دیا۔ ابن عباس نے کہا ہم تو نہین جانتے۔ عمر نے کہا لیکن ہم جانتے ہین۔ قوم تمھاری کراہیت کرتی ہے۔ ابن عباس نے کہا کیون ہم تو اونکے لئے مثل خیر ہین عمر نے کہا خدا بخشے وہ کراہت کرتے ہین اس سے کہ تم مین نبوت و خلافت جمع ہو جس سے تمکو کبر و فخر کرو شاید تم یہ کہتے ہو کہ ابوبکر نے روکا ہے تو قسم بخدا ایسا نہین ہے مگر ابوبکر نے بڑی دانائی سے یہ کام کیا اگر وہ تمھارے لئے چھوڑ بھی دیتے تو تمکو باوصف قرابت کوئی نفع نہوتا۔

ان روایتون سے ہمکو یہان کوئی خاص غرض نہین ہے بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ ام یحسدون الناس کے مصداق صرف ہو ہی نہین ہین بلکہ صحابہ بلکہ خلفائے ثلثہ بھی اونھین مین داخل ہین

جنھون نے ازراہ بغض وحسد خاندان رسالت کو محروم کیا۔

تعجب تو یہ ہے کہ عمر صاحب بہ مضمون خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ‌‌‌‌‌گفتہ آید در حدیث دیگران قریش کی تو ہر طرح کی شکایت کی جس سے اونکو کافر تک بنا دیا۔ مگر آجتک نہ معلوم ہوا کہ بجز خلفائے ثلثہ وہ کون قریشی تھے جو اسمین مانع تھے کیونکہ سیر و تواریخ مین تو بجز ابو بکر و عمر و ابو عبیدہ اور کسی کا نام نہین ملتا حتیٰ کہ عثمان بھی علحدہ ہین۔ طلحہ زبیر بھی علحدہ ہین عبد الرحمن بن عوف بھی علحدہ ہین جو بعد کو ملے ہین۔

قیامت تو یہ ہے کہ عمر صاحب اس مین فرماتے ہین کہ قریش نے جو اپنی نفس کے لئے اختیار کیا تو اس مین وہ حق بجانب ہین۔ کیونکہ یہ تو صریحی تکذیب خداوند عالم ہے جو فرماتا ہے وربک یخلق ما یشاء و یختار ما کان لهم الخیرة سبحن الله و تعالی عما یشرکون سورہ قصص تمھارا پروردگار ہی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اختیار کرتا ہے انکو اسکا اختیار ہی نہین خدا اس سے پاک اور مبرا ہے جو وہ شرک کرتے ہین۔ جس سے معلوم ہوا کہ خدا اسکو شرک قرار دیتا ہے کہ اختیار خدا کے خلاف کوئی اختیار کرے۔ مگر عمر صاحب کہتے ہین کہ قریش نے جو اپنی نفس کے لئے اختیار کیا تو اسمین وہ حق بجانب تھے۔

خداوند عالم سورہ احزاب مین فرماتا ہے وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی الله و رسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص الله و رسوله فقد ضل ضلالا مبینا۔

یعنی کسی مومن و مومنہ کو اسکا اختیار ہی نہین کہ وہ اپنے کام مین کچھ اختیار کرین جب کہ خدا و رسول اوسکا فیصلہ کر دے اور جو نافرمانی کرتا ہے خدا و رسول کی وہ گمراہ ہوتا ہے گمراہی ظاہر۔ اب دو ہی صورت ہے یا خدا و رسول سچا ہے تو عمر صاحب مصداق یشرکون۔ اور ضل ضلالا مبینا ہوئے جو اس اختیار قریش کو حق بجانب کہہ رہے ہین یا معاذ اللہ خدا و رسول کاذب ہین اور عمر صاحب سچے ہین۔ اب مسلمانون کو اختیار ہے جس صورت کو چاہین اختیار کرین یا خدا و رسول کو سچا مانین یا انکو۔

نکات تفسیری چونکہ آپکی تقریر بحیثیت ایک سنی بلکہ خارجی ہونیکے ہے لہذا ضروری ہے

کہ علمائے اہلسنت نے جو کچھ اس آیہ کریمہ کی تفسیر مین لکھا ہے اوسکو بھی گوش گذار کردین تاکہ معلوم ہو
اس آیہ سے بھی کسی طرح آپ کامیاب نہین ہوسکتے تفسیر معالم التنزیل مین ہے صفحہ ۲۳۴ مطبوعہ بمبئی
ام یحسدون الناس یعنی الیہود ویحسدون الناس قال قتادہ والمراد بالناس
العرب حسدہم الیہود علی النبوۃ وما اکرمہم اللہ تعالیٰ بمحمد وقیل اراد محمدا
واصحابہ وقال ابن عباس والحسن والمجاہد وجماعۃ المراد بالناس رسول
اللہ صلعم وحدہ حسدوہ علی ما احل اللہ لہ من النساء وقالوا ما لہ ہم الا النکاح
وھو المراد من قولہ علی ما اتیہم اللہ من فضلہ وقیل حسدوہ علی النبوۃ
وھو المراد من الفضل المذکور فی الآیۃ فقد اتینا ال ابراہیم الکتاب
والحکمۃ اراد بال ابراہیم داؤد وسلیمان وبالکتاب ما انزل اللہ الیہم و
بالحکمۃ النبوۃ واتیناہم ملکا عظیما فمن فسر الفضل بکثرۃ النساء فسر
الملک العظیم فی حق داؤد وسلیمان علیہما السلام بکثرۃ النساء فانہ
کان لسلیمان ع الف امرءۃ ثلثمائۃ مہریہ وسبعمائۃ سریہ وکان لداؤد
مائۃ امرءۃ ولم یکن یومئذ لرسول اللہ صلعم الا تسع نسوۃ فلما قال لہم ذلک
سکتوا۔

یعنی ام یحسدون الناس سے مراد یہود ہین۔ اور ناس سے مراد عرب ہین کہ یہود نے
اون سے حسد کیا بسبب اسکے کہ خدا نے اونکو بزرگی بخشا رسول اللہ صلعم کی نبوت سے۔ اور ابن
عباس وحسن ومجاہد اور ایک جماعت کا قول ہے کہ مراد اس سے صرف رسول اللہ صلعم ہین
تنہا۔ اب وجہ حسد مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین چونکہ خدا نے حضرت کے لیے عورتونکو
حلال کیا تھا اس سے اونکو حسد ہوا کہ وہ کہتے تھے انکو کوئی اور فکر ہی نہین بجز عورتون کے
(کیا خوب فہم ملا ہے اہلسنت کو) اور بعض کہتے ہین کہ مراد اس سے نبوت ہے کہ خدا نے جو
آپکو نبوت دیا تھا اسوجہ سے اونکو حسد تھا۔ اور آل ابراہیم سے مراد حضرت داؤد
وسلیمان ہین اور کتاب سے مراد وہ کتاب ہے جو اونپر نازل ہوئی اور حکمت سے مراد
نبوت ہے۔ اور ملک عظیم کی تفسیر مین جو لوگ فضل سے مراد کثرت نسا کو مراد لیتے ہین

وہ کہتے ہین کہ ملک عظیم کے مصداق حضرت داؤدؑ و سلیمان ہین کیونکہ حضرت سلیمان کے ہزار عورتین تھین ۔ اور حضرت داؤدؑ کی سو عورتین ۔ اور رسول اللہ صلعم کے تو صرف نو عورتین تھین جب یہ آیہ نازل ہوا تو سب ساکت ہوے ۔

پس اگر مولف خلافت راشدہ سنی ہین ۔ تو ہم نہین سمجھتے اپنی مذہبی تفسیرونکے خلاف کیون ایسی بات کہتے ہین جس سے وہ تمام عالم کے مضحکہ قرار پائین کیونکہ جو دعوی کیا ہے اوسکی تصدیق نہ خود قرآن مجید سے ہوتی ہے نہ اوسکی تفسیرون سے ۔

تفسیر کبیر مین ہے جلد ۳ ص ۳۴۹

واعلم انہ تعالیٰ لما بین ان کثرۃ نعم اللہ علیہم صارت سببا لحسد ہولاء الیہود بین ما یدفع ذلک فقال فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتیناھم ملکا عظیما والمعنی انہ حصل فی اولاد ابراھیم جماعۃ کثیرون جمعوا بین النبوۃ والملک وانتم لا تتعجبون من ذلک ولا تحسدونہ فلم تتعجبون من حال محمد ولم تحسدونہ ۔

یعنی جب کہ خدا نے اسکو ظاہر کر دیا کہ نعمات خدا کا بیحد و حصر ہونا رسول پر موجب حسد یہود ہوا تو خدا نے اسکے دفعیہ مین فرمایا کہ ہمنے تو آل ابراہیم کو کتاب و حکمت دی ہے اور دیا ہے ملک عظیم جسکے مطلب یہ ہین کہ اولاد حضرت ابراہیم مین بہت ایسے ہوے جنھون نے جمع کیا ہے ملک و نبوت مین پھر تم اونپر کیون حسد نہین کرتے جو محمد صلعم کے حال سے تمکو تعجب ہوتا ہے اور حسد کرتے ہو۔ اب ہم نہین سمجھتے کہ مولف خلافت راشدہ کو کیونکر سمجھا ہین جو مطلب اس آیہ کے آپنے نکالے ہین ۔ وہ نہ قرآن سے درست ہوتا ہے نہ تفسیرون سے ۔ کیونکہ آپکی غرض تو یہ ہے کہ کسی طرح اس آیہ کریمہ سے حصول ملک کو دلیل حقیت اسلام قرار دیکر کہ خلفاے ثلثہ و بنی امیہ و بنی عباس کی حکمرانی اور ملکداری کو حق بجانب قرار دین ۔

مگر افسوس خود قرآن مجید اور تفسیرین آپکی مکذب دعوی مذکورہ ہے کیونکہ آپ فرماتے ہین اب اگر یہ وعدہ رسول کریم کے حق مین پورا نہین ہوا تو نبوت کا سارا شیرازہ ادہر گیا ۔ جس سے معلوم ہوا کہ مدار اثبات حقیت رسول آپکے نزدیک اسی پر ہے کہ آپکو ملک عظیم حاصل ہو ۔ حالانکہ ہم مکرر

بتا آئے ہین کہ اس آیہ مین کسی طرح کا وعدہ ہی نہین ہے۔ بلکہ محض خبر ہے قصہ آل ابراہیمؑ سے اور اگر ہم فرض بھی کرلین تو نبوت کا شیرازہ کیون ادہڑنے لگا جبکہ بہ اتفاق فریقین ثابت ہے کہ حضرت کو نبوت کے ساتھ ظاہری اقتدار اور سلطنت بھی حاصل تھی۔ پس وعدہ خدا اگر تھا تو وہ حضرت پر پورا ہوچکا۔

رہا آپکا یہ کہنا "اب اگر پورا ہوا تو غور کرنی چاہیئے کہ کن لوگون کے وجود سے پورا ہوا" تو آپکا مطلب یہ ہے کہ خلفائے ثلثہ سے پورا ہوا مگر ہم اسکو مکرر لکھ آئے ہین کہ خلفائے ثلثہ کیساتھ یزید و عبدالملک وغیرہ بھی تو موجود ہین۔ پھر اونکو کیونکر نکال سکتے ہین۔ اگر اون سب کو اس آیہ کا مصداق قرار دینگے تو ہمکو کیا کسی کو بھی عذر نہوگا جسکے ساتھ آپکو ان خلفا کو بھی ہمسر رسول ماننا پڑیگا اور سبکو مصداق آیہ کریمہ قبول کرنا ہوگا جسکے لئے آپ شاید کسی طرح طیار نہین۔ تو بہر طور وعدہ خدا غلط قرار پائیگا۔ کیونکہ خداوند عالم تو عموم آل ابراہیمؑ کے نسبت خبر دیتا ہے کہ ہمنے اونکو کتاب و حکمت دی اور ملک عظیم دیا۔ اور مشاہدہ مین بھی آیا کہ بنی اسرائیل مین ہزارون نبی ہوئے ہو بخلاف نسل حضرت اسمعیل کے کہ اون مین تو بجز رسول اللہؐ کوئی نہین ہوا۔ تو ہر طور سے خلف وعدہ لازم آیا۔ پھر اگر آپکے کل خلفا کو مصداق ملک عظیم بھی مان لین تو بھی کیا فائدہ؟ نبوت کا شیرازہ تو سارا ادہڑ گیا ہا کیونکہ وہان تو نبوت ہزارون کو ملی اور یہان صرف ایک ہی شخص کو۔ بلکہ بحساب ملک عظیم بھی وعدہ خدا غلط ہوا کیونکہ یہان تو صدہا خلیفہ ہوئے اور بنی اسرائیل مین صرف تین ہی آدمی کا نام بحیثیت سلطنت لیا جاتا ہے۔ حضرت یوسفؑ حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ تفسیر ابوسعود صفحہ ۳۵۶ جلد ۳ تفسیر کبیر۔

سیاق و سباق آیہ

مولوی صاحب نے یہان اور بھی کمال کیا ہے کہ جس طرح صدر آیہ کو حذف کیا اوسی طرح آخر آیہ کو بھی کیونکہ اگر آخری حصہ آیہ کو بھی لکھ دیتے تو اور بھی اونکے خلفا پر بطور حقیقت چسپان ہوجاتا کیونکہ خداوند عالم "ملکاً عظیماً" کے بعد ہی فرماتا ہے فمنہم من آمن بہ ومنہم من صد عنہ۔ وکفی بجہنم سعیراً کہ بعض اون مین سے وہ ہین جو خدا پر ایمان لائے۔ اور بعض اون مین سے وہ ہین جنھون نے رد کیا روکا۔

تو اب بتایئے کہ اسکا مصداق کون ہے کیونکر "واتینا آل ابراھیم" مین کسی قسم کا وعدہ ہی

تو اسمین بھی تو وعدہ ہے کہ بعض مومن ہونگے بعض کافر۔

یہان اہلسنت کو بڑی مصیبت پیش آئی ہے کہ فمنہم من اٰمن بہ ومنہم من صد عنہ کو کس سے متعلق کرین۔ آیا اون لوگون سے جو حضرت کے زمانہ مین تھے۔ یعنی حاسدون سے تو یہ خلاف عقل ہے کہ جن کو خداوند عالم حاسد بنا رہا ہے اون مین سے بعض کو مومن کہے اور بعض کو کافر پھر مرجع قریب کو چھوڑکر مرجع بعید کی طرف لیجانا خلاف عقل ہے اور جب اونکی مذمت ہو رہی ہے تو پھر اونکی تعریف کیسی۔

یا اسکا تعلق اون لوگون سے ہے جو اسکے قبل زمانہ مین تھے یعنی حضرت ابراہیمؑ و آل ابراہیم کے زمانہ مین۔ تو یہ بھی لغو ہے کہ اونکا تو کوئی تذکرہ ہی نہین۔ بلکہ تذکرہ تو صرف آل ابراہیم کا ہے جسکا سیاق و سباق کہہ رہا ہے کہ اونھین آل ابراہیم کی تقسیم ہو کہ اون مین سے بعض مومن تھے۔ بعض کافر جسکی تصدیق اس سے ظاہر ہے کہ خداوند عالم نے اپنے عطا و بخشش کو خود تقسیم کر دیا ہے فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واٰتیناھم ملکا عظیما کہ ہمنے دیا آل ابراہیم کو کتاب و حکمت اور دیا اونکو ملک عظیم۔ اس آیہ مین لفظ آتینا دو مرتبہ لانا صاف بتا رہا ہے کوئی غرض خاص رکھتا ہے ورنہ یون فرماتا فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وملکا عظیماً۔

تفسیر ابوسعود مین ہے وتکریر الایتاء لما یقتضیہ مقام التفضل مع الاشعار بما بین النبوۃ والملک من المغایرۃ صـ٣٥٦

کہ لفظ اتینا جو دو مرتبہ لایا گیا تو اس مناسبت سے کہ خدا نے یہان اپنا فضل بیان کیا ہے اور اس طرف اشارہ ہے کہ نبوت اور ملک مین مغائرت ہے۔ تو اب معلوم ہوگیا کہ اسکے بعد خدا کا کہنا فمنہم من اٰمن ومنہم من صد عنہ صاف بتا رہا ہے کہ جن لوگون کو ملک عظیم ملا وہ سب ممدوح نہین تھے بلکہ بعض اون مین مومن تھے بعض کافر۔

تفسیر ابوسعود مین ہے فالمراد باٰل ابراھیم کلھم فان تشریف البعض بما ذکر من ایتاء النبوۃ والملک تشریف للکل لاعتنائھم باثارہ واقتباسھم من انوارہ۔

یعنی مراد آل ابراہیمؑ سے کل آل ابراہیم ہین کیونکہ اگر بعض کو نبوت دیا اور بعض کو ملک۔ تو اس سے سبکی فضیلت نکلی کیونکہ ایک دوسرے کے پیرو اور اونکے نور سے اقتباس کرنیوالے تھے۔ تو اس سے

بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ آیہ فمنہم من آمن ومنہم من صد عنہ کا تعلق بھی اونھین آل ابراہیم سے ہے جسکا ظاہر کرنا خدا پر لازم تھا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ جتنے آل ابراہیم تھے جنکی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے وہ سب ممدوح یا مومن تھے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر ابو جہل بھی کھڑا ہو جاتا کہ ہم بھی تو آل ابراہیم سے ہین۔ پھر ہمکو کیون کافر کہتے ہو۔ اسلیے ضرور تھا کہ خدا اسکو بتا دے کہ گو آل ابراہیم کو یہ فضیلت ملی ہے مگر وہ سب مومن نہین ہین۔ چنانچہ اسکی تائید اس آیہ سے بھی ہوتی ہے کہ خداوند عالم سورہ فاطر مین فرماتا ہے۔

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ ذلک ہو الفضل الکبیر۔

پھر ہمنے ان لوگون کو وارث کتاب کیا جنکو برگزیدہ کیا تھا اپنے بندون سے تو کچھ اون مین سے اپنی نفس پر ظلم کرنیوالے ہین اور کچھ اون مین میانہ رو ہین۔ اور کچھ اون مین سے اذن خدا سے نیکیون مین جلدی کرنیوالے ہین اور یہی بڑا فضل ہے۔

تو جب خدا نے اون لوگون کو جنھین برگزیدہ کیا اور وارث کتاب بنایا تین قسم پر تقسیم کیا کہ بعض اون مین ظالم ہین اور بعض میانہ رو اور بعض نیکی مین جلدی کرنیوالے تو پھر اسپر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے کہ خدا نے آل ابراہیم کو دو قسم پر تقسیم کیا ایک مومن دوسرا کافر۔

اگر اسپر بھی تسکین نہو تو آیئے خود حضرت ابراہیم کے قصہ مین کہ بعض خداوند عالم اوس کفر کا ثبوت قرآن سے ظاہر ہے سورہ بقرہ مین ہے واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عہدی الظالمین۔

اور جبکہ خدا نے ابراہیم سے کی چند باتون مین آزمایش کی تو وہ ان مین پورے اترے خدا نے کہا ہم تمکو لوگون کا امام بنا دینگے انھون نے کہا میری اولاد مین سے بھی امام بنا خدا نے کہا ہمارا عہد ظالمون کیلیے نہین ہوتا۔

اس آیہ سے صاف معلوم ہوا آل ابراہیم مین ہر قسم کے لوگ داخل ہین انبیا مومنین منافقین کافرین سب ہی داخل ہین پھر آپکو اس آیہ کریمہ فقد آتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ سے کیا نفع ملا کیونکہ جب حضرت ابراہیم نے دعا کی کہ ہماری ذریت کو بھی امام بنا تو خدا نے صاف

کہدیا کہ جو ظالم ہے اوسکو ہمارا عہد نہین پہونچ سکتا۔ آپ تمام عالم کی کتابون کو دیکھ ڈالئے کہ آپکے خلفائے ثلثہ بلکہ خلفائے بنی امیہ وبنی عباس کو بھی آجتک کسی نے امام نہین کہا۔ بخلاف اہلبیت طاہرین کے کہ اون مین سے ائمہ طاہرین وہ بزرگ ہین جنکو شیعہ۔ سنی۔ خارجی سب امام ہی کہتے ہین یہانتک کہ آپنے بھی اون حضرات کی عظمت وجلالت کا بکمال تصریح اقرار کیا چنانچہ فرماتے ہین "اور ایسا ہی ہم حضرت علی علیہ السّلام اور جناب حسن علیہ السّلام اور جناب حسین علیہ السّلام اور جناب زین العابدین علیہ السّلام اور جناب باقر وصادق علیہما السّلام کی دل سے عزت کرتے ہین انکو خدا تعالی کے برگزیدے اور سچے حنیفی مسلم اور مومن تسلیم کرتے ہین اور مجذوم ملعون سمجھتے ہین ایسے دلکو جسمین انکا بغض ہو" صـ ۱۹ خلافت راشدہ طبع ثانی۔

دیکھئے یہ شان امامت ہے کہ جسکو خدا نے امام بنایا اوسکے گو تمام دنیا کی ساری زحمتین اوٹھائین مگر کفار بھی اونکی تعظیم وتکریم پر مجبور ہین۔ بخلاف خلفا کہ اونکی وہی شان رہی جو سلاطین زمانہ کی شان ہوتی ہے کہ منہ پر توحضور وخداوند کہتے ہین۔ مگر جب وہ زمانہ گذر جاتا ہے تو ہر شخص اوسکے افعال قبیحہ پر سب وتبرا ہی کرتا ہے۔

پھر نہ معلوم آپنے جو ان خلفا کی اسقدر حمایت کی اوسکا کیا نتیجہ نکلا بجز اسکے کہ وہ درجہ بادشاہی سے نہ بڑھے اور خداوند عالم نے صاف لفظون مین اونکی حالت بیان کردی فمنهم من آمن بہ ومنهم من صد عنه وکفی بجهنم سعیرا تا آخر آیات مذکورہ

خلاصہ یہ کہ باوصف اختصار جو ہمنے یہان کچھ بسط سے کام لیا تو اوسکی وجہ یہ ہے کہ مولف خلافت راشدہ نے اس عام فریب تقریر سے یہ دکھانا چاہا تھا کہ جس طرح خدا نے حضرت ابراہیم کی آل کو ملک ونبوت عطا کیا۔ اوسی طرح رسول اللہ کی آل کو ملک وخلافت عطا کیا چنانچہ خود آگے چلکر فرماتے ہین "شیعہ کسی ایک وجود کا بھی ثبوت دین کہ نبوت اور ملک کی وراثت اونہین ملی ہو" جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ وہی لوگ اس سے مراد ہین جو بعد حضرت کے خلیفہ اور بادشاہ ہوئے۔ جس سے خلفائے ثلثہ وبنی امیہ وبنی عباس کی حقیت ظاہر ہوئی۔ مگر افسوس اس شخص نے اسپر غور نہ کیا کہ اس سے کلام خدا کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ دعوے تو یہ تھا جو وعدہ خدا نے حضرت ابراہیم سے کیا تھا وہی وعدہ رسول اللہ سے بھی تھا۔ تو جس طرح آل ابراہیم

مین وہ وعدہ پورا ہوا کہ خاص نسل حضرت ابراہیم سے انبیا اور سلاطین ہوے۔ اوسی طرح نسل رسول اللہ سے بھی ہونا چاہئے۔ حالانکہ بقول آپکے ایسا نہین ہوا تو وعدہ خدا بہر طور غلط ہوا۔

اسی لئے ہمنے اس تفصیل سے دکھایا کہ نہ خدانے اس آیہ مین اپنا کوئی وعدہ ذکر کیا ہے نہ کسی طرح کا وعدہ کیا ہے بلکہ یہود کے حسد وبغض کی مذمت کی ہے کہ تم کیون ہمارے رسول سے حسد کرتے ہمنے تو آل ابراہیم کو نبوت وحکمت وملک عظیم دیا ہے۔ پس جب اون لوگون کے حصول مدارج پر تمنے حسد نہین کھایا تعجب نہین کیا تو اس رسول کے اس انعام واکرام پر تمکو کیون حسد آتا ہے۔ پس جب کسی قسم کا وعدہ ہی نہین تھا تو پورا ہونا کس چیز کا لازم ہو۔

اب لیجیے یہی آیہ آپکے مذاق پر دلیل بطلان اسلام ہے کیونکہ آپ فرماتے ہین "اب اگر یہ وعدہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین پورا نہین ہوا تو نبوت کا سارا شیرازہ ادھڑ گیا" جس سے ضرور تھا کہ جس طرح آل ابراہیم کو نبوت وملک عطا ہوا اوسی طرح رسول اللہ صلعم کی آل مین بھی پورا ہونا چاہیے اور چونکہ آپکی تحریر سے معلوم ہوا کہ نسل رسول مین کوئی ایسا نہین ہوا جسکو "نبوت اور ملک کی وراثت ملی ہو" لہذا اسلام کا دعوی غلط ہوا تو کیا آپ اسپر راضی ہین کہ مذہب اسلام غلط ہو۔

رہا آپکا یہ جملہ "اور اگر پورا ہوا تو غور کرنی چاہیے کہ کن لوگون کے وجود سے پورا ہوا" تو بر مذاق آپکے یہ سب وعدہ خلفائے ثلثہ وبنی امیہ وبنی عباس سے پورا ہوا۔ مگر اون مین تو کوئی بھی آل محمد نہین ہے پس اگر وہ خلیفہ بھی ہوے تو اس سے اسلام کو کیا نفع ہوا کیونکہ وعدہ تھا رسول کریم سے کہ اونکی آل سے کوئی ہوگا وہ تو بقول آپکے ہوا نہین۔ پھر اس گوہ کنی سے آپکو کیا فائدہ ملا جبکہ یہی آیہ معاذ اللہ دلیل بطلان اسلام قرار پایا۔

بطلان مذہب مرزائی اب اسی کے ساتھ یہ بھی سمجھ لیجیے کہ آپکا اصلی مذہب مرزائیت بھی تو باطل ہوا کیونکہ آپکا شروع سے یہی دعوی ہے "اسی طرح قرآن کریم کی جلالی آیتین جو بتاتی ہین کہ ایک قوم پیدا ہونے والی ہے جو اپنے حریفون پر غالب آیگی" صفحہ ۳۶

پھر لکھتے ہین "بڑے راز اور لطف کی بات ہے کہ آغاز نبوت سے لیکر تین خلافتون تک ایک بات (فتوحات) جو اسلام کی جان تھی اور قرآن مین موعود اور حقیت امور کا مدار تھی مسلسل طور پر قائم رہی" صفحہ ۳۷ جس سے معلوم ہوا کہ حقیت مامور کا مدار فتوحات پر ہے۔ تو پھر فرمائیے آپکے مرزا صاحب کا کیا حال

ہوا کیونکہ وہ بھی مدعی ماموریت ہین اور ایک چپہ بھر زمین بھی اونکے عہد مین کیا اونکے خلیفہ مولوی نورالدین صاحب کے زمانہ مین بھی فتح نہوا۔ پھر اونکی ماموریت کا کیا نتیجہ ہوا غور کیجئے اور سمجھئے۔

بطلان مسیحیت اسی کے ساتھ اونکی مسیحیت کا دعوی بھی باطل ہوا۔ کیونکہ براہین احمدیہ مین لکھ چکے ہین ہو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق مین پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ کیا گیا ہے وہ غلبہ حضرت مسیح کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا مین تشریف لائینگے تو انکے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار مین پھیل جائیگا ص ۴۹۹

کہیئے اس تحریر سے مرزا صاحب کا دعوی مسیحیت و مہدویت باطل ہوایا نہین کیونکہ وہ مدعی تھے جب حضرت مسیح دوبارہ دنیا مین آئینگے تو دین اسلام تمام آفاق و اقطار مین پھیل جائیگا۔ اور وہ خود اسکے بھی مدعی ہین کہ وہ مسیح و مہدی جسکا وعدہ ہے ہم ہین۔ تو پھر فرمایئے اون کا دعوی خود انکے قول سے باطل ہوایا نہین۔ کیونکہ مسیح یا مہدی کے لئے دین اسلام کا پھیلنا لازم ہے۔ اور یہان یہ حالت ہے کہ بجائے قوت و غلبہ اسلام روز بروز ضعیف ہو رہا ہے چنانچہ خود اونکے فرزند ارجمند فرماتے ہین "دین اسلام کو اسوقت سخت ضعف پہنچ رہا ہے اور چارون طرف سے وہ دشمنون کے نرغہ مین گھرا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا یہ شعر اپنی صداقت کی شہادت دنیا کے ہر ملک و قوم سے دلوا رہا ہے۔

ع ہر طرف کفر است جوشان ہمچو افواج یزید × دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین۔

الفضل قادیانی مورخہ ۷ جنوری

کہیئے خود مرزا صاحب اپنے اور اپنے فرزند ارجمند کی شہادت سے کیا نکلے کیونکہ وہ مدعی مسیحیت و مہدویت تھے جسکو تسلط اسلام لازم ہے۔ اور یہان خود اپنی زبان سے اقرار کر رہے ہین کہ آج اسلام ایسا ہی ضعیف اور بیکس ہو رہا ہے جیسا کہ امام زین العابدین علیہ السلام مقابلہ افواج یزیدی مظلوم و بیکس تھے۔

طرہ تو یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو دعوی حضرت مسیح کی نسبت براہین احمدیہ مین کیا تھا جو

اون کی قدیم تصنیف ہے۔ اوسی دعوی کی تجدید پھر چشمہ معرفت مین بھی کرتے ہین
جو اون کی آخری تصنیف ہے چنانچہ فرماتے ہین "

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔ اور آپ خاتم الانبیاءؑ
ہین۔ اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین ہی کمال
تک پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپکے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپکا
زمانہ وہین تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپکا تھا۔ وہ اسی زمانہ مین انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا
نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومین ایک قوم کی طرح بن جائین اور ایک ہی مذہب پر ہو جائین
زمانہ محمدی کے آخری حصہ مین ڈالدی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ اور اس تکمیل کیلئے اسی
امت مین سے ایک نائب مقرر کیا

جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ اور اس کے آخر مین مسیح موعود ہے۔ اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا
کا منقطع نہو جبتک کہ وہ پیدا نہ ہولے۔ کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے
عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیۃ اشارہ کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے ھو الذی
ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله یعنی خدا وہ خدا ہے جسنے
اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اوسکو ہر ایک قسم کے دین پر غالب
کردے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اوسکو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ مین ظہور مین نہین آیا۔ اور ممکن نہین کہ خدا کی پیشگوئی مین کچھ تخلف ہو۔ اسلئے اس آیۃ کی
نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہین کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کی
وقت مین ظہور مین آئیگا" (چشمہ معرفت صفحہ ۸۳)

اس کلام سے جہان مرزا صاحب کا دعوی نبوت او مسیحیت و مہدویت غلط ہوا۔ وہان اس آیہ
کریمہ و اتینا ال ابراهیم الکتاب والحکمة کا بھی جواب نکل آیا کیونکہ جب وہ وعدہ خداوند
عالم ابھی نہین پورا ہوا لیظهره علی الدین کله بلکہ مسیح موعود کے عہد مین پورا ہوگا۔ اوسی
طرح مرزا جی سمجھے کہ بقول آپکے جو خدا نے وعدہ کیا تھا ملک اور نبوت کی وراثت کا وہ بھی

اوسی وقت پورا ہوگا۔ کیونکہ بہ اتفاق اہل اسلام حضرت مہدی موعود نسل جناب رسول اللہ اور جناب سیدہ و جناب امیرؓ سے ہین والحمد للہ۔

حاشیہ خلافت راشدہ ۔مولف نے یہان ایک لمبا چوڑا حاشیہ بھی دیا ہے جو حسب ذیل ہے

قولہ سورہ انعام مین خدا تعالی نے اس پیشگوئی کو عجیب صورت مین بیان فرمایا ہے۔ اس سورہ شریفہ کو الحمد للہ سے شروع کیا ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ انجام کار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت سے خدا کی تحمید و تمجید ظاہر ہوگی اور تمام آلہٗ باطلہ کی عظمت اور جلال منکر اللہ تعالی کے لئے حمد رہ جائیگی۔ یہ جملہ کامیابی اور نصرت کے مطلب کے اظہار کیلئے بڑا بلیغ جملہ قرآن کریم کی زبان مین ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آغاز رسالت مین جبکہ بادی النظر مین کامیابی کا مطلع سخت غبار آلود تھا ایک سورہ جلیلہ نازل ہوئی جسکا شروع یہی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم الی آخر الفاتحۃ المبارکۃ۔ یہ سورت بڑی پرفتن اور پرمحن زندگی مین نازل ہوئی مگر اسنے آسمان سے نسبت رکھنے والون کو بالبداہت سمجھا دیا۔ کہ رسول کریم آخرکار مظفر و منصور ہونگے اسلئے کہ خدا کے لئے حمد ایسے مقام مین جہان تین سو ساٹھ بت صفات الٰہیہ مین شریک کئے گئے تھے۔ اسی صورت مین مخصوص ہوسکتی ہے کہ وہ سب کے سب نیست و نابود کر دئے جاتے اور آخرکار ایسا ہی ہوا۔

اقول مگر افسوس ہے کہ آپنے اوس شخص کو بھلا دیا جس نے رسول اللہ کا ہاتھ بنکر یہ کام کیا کیونکہ یہ تمام عالم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ کے جملہ کار رسالت مین حضرت علی کی ویسی ہی شرکت رہی ہے جیسا کہ ہاتھون کو قلب و دماغ سے تعلق رہتا ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین ۔

نکتہ دوم آنکہ خلیفہ حقیقی بمنزلہ مثل نے است کہ نائی آنرا بدہان خود می نہد بیت بلند گرداند آواز و ماندان و الثنا نغمہ و تعیین کیفیت آن تابع است نائی۔

پھر فرماتے ہین پس خلافت خاصہ آنست کہ از خلیفہ کارہا کہ نصیب آنحضرت است و منسوب بایشان است از قرآن و حدیث قدسی بدست ذی اسرا انجام شود و آنحضرت بواسطہ او تقیم

و تلویحا مرات کثیرہ اظہار فرمودہ باشند تا انہمہ کارہا و حمیدہ اعمال حضرت پیغامبر صلعم مرقوم گردد و والیشان شرف وساطت حاصل نمودہ باشند الا غیر ذلک ازالۃ الخفا

جس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ حقیقی رسول کا وہی شخص ہے جو رسول کا ہاتھ پیر بنکر کام کرے اور مثل نے ہونائی کیلئے کہ جس طرح نے بجانے والا اگر نے نہو تو کوئی کام نہین کرسکتا۔ اوسی طرح رسول کا اگر خلیفہ نہو تو کوئی کام اوسکا پورا نہو سکے۔

اب دیکھیے یہ صفت جناب امیرؑ کی ہے یا اور کسی اکی کیونکہ اسمین تو کسی کو عذر ہی نہین کہ رسول کا اصلی کام توحید کی اشاعت ہے اور بت شکنی نہ ملکی انتظام جو فروعات سے ہی۔ اب ان دونون باتون کو دیکھیے کس نے انجام دیا کیونکہ تمامی کتب اوسیر مین یہ امر مرقوم ہی بت شکنی جناب امیرؑ نے کی۔ خانہ کعبہ سے بتونکو جناب امیرؑ نے گرایا یہانتک کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت کو اپنے دوش پر سوار کرکے اسکو انجام دیا۔ پھر ایسے خلیفہ رسول کو جو حقیقی خلیفہ رسول ہے چھوڑکر ایکا ضمنی قریش کی تعریف کرنا کس حکم مین داخل ہے غور کرو سمجھو۔

مدارج النبوۃ مین ہے ہبیت بزرگ ایشان کہ ہبل نام داشت علی مرتضی رضی اللہ عنہ وکرم وجہہ بعرض رسانید کہ یا رسول اللہ صلعم پاے مبارک را بر کتف من بنہ واین اصنام را فرود آرم آن سرور فرمود یا علیؑ ترا طاقت برداشت بار نبوت نیست تو پائے بر کتف من نہ واین انکار بکن علیؑ امتثالاً للامر پاے بر کتف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہاد وآنہا را فرو گرفت درین حالت حضرت ازوے پرسید کہ خود را چگونہ می یابی گفت یا رسول اللہ چنان می بینم کہ حجب مکشوف شدہ گویا سر من بساق عرش رسیدہ است وبہرچہ دست دراز میکنم بدست من می آید حضرت فرمود ای علیؑ خوشا وقت تو کہ کار حق می کنی وخنداحال من کہ بار حق می کشم آوردہ اند کہ چون علیؑ بتان را بر زمین انداخت وقطعہ قطعہ ساخت وخود را از دوش آنحضرت بر زمین زد ودر روایتی آمدہ کہ خود را از نزدیکی کعبہ بینداخت از جہت ادب وشفقت بر آنحضرت وچون بر زمین افتاد تبسمے نمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم ازوے پرسید کہ چہ چیز ترا بخندہ آورد گفت آنکہ خود را ازچنین جائے بلند انداختم وہیچ الم بمن نرسید آنحضرت فرمود چگونہ الم بتو رسد وحال آنکہ بردارندہ تو محمد باشد وفرود آرندہ تو جبرئیل وبعضے از علما درجہ برداشتن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیؑ رضی اللہ عنہ وگرفتن او بتان را گفتہ اند

کہ این بتان بحکم آیہ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم ہیزم دوزخ باشند واگر در دنیا دست آنحضرت بایشان رسیدی در آخرت آسیب آتش دوزخ بایشان رسیدی ص۳۵۷

مگر آخر مین جو توجیہ شیخ صاحب نے لکھی ہے وہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے کیونکہ اگر یہی وجہ تھی تو پھر حضرت نے اور بتون کو اپنے دست مبارک سے کیون توڑا جیساکہ اوسی مدارج النبوۃ مین ہے وآنحضرت بچوبی کہ در دست شریف داشت اشارت بہ بتان میکرد ومیفرمود جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا وبتان برروے می افتادند ودر روایتے بر قفا می افتادند ص۳۵۶

جس سے معلوم ہوا کہ اور بتون کو خود حضرت نے گرایا اور ھبل کو جناب امیرؑ کو دوش مبارک پر سوار کرکے گرایا۔ پس اگر یہی وجہ ہوتی جیساکہ شیخ صاحب نے لکھا ہے تو اون بتون کو بھی آپ خود نہ توڑتے لہذا معلوم ہوا کہ مقصود حضرت کا اس فعل سے تصدیق انفسنا تھا تاکہ معلوم ہو جناب امیرؑ ہماری نفس ہین جو کام ہمارا ہے وہی کام انکا بھی ہے۔

یہی سبب ہے کہ حضرت نے دکھا دیا بجز علیؑ کوئی ہمارا نفس نہین ہوسکتا کیونکہ بقول اہلسنت آپنے عمر کو بھی حکم دیا تھا کہ تصویرون کو مٹائین مگر اونھون نے جو کیا اوسی مدارج النبوۃ مین ہے وپیش از در آمدن امر فرمود عمر بن الخطاب بمحو کردن صورہا، انبیا وملائکہ کہ کفار در دیوارہا خانہ کعبہ کشیدہ بودند پس ہمہ را محو کرد عمر الا صورت ابراہیمؑ واسمعیل را کہ نگاہداشتہ بودند در دست ہریک تیر قمار را نیز فرمود کہ محو کنند این قوم ہند انگستند کہ پیغمبران ہرگز قمار نباختہ اند پس دلو آب طلبید بدست خود آن دو صورت را بشست ص۳۵۸

جس سے معلوم ہو گیا کسی طرح یہ اہلیت اسکی نہین رہتے کہ حکم خدا ورسول کی تعمیل کرسکین یہ شیخ صاحب کی زیادتی ہے جو بعض صورتون کے محو کو اون سے منسوب کرتے ہین ورنہ وہ تو بت پرستی کے عاشق زار تھے، اسی وجہ سے آخر حضرت نے خود پانی منگا کر اون صورتون کو مٹایا۔

قولہ غرض یہ سورت بھی الحمد للہ سے شروع ہوئی ہے۔ واجل مسمی عندہ ثم انتم تمترون مین کفار کو دھمکی دی ہے کہ آب جزیرۂ عرب مین ظلمات یعنی کفر اور شرک کی مدت خدا کے علم مین تھوڑی

رہ گئی ہے اور جلد وقت آتا ہے کہ نور اس کی جگہ لے لیگا

اقول مگر افسوس یہ نہ لکھا کہ اس سے آپکو کیا نفع ہوا کیونکہ آیات مذکورہ کا تعلق تو عام خلقت انسانی سے ہے اور اونکے کفر وضلالت سے کہ خدا فرماتا ہے خدانے آسمان وزمین کو پیدا کیا اور پھر ظلمت ونور قرار دیا اسپر بھی کفار شرک کرتے ہین حالانکہ خدانے اونکو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اوس نے ایک مقدار مقرر کی اور وہ مقدار جو اوسکے نزدیک معین ہے اسکی تفسیر مین چار قول ہین۔

(۱) اجل اول سے مراد زمانہ ولادت تا بہ موت ہے اور اجل ثانی سے موت تا زمانہ بعث مراد ہے۔

(۲) اجل اول دنیا ہے اجل ثانی زمانہ آخرۃ ہے۔

(۳) اجل اول سے مراد زمانہ نوم ہے جسمین روح قبض ہوتی ہے زمانہ بیداری تک اور اجل مسمی سے مراد موت ہے۔

(۴) دونو اجل ایک معنی مین ہے مراد یہ ہے کہ تمھاری عمرون کیلئے ایک مدت معین ہے جہانتک تم پہونچو گے اور اجل مسمی عندہ سے مراد زمانہ موت ہے جسکو غیر خدا نہین جان سکتا تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۳۰۴

پھر یہ معلوم اسکو آپنے جزیرہ عرب کی ظلمات کفر وشرک سے کیون منسوب کیا۔ کیا اسکو تفسیر بالرائے نہین کہین گے جسپر احادیث مین لعنت اور وعید مذکور ہے۔

با اینہمہ اسکو آپکے مطلب سے کیا ربط ہے اسکو نہ لکھا کیونکہ دعوی تو آپکا یہ تھا خداوند عالم حضرت اسمعیل کی اولاد کو ملک ونبوت اور وراثت علم دیگا اوس سے تو اس آیہ کو کوئی لگاو ہی نہین کیونکہ یہان بحث اثبات معاد ہے ثم انتم تمترون تشتکون فی البعث معالم صفحہ ۳۰۴ یعنی ان سب باتون کو دیکھکر اور بوجھ سمجھکر کیون تم قیامت مین شک کرتے ہو۔ پھر اسکو حصول ذات اولاد حضرت اسمعیل سے کیا علاقہ۔

قولہ پھر اس وعید کو اور بھی زیادہ صاف لفظون مین بیان فرمایا ہے۔ فقد کذبوا بالحق لما جاءھم فسوف یاتیھم انباء ما کانوا بہ یستھزءون۔ پھر جب خدا کے مصلح نے وعید کے پورا کرنے یعنی نشان کے اتارنے مین دیر کی اور بے ایمانون کی شرارت اور ایذا رسانی حد سے بڑھ گئی اور ادھر رسول کریم نے نشان کی طرف توجہ کی تو خدائے حکیم نے فرمایا لعد

نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانھم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون. ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علی ما کذبوا واوذوا حتی جاءھم نصرنا ولا مبدل لکلمت اللہ ولقد جاءک من نبای المرسلین۔

اقول اس قسم کا وعید تو تمامی قرآن مین بھرا ہوا ہے کہ خدا نے کفار پر وعید کی اور اپنے حبیب کو اور ان کی امت کو قصہ ہائے انبیاء ماسبق سے تسکین دی ہے۔ مگر آپکے مطلب کا ربط تو کسی آیہ سے نہین معلوم ہوتا۔ کیونکہ ان آیات مین کہین بھی یہ نہین بیان کیا گیا ہے کہ جسطرح بنی اسرائیل کو ملک و علم ملا اوسی طرح بنی اسمعیل کو بھی دیا گیا ہے جو آپکا دعوی ہے۔

قولہ غرض اسی طرح آگے مختلف پیرایون مین عذاب کی پیشگوئیون کو بیان فرماتے ہوے خداوند حکیم علیم جناب ابراہیم علیہ السّلام کا قصہ اور مباحثہ اور پھر کامیابی مذکور فرماتا اور جناب خلیل کی تبلیغ اور صدع بالامر پر اپنی رضامندی کی عظیم الشان سند دیتا اور اس لاتظیر سرٹفکیٹ کو ان لفظون مین بیان کرتا ہے۔ ووھبنا لہ اسحق ویعقوب کلا ھدینا ونوحا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمن وایوب ویوسف وموسی وھارون وکذلک نجزی المحسنین الی ان قال اولئک الذین اٰتینٰھم الکتاب والحکم والنبوۃ فان یکفر بھا ھؤلاء فقد وکلنا بھا قوما لیسوا بھا بکفرین۔ ان آیات مین اللہ تعالی نے صاف خبر دی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی طرح جناب رسول کریم بھی خدا کے احکام کی تبلیغ اور صدع بالامر کے بعد اللہ تعالی کی خوشنودی کی سند پائینگے اور آپکی حقیقی آل اور ذریت یعنی خدام بھی سلسلہ ابراہیمی کی طرح کتاب اور علم اور نبوت اور ملک کے وارث ہونگے۔ اور کذلک نجزی المحسنین نے تو صاف بتا دیا کہ یہ نہ خیال کرو کہ وہ انعامات ان ہی لوگون پر ختم اور موقوف ہوگئے بلکہ یہ خدا کی استمراری سنت ہے کہ اس رنگ کے محسنون کو ہمیشہ ایسے انعامات ملا کرتے ہین چنانچہ اب سید المحسنین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان برکات اور انعامات سے کافی اور وافی حصہ ملیگا۔

اقول ہان اب آپ مطلب پر آئے۔ مگر خدا بر اکرے دنیا اور ہوس دنیا کا کہ یہ آیہ تو آپکو سوجھا ووھبنا لہ اسحق جسکے نسبت آپ فرماتے ہین "اپنی رضامندی کی عظیم الشان سند دیتا"

مگر اسکے پہلے والے آیہ کو بالکل ناکارہ سمجھا جو خداوند عالم فرماتا ہے وتلک حجتنا اتینٰھا ابراھیم علی قومہ نرفع درجات من نشاء یعنی یہ وہ حجت ہی جو ہمنے ابراہیمؑ کو دی جس سے اونھون نے اپنی قوم پر استدلال کیا اور ہم جسکا درجہ چاہتے ہین بڑہاتے ہین کہ تمھارا رب حکیم و علیم ہے۔ پھر کیسے افسوس کی بات ہے کہ جس سند کی خداوند عالم ان الفاظ سے تعریف کرے اوس سے تو آپ چشم پوشی کرین۔ اور جس انعام سے آپ اپنے خلفا کی کامیابی تصور کرتے ہین اوسکو ان الفاظ سے یاد کرین "اس لانظیر سرٹیفکیٹ کو ان لفظون مین بیان کرتا ہے"

اگرچہ یہ مسلم ہے کہ جناب رسالتمآب کل انبیا سے افضل ہین یعنی حضرت ابراہیمؑ اور سائر انبیا سے اور امت محمدیہ بھی افضل تا بر رتبہ ہے مگر جو دعوی آپنے کیا ہے وہ تو ان آیات سے کسی طرح بھی نہین ثابت ہوتا کیونکہ آپ فرماتے ہین "ان آیات مین اللہ تعالی نے صاف خبر دی ہے کہ حضرت ابراہیم کی طرح جناب رسول کریم بھی خلفا کے احکام کی تبلیغ اور صدع بالامر کے بعد اللہ تعالی کی خوشنودی کی سند پائینگے"

مگر افسوس ان آیات کریمہ کا ایک لفظ بھی تو اس مطلب پر نہین دلالت کرتا۔ پھر سے ان آیات کو مع ترجمہ ملاحظہ فرمایے۔

ووھبنا لہ اسحق ویعقوب کلا ھدینا ونوحا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمن وایوب وموسی و ھرون وکذلک نجزی المحسنین وذکریا ویحیی وعیسی والیاس کل من الصالحین واسمعیل والیسع و یونس ولوطا وکلا فضلنا علی العالمین ومن اٰبائھم وذریاتھم واخوانھم واجتبیناھم وھدینٰھم الی صراط	اور دیا ہمنے اونکو اسحق و یعقوب اور سب کو ہدایت دی اور نوح کو پہلے سے ہدایت دی اور اون کی اولاد مین سے داؤد و سلیمان ایوب۔ یوسف۔ موسی۔ ہارون کو بھی۔ اور اسی طرح ہم بدلا دیتے ہین احسان کرنیوالون کو اور زکریا۔ یحیی۔ عیسی۔ الیاس۔ سب صالحین سے ہین اور اسمعیل۔ الیسع۔ یونس۔ لوط۔ سبکو فضیلت دی عالمین پر۔ اور انکے باپ دادے

مستقیم۔ ذلک ھدی اللہ یھدی بہ
من یشاء من عبادہ ولو اشرکوا لحبط
عنھم ما کانوا یعملون ۔ اولئک الذین
اتینھم الکتاب والحکم والنبوۃ فان یکفر
بھا ھؤلاء فقد وکلنا بھا قوما لیسوا
بھا بکافرین ۔ اولئک الذین ھدی اللہ
فبھدیھم اقتدہ قل لا اسئلکم علیہ
اجرا ان ھو الا ذکری للعالمین ۔

اور بھائیون سے اور اونکو برگزیدہ بھی کیا اور
ہدایت بھی دی راہ مستقیم کی۔ یہ خدا کی ہدایت ہے
جس پر اپنے بندون سے جسکو چاہے چلاے
اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو عمل اون کے
ضایع ہو جاتے۔ یہی گروہ ہین جنکو ہمنے کتاب
دی اور حکم اور نبوت۔ پس اگر یہ کفار کفر
کرین انکے ساتھ تو ہمنے اون لوگون کو مقرر
کر دیا ہے جو کبھی انکے ساتھ کفر کرنیوالے نہین
ہین یہی وہ لوگ ہین جنکو خدا نے ہدایت دی۔ تو تم اونھین کی ہدایت کی پیروی کرو کہدو
کہ ہم تمسے اسکی مزدوری نہین مانگتے یہ تو تمام جہان کیلئے نصیحت ہے ''

اب برائے خدا کوئی مرزائی۔ یا اہل قرآن۔ یا وہابی۔ یا آریہ یا حنفی ہمکو بتاے ان آیات کے
کس لفظ سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ خدا نے صاف خبر دی ہے کہ حضرت ابراہیم کی طرح جناب
رسول کریم بھی خدا کے احکام کی تبلیغ اور صدع بالامر کے بعد اللہ تعالی کی خوشنودی کی
سند پائینگے ''

کیونکہ اگرچہ یہ حق ہے کہ آنحضرت کو جو مراتب ملے ہین وہ کسی کو بھی نہین ملے ہین۔ مگر ان آیات
مین تو کسی طرح اسکا اشارہ بھی نہین ہے بلکہ حضرت کو حکم ہے کہ ان انبیا کی ہدایت کی پیروی کرو۔
پھر فرمایئے آپکو اس کوہ کنی کا کیا نتیجہ ملا۔

آپ فرماتے ہین "اور انکی حقیقی آل اور ذریت یعنی خدام بھی سلسلہ ابراہیمی کی طرح کتاب
اور حکم اور نبوت اور ملک عظیم کے وارث ہونگے" مگر افسوس آیات مذکورہ مین تو کہین اسکا اشارہ
بھی نہین چہ جائیکہ اسکی تصریح ہو۔

کیون صاحب خداوند عالم تو قصہ حضرت ابراہیم مین آل و ذریت مین ذریۃ حقیقی مراد لے کہ جو نسل
حضرت ابراہیم اور حضرت نوح سے تھے اور یہ انعام کیا۔ مگر ہمارے رسول نے کیا قصور کیا کہ اون
کی ذریت اس وعدہ سے خارج کر دی گئی کیونکہ آپ ذریت کی تعریف خدام کرتے ہین ؟

تمام عالم کو معلوم ہے کہ ذریت اولاد کو کہتے ہین نہ غلام و ملازمین کو۔ پھر یہ کیسا وعدہ خدا کا ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت نوحؑ کی تو اولاد کو یہ سب انعام عنایت کرے اور اپنے حبیب کریم کی ذریت کو محروم کر کے اونکے خدمتگار و ملازمین کو عنایت کرے تو کیا ایسا وعدہ کبھی سچا کہلا سکتا ہے یا خدا بھی معاذ اللہ مثل کفار اسکا قائل تھا کہ رسول کی اولاد نہین ہے۔

اے شخص احمق غور تو کر تو نے خدا پر افترا بھی کیا کہ خدا نے اوسی طرح کا آنحضرت سے وعدہ کیا حالانکہ ان آیات مین کہین اوسکا ذکر بھی نہین۔ اور پھر خدا کو جھوٹا بنایا کہ جو اوسنے وعدہ کیا تھا کہ آل و ذریت رسول اللہ کو وہ سب نعمت دیگا۔ مگر ایک کو بھی نہ دیا کیونکہ بقول آپکے اگر دیا تو خدام کو نہ ذریت کو۔

ہان آیہ وکذلک نجزی المحسنین ضرور اسکا پتہ دیتا ہے کہ انعام خدا لاتعد و لاتحصی ہین وہ ان لوگون پر ختم نہین ہوئی مگر درمیان آیہ مین لانا۔ اور پھر اسکے بعد دوسرے انبیا کا تذکرہ ضرور بتاتا ہے کوئی خاص مطلب ہے۔ کہ یہ نہ سمجھو جزاے محسنین صرف حکومت ظاہری ہے بلکہ وہ رضاے باری ہے جو ان سبکو حاصل ہوا حالانکہ ان مین نہ حضرت اسحٰقؑ کو نہ حضرت یعقوبؑ کو نہ حضرت ایوبؑ کو نہ حضرت ہارونؑ کو غلبہ دنیوی حاصل ہوا نہ حضرت ذکریاؑ و یحییؑ و عیسٰیؑ و الیاسؑ کو۔

بہر حال اگر آپکا یہ مطلب ہو کہ خدا نے چونکہ اسمین فرمایا ہے ہم اسی طرح انعام دینگے محسنین کو لہذا رسول اللہ کو بھی ضرور ملیگا۔ تو ہمین عذر نہین مگر اس سے اثبات حکومت و ملک کہان ممکن ہے۔ کیونکہ یہان کل اٹھارہ نبیون کا تذکرہ کیا گیا ہے جنمین بجز حضرت یوسفؑ و موسٰیؑ و داودؑ و سلیمان کوئی نہ بادشاہ ہوا نہ خلیفہ۔ پھر جب اون لوگون کو دنیوی سلطنت نہین ملی۔ تو اولاد رسول اللہ ہمین اسکے حصول کا کیونکر وعدہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر حضرات ائمہ اطہارؑ کو حکومت نہین ملی تو اس سے خلف وعدہ خدا کیونکر لازم آیا۔

قولہ اب غور کرنا چاہیے کہ خدا تعالی کا یہ وعدہ کس طرح پورا ہوا اور جناب رسول کریم اور جناب ابراہیمؑ مین مماثلت کس طرح پوری ہوئی۔ یہ بات تو مسلم اور اظہر من الشمس ہے کہ رسول کریم کے بعد ایک قوم کتاب اور نبوت اور ملک کی وارث ہوئی اس سے بہت بڑھکر جو حضرت ابراہیم کی ذریت ہوئی۔ اور کیا یہ کوئی مخفی راز ہے جو میرے بتائے سوا کھل نہین سکتا۔ سارا جہان

جانتا ہے کہ محمدؐ رسول اللہ کے بعد وارث کتاب و نبوت و ملک حضرت صدیقؓ اور آپ کی جماعت ہوئی۔

اقول آپکی ساری تمہید کا نچوڑ یہی ہے جسکے لئے آپنے یہ افترا کیا کہ خدانے حضرتؐ سے وعدہ کیا تھا حالانکہ قرآن کا ایک لفظ بھی اس وعدہ کا مدعی نہین۔ بلکہ وہ اپنے رسول کو اون کی اقتدا کا حکم دیتا ہے۔

اگر ہم اوس سے قطع نظر بھی کرلین تو آپ خود غور کریجئے اگر خدا کا وعدہ تھا تو آپکے خلفا کی بدولت وہ کسی طرح بھی پورا ہوا؟

کیونکہ ممکن ہے آپ اپنے خلفائے ثلثہ کو اون انبیا سے بھی بڑھکر مانئے۔ مگر کیا اونکے بعد جو خلیفہ ہوے وہ سب بھی ایسے ہی ہوسکتے ہین کہ اونکے ذریعہ سے خدا کا یہ وعدہ پورا ہو۔ کیونکہ آپ خود فرماتے ہین "یہ بات تو مسلم اور اظہر من الشمس ہے کہ رسول کریم کے بعد ایک قوم کتاب اور نبوت اور ملک کی وارث ہوئی اوس سے بہت بڑھ کر جو حضرت ابراہیم کی ذریت ہوئی"

جس سے معلوم ہوا کہ آپ کل خلفا کو جسمین یزید۔ عبدالملک۔ مروان ولید وغیرہ داخل ہین سبکو مثل خلفائے ثلثہ وارث کتاب و نبوت و ملک جانتے ہین" تو اگر ایسے ہی لوگون سے خدا کا وعدہ پورا ہوا تو حیف ہے اسلام پر اور حیف ہے وعدہ خدا پر۔ کہ اپنے خلیل سے جو وعدہ کیا اوسکو توان انبیا سے پورا کیا جنکے اسماے گرامی قرآن مین مذکور ہین۔ اور جو وعدہ اوس نے اپنے حبیبؐ سے کیا اوسکو ایسے لوگون سے پورا کیا جنکے نام لینے سے بھی اہل اسلام شرماتے ہین۔

کیا غضب ہے کہ خداوند عالم اپنے خلیل کی اس تمنا پر کہا تھا ومن ذریتی۔ ہماری اولاد کو بھی امام بنا۔ خدا فرمائے لاینال عھدی الظالمین کہ یہ عہد ہمارا ظالمین کو نہین پہونچ سکتا وہ کسی طرح امام یا نبی یا وارث کتاب نہین ہو سکتے مگر اپنے حبیب کے لئے وہ یہ کرے کہ اونکا وارث و جانشین تمام ترظالمین و فاسقین ہی کو بنائے۔

وہان تو خداوند عالم کی یہ نظر شفقت ہو کہ جو کچھ انعام و اکرام ہے وہ نسل و ذریت حضرت نوحؑ و حضرت ابراہیم کے لئے اور یہان خدا کی ایسی نظر پھر گئی کہ نسل رسول سے ایک آدمی

بھی اس کام کے لئے منتخب نہوا۔ پھر یوں گیا وعدہ خدا تھا جو ایک جگہ یون پورا ہوا اور دوسری جگہ
اس طرح کہ سر سوزن برابر بھی رسول اللہ کو اوس وعدہ کا فائدہ نہ ملے۔

یہ تو بڑی خیریت ہوئی کہ آپکی جہالت کا جلد خاتمہ ہوا اور آپکی کتاب بالکل قعر گمنامی مین پڑ گئی
ورنہ مخالفین اسلام تم اسی تحریر سے بطلان اسلام پر ایسا استدلال کرتے کہ پھر آپسے یا کسی مرزائی
سے قیامت تک اوسکا جواب نہوسکتا کیونکہ شروع سے آپکا دعوی یہی رہا ہے "بڑا بھاری وعدہ
خدا کی کتاب مین سیدنا ابراہیم کے اکلوتے فرزند سیدنا اسمعیل کی اولاد کو انکے علاتی بھائیون کی
طرح ملک اور نبوت کی وراثت کا وعدہ ہے"

جو اس طرح پورا ہوا کہ آپ ہی فرماتے ہین "سارا جہان جانتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد وارث
کتاب و نبوت و ملک حضرت صدیق اور آپکی جماعت ہوئی"

جس سے آپ معویہ۔ یزید۔ عبد الملک۔ ولید۔ اور تمامی خلفائے بنی امیہ و بنی عباس کو جو جماعت
سے آپکے صدیق کے تھے وارث کتاب و نبوت و ملک بتاتے ہین۔ تو کیا اسکے بعد آپکو بطلان
اسلام مین شک رہ سکتا ہے کہ خدا اپنے حبیب سے وعدہ تو کرتا ہے تمثیل حضرت ابراہیم کا۔
مگر وہان وارث علم بنایا اوسنے اون انبیا کو۔ اور یہان وارث علم و نبوت و ملک بنایا یزید و
عبد الملک ایسے فاسق و فاجر کو جنکو اہل اسلام سے کوئی مومن و پرہیزگار ہی نہین جانتا۔

قولہ خداوند علیم نے ایک آنے والے حملہ اور اعتراض کو خاک مین ملا دینے کیلئے پہلے ہی سے
کتاب مجید مین فرما دیا ما کان محمد ابا احد من رجالکم۔ کہ محمد تمہارے رجال سے یعنی حسن اور
اور حسین اور علی کی اور اونکے خاندان کے کسی امام اور وصی کے باپ نہین ہین تو کہ کوئی اندھا
لفظ پرست وسوسے مین نہ پڑ جائے کہ جیسے ابراہیم کی ذریت مین وعدہ پورا ہوا۔ اسی طرح
چاہیئے تھا کہ رسول کریم کی ذریت مین وہ وعدہ پورا ہوتا۔ خدا تعالی نے ابوت رجال کی نفی
سے سچا اور حقیقی راز ابھی بتلا کر کہا کہ ذریت اور آل ابراہیم کے معنی بہر حال وہی ہین
اس لئے کہ حضرت صدیق اور آپ کی جماعت بھی تو ذریت ابراہیم سے ہین اے علام الغیوب
علم اور تیری حکمت اور تیری قدرت کے قربان تو کس طرح اپنی باتون کو پورا کرتا ہے اور
دکھاتا ہے کہ تیرا رشتہ کسی سے نہین تیرے رسول کا رشتہ کسی سے نہین۔ یہان عرفی اور

رسمی رشتون کا کوئی پاس اور لحاظ نہین جنھین تو اپنے جلال کے اظہار کے قابل دیکھتا ہے
انھین اپنا حکم سپرد کر دیتا ہے کیا عجیب بات ہے کتاب یعنی قرآن کریم کی اشاعت اور تکریم
اور پرداخت بھی حضرت صدیق کی جماعت کے حصہ مین آئی اور ملک و نبوت بھی انھین
کے قبضہ مین دے گئے۔ انھون نے ہی داؤد اور موسیٰ اور یوشع کی طرح دشمنون کو پامال
کیا اور ان کی جائدادون پر تصرف کیا اور وہی خدا کی تائیدون اور نصرتون کے مورد ہوئے
ایسے کھلے کھلے ثبوت کے بعد ان آیتون کو ائمہ اثنا عشر کے ناکام سلسلہ پر جمانا سوا ہی نابینائی
اور بے حیائی کے اور کیا ہے۔

اقول مگر وہ وہی خدا ہے جسنے آپکی ساری آرزوؤن کو خاک مین ملا دیا کیونکہ اگر یہان اوسنے
ما کان ابا احد من رجالکم فرمایا ہے۔ تو سورہ آل عمران مین یہ بھی فرمایا ہے قل تعالوا
ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل
لعنت اللہ علی الکاذبین۔
یعنی کہہ تو اے رسول کہ آؤ ہم اپنے بیٹون کو بلائین اور تم اپنے بیٹون کو اور ہم اپنی عورتون کو
تم اپنی عورتون کو اور ہم اپنے نفسون کو بلائین اور تم اپنے نفسون کو پھر مباہلہ کرین اور جھوٹون
پر خدا کی لعنت بھیجین۔
اب فرمایئے کہ یہ بھی قرآن کی آیت ہے یا نہین۔ اس سے ثبوت اولاد کا ہوتا ہے یا نہین کہ
رسول اللہ کے اولاد تھی تو اب دو ہی صورت ہے یا تو اختلاف کے قائل ہون کہ آیہ ما کان
محمد ابا احد من رجالکم مین اسکی نفی ہے کہ آپکے کوئی اولاد نہین اور اس آیہ مین اسکا
اثبات ہے کہ آپکے اولاد بھی ہے۔
اگر اختلاف کے قائل ہو جئے گا تو قرآن کی قرانیت کے منکر ہوے اور اگر عدم اختلاف کے قائل
ہوے تو پھر اوسکی صورت بتایئے کیونکہ اسکا قائل ہونا کہ حضرت کے کوئی اولاد نہ تھی محال ہے
پھر تصدیق و ما کان محمد ابا احد من رجالکم کیونکر ممکن ہے۔ کیونکہ صرف حسنین آپکی اولاد بھی
مین جنپر نص قرآنی شاہد ہے۔ بلکہ قاسم وطیب وطاہر یا مطہر اور ابراہیم بھی آپکی اولاد سے تھے
لہذا معلوم ہوا کہ مراد نفی ابوت احد من الرجال۔ اوس ابوت کی نفی ہے جو بلا سلسلہ

تو الد و تناسل مطابق دستور عرب حاصل تھا کہ آپنے زید بن حارث کو اپنا فرزند کہا تھا
اسوجہ سے عرب نے اعتراض شروع کیا کہ حضرت نے اپنے بیٹے کی زوجہ سے عقد کیا۔ اسکے
جواب مین خدا نے فرمایا کہ محمد تمھارے کسی مردون کے باپ نہین ہین ۔

دیکھیے اسی سورہ احزاب مین خدا نے وازواجہ امھاتھم فرمایا ہے کہ ازواج رسول
مائین ہین مومنین کی یعنی جس طرح نکاح اپنی مان سے حرام ہے اوسی طرح ان سے بھی نکاح
نہین کرسکتے ۔ نہ یہ کہ وہ حقیقۃً مان ہون اور جس طرح مان کی طرف نظر جائز ہے اور
میراث ملتی ہے اوسی طرح ازواج نبی کے طرف نظر جائز ہو معالم التنزیل مین وفی حرف
الی ازواجہ امھاتھم وھو اب لھم وھن امھات المومنین فی تعظیم حقھن
وتحریم نکاحھن علی التابید لا النظر الیھن والخلوۃ بھن فانہ حرام
فی حقھن کما فی حق الاجانب ۱۲م

یعنی ایک قراءت مین وازواجہ امھاتھم وھو اب لھم تھا اور مراد یہ ہے کہ ازواج
نبی مادر مومنین ہین تعظیم حق مین اور حرمت نکاح مین ہمیشہ نہ کہ اون کی طرف نگاہ
بھی جائز ہو اور خلوت کرنا کہ یہ اون کے حق مین بھی حرام ہے جیسا کہ اجانب مین حرام
ہے ۔

اب کون ہے جو ان سے پوچھے کہ آپ جو امام حسن اور امام حسین کے فرزند رسول ہونے
کے منکر ہین تو پھر قرآن پر کیونکر ایمان لا سکتے ہین جس مین باتفاق شیعہ و سنی خدا نے حسنین
علیہم السلام کو ابناء رسول کہا ہے ۔

مخالف اگر الفاظ قرآنی پر بھی غور کرتا کہ رجالکم فرمایا ہے تو بھی سمجھتا کہ اس سے کسی طرح
حسنین علیہم السلام کو تعلق نہین کیونکہ وہ اوسوقت داخل رجال نہ تھے بلکہ حکم صبیان
مین تھے ۔

سبحان اللہ خداوند عالم تو اس طرح آیہ ابنائنا و ابناءکم فرمائے اور رسول اس طرح
تعمیل اس حکم کی بمقابلہ نصاریٰ حسنین کو گود مین لا کر دکھائین کہ یہی ابنائنا ہین اور
آپ فرمائین " خداوند علیم نے ایک آنے والے حملہ اور اعتراض کو خاک مین ملانے کیلئے

پہلے ہی کتاب مجید مین فرمایا"

حالانکہ آپکو بخوبی معلوم ہے کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم پہلے نازل ہوا قصہ حضرت زینب اور زید مین اوس سے جو یہ شبہہ پیدا ہونے لگا کہ رسول کی کوئی اولاد نہین ہے تو اوسکے دفیعہ کیلئے آخر زمانہ مین ابنائنا فرمایا تاکہ وہ شبہہ جاتا رہے جو ماکان محمد ابا احد من رجالکم سے پیدا ہو سکتا تھا کہ اگر آنحضرت زید کے باپ نہین ہین تو یہ نہ سمجھنا کہ حسنینؑ بھی آپکے فرزند نہین ہین۔ بلکہ یہ حقیقی فرزند ہین جس سے بڑھکر کوئی نص نہین ہو سکتا۔

خداوند عالم نے یہی نہین کیا کہ اس آیت سے حسنینؑ کا ابنا الرسول ہونا ثابت کیا۔ بلکہ آیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا سے ان حضرات کا اہلبیت طاہرین ہونا اور ہر رجس وعیب سے طاہر ومطہر ہونا ثابت کیا جس سے وہ مثل رسول اللہ معصوم ثابت ہوے۔

پھر آیہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ مین حکم صلوٰۃ کو انپر واجب کیا جیسا کہ صحاح ستہ مین موجود ہے کہ حضرت نے فرمایا کہو اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد صواعق محرقہ ص۸۵

پھر سلام علی آل یسین فرمایا جسکو یارون نے الیسین بنادیا مگر اکثر مفسرین اسی کے قائل ہین کہ اصل مین وہ آل یسین تھا۔

پھر آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی فرمایا جسمین مودت اہلبیت اطہار کو اجر رسالت قرار دیا۔ اس قسم سے بہت سی آیتین ہین آپ کہانتک انکار کرینگے۔

افسوس نہ معلوم آپکا مذہب کیا ہے کیونکہ عقائد اہلسنت تو یہی ہین جو مینے عرض کیا کہ وہ تمامتر حسنینؑ کو فرزند رسول جانتے ہین اور ائمہ طاہرینؑ کو نسل رسول سے مانتے ہین یہان تک کہ آپکے مرزا صاحب بھی یہی عقیدہ ظاہر کرتے۔ بلکہ آپ ہی خود پہلے ان حضرات کے ساتھ زبانی حسن عقیدت ظاہر کرتے رہے ہین اور اوس دلکو ملعون ومجذوم کہہ چکے ہین جو ان سے بغض رکھے۔ پھر نہ معلوم یہان کیا ہوا جو اس دیدہ دہنی سے آپ یہ کہہ رہے ہین۔

یہی آپکی عقلمندی ہے جو کہتے ہین کوئی آیندہ لفظ پرست وسوسہ مین نہ پڑجائے کہ جیسے ابراہیمؑ کی ذریت مین وہ وعدہ پورا ہوا اوسی طرح چاہیے تھا کہ رسول کریم کی ذریت مین وہ وعدہ پورا ہوتا،،

کیونکہ ہم بتا آئے ہین یہان کسی قسم کا وعدہ ہی نہین ہے۔ بلکہ صرف اخبار ہے۔ اور اگر وعدہ ہے تو اوس سے بہتر نسل رسول اللہؐ مین پورا ہوا۔ کیونکہ سلطنت و حکمرانی تو کوئی ایسی چیز ہی نہین ہے جسکو خداوند عالم بنظر عظمت دیکھے بلکہ وہ مدارج عالیہ نبوت و میراث کتاب ہے جسپر خدا نے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ اون مین دوچار انبیاء ایسے بھی ہین جنکو سلطنت بھی ملی۔ پس اگر محض سلطنت قابل افتخار چیز ہوتی۔ تو ان انبیا کا نام نہ لیتا جنکو کسی طرح بھی دنیوی اقتدار نہ ملا مثل حضرت ابراہیمؑ۔ اسحق۔ یونس۔ ایوب۔ لوط۔ ہارون علیہم السلام جس سے بداہتہ معلوم ہوا کہ اصلی وعدہ خدا حضرت ابراہیمؑ سے علم و حکمت و نبوت دینے کا تھا نہ سلطنت و حکمرانی کا۔ اب دیکھو اوس سے بڑھکر رسول اللہ کو حاصل ہوا یا نہین کہ خدا نے بارہ امام ایسے دئے کہ مثل اسکا نہ سابق مین دیا گیا نہ لاحق مین۔

اصلی بشارت توراۃ۔ آپ چونکہ توراۃ مین پڑھ چکے ہین۔

(۷) اور خداوند کے فرشتے نے اس میدان مین پانی کی ایک چشمے کے پاس پایا یعنی اوس چشمے کے جو صور کی راہ پر ہے (۸) اور اوسنے کہا کہ اے سری کی لونڈی ہاجرہ تو کہان سے آئی۔ اور کدھر جاتی ہے۔ وہ بولی کہ مین اپنی بی بی سری کے سامنے سے بھاگی ہون۔ (۹) اور خداوند کے فرشتے نے اسے کہا کہ تو اپنی بی بی کے پاس پھر جا اور اسکی تابع رہ۔ (۱۰) پھر خداوند کے فرشتے نے اسے کہا کہ مین تیری اولاد کو بہت بڑھاؤنگا کہ وہ کثرت سے گنی جائے کتاب پیدایش ۱۶ طبع مرزاپور۔

(۲۰) اور اسمٰعیلؑ کے حق مین مینے تیری سنی۔ دیکھ اوسے مین برکت دونگا اور اوسے برومند کرونگا اور اسے بہت بڑھاؤنگا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہونگے اور مین اس سے بڑی قوم بناؤنگا۔ لیکن مین اسحاق سے جس کو سرہ دوسرے سال اسی وقت معین مین جنیگی اپنا عہد قایم کرونگا ۱۷

اب دیکھئے کہ خدانے جو وعدہ حضرت ابراہیم سے کیا تھا اور توراۃ مین وہ مفصل مذکور ہے اوس مین کیا ذکر ہے کیا سکو بادشاہ بنانے کا۔ یا بڑی قوم بنانے کا۔ پھر دیکھئے وہ بڑی قوم کون ہے اولاد رسول ہین" جو کثرت سے گنے نہ جائین" یا دوسرے کیونکہ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کی اولاد تو درحقیقت شاید نام کو بھی نہ ملے۔

کیا غضب ہے خداوند عالم تو اس صراحت سے اولاد حضرت اسمعیل سے بارہ سردارونکی خبر دے جو بجز ائمہ اثنا عشر دوسرے کسی پر منطبق نہو اور آپ اوسکو کھینچکر لے جائین ابوبکر عمر عثمان پر اور یہ بھی نہ سمجھین کہ خدا تو وعدہ کرتا ہے بارہ سردار کا اور دیتا ہے بقول آپکے تین سردار اور اگر خلفائے بنی امیہ و بنی عباس کو ملائے تو صدہا کی نوبت آئے۔ پھر وعدہ خدا کیا ہوا لڑکون کا کہلونا کہ بارہ کو یا تین کر دے یا صدہا۔

یہی وجہ ہے کہ علامہ جواد بن ابراہیم ساباط جو علمائے اہلسنت سے ہین اپنی کتاب براہین ساباطیہ مین اس عبارت توراۃ کو نقل کر کے لکھتے ہین اقول ذھب الیھود والنصاری ان المراد بالملوك الاثنی عشر اولاد اسمعیل الاثنا عشر وھو باطل لانھم لم یتملکوا ولم یدعوا الملکیۃ والحق انہ فی شان الائمۃ الاثنا عشر التی یعتقدھا الشیعۃ عصمتھا وسیاتی بیان ذلك فی ذکر المھدی عجل اللہ بظھورہ یعنی یہود و نصاری اس عبارت سے حضرت اسمعیل کی بارہ اولاد کو مراد لیتے ہین۔ مگر یہ دعوی باطل ہے کیونکہ نہ وہ کہین بادشاہ ہوئے نہ بادشاہی کے مدعی۔ اور حق یہ ہے کہ مراد اس سے وہ بارہ امام ہین جنکو شیعہ معصوم کہتے ہین اور قریب ہے کہ بیان اونکا آوے ذکر امام مہدی علیہ السّلام مین۔

اب اس سے بڑھکر کونسی تصدیق چاہتے ہین کلام خدا کی کہ جو اوسنے توراہ مین فرمایا تھا اوسکو کس طرح پورا کیا۔

قولہ خدا تعالی نے ابوت رجال کی نفی سے سچا اور حقیقی راز اور منشا کھولدیا کہ ذریت اور آل ابراہیم کے معنی بہرحال وہی ہین۔

اقول واہ صاحب کیا کہنے ہین آپکی قرآن دانی کے کہ وہان تو حضرت پر الزام

دیا جاتا ہے کہ آپنے اپنی بہو سے عقد کرلیا اور خدا اوسکا کوئی جواب نہین دیتا۔ بلکہ شیعونکی رد کرنے چلا کہ تم آنحضرت کو امام حسن اور امام حسینؑ کا باپ نہ مانو۔ اور پھر اپنی اب خود رد کیا کہ کہا اپنا سنا کہ امام حسنؑ و امام حسینؑ فرزند رسول ہین۔ تو جو خدا ایسا ہو اوسکو کون خدا مان سکتا ہے۔

اچھا صاحب اسکو بھی جانے دیجیے۔ مگر اس جملہ کا مطلب تو سمجھائیے کہ حسنؑ و حسینؑ اور علیؑ اور انکے خاندان کے کسی امام اور وصی کے باپ نہین ہین۔

اس سے اسکا اثبات کیونکر ہوگیا کہ "ذریت اور آل ابراہیم کے معنی بہرحال وہی ہین" کیونکہ یہان تو نہ ذریت یا آل ابراہیم کی بحث ہے نہ کسی قسم کا اونکا تذکرہ۔ پھر کس مناسبت سے آپنے انکا نام لیا۔

شروع سے تو آپ یہ ثابت کر رہے ہین کہ جو وعدہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ سے کیا تھا کہ تمھاری اولاد کو ملک و نبوت دینگے۔ وہی وعدہ آنحضرت سے بھی ہے کہ "آپکی حقیقی آل اور ذریت یعنی خدام بھی سلسلہ ابراہیمی کی طرح کتاب اور حکم اور نبوت اور ملک کے وارث ہونگے"

پھر یہان کیا ہوگیا جو وہ سب وعدہ بھول گئے اور آکر یہ ثابت کرنے لگے کہ "وہ ذریت اور آل ابراہیمؑ کے معنی بہرحال وہی ہین" کیونکہ یہ باتین تو آپ اون آیات ووھبنا لہ اسحق و یعقوب سے ثابت کرچکے ہین اب تو اسکی اثبات کی ضرورت تھی کہ وہی وعدہ آنحضرت کے ساتھ یون پورا ہوا نہ کہ پھر آل و ذریت ابراہیمؑ پہ لوٹ جائین۔

قولہ اسلیے کہ حضرت صدیق اور آپکی جماعت بھی تو ذریت ابراہیمؑ سے ہین۔

اقول پھر اس سے آپکا وہ دعوی کیونکر ثابت ہوا کہ جو وعدہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ سے کیا تھا وہی وعدہ حضرت رسالتمآب سے بھی کیا کیونکہ آپ کہہ رہے ہین ابوبکر ذریت ابراہیمؑ سے ہین۔ پھر اس سے وہ وعدہ خدا کہان پورا ہوا جو بقول آپکے خدا نے حضرت سے کیا تھا کہ آپکی ذریت اور آل کو ملک و نبوت ہونگے۔ کیونکہ اس سے تو پھر وعدہ ابراہیمی کی یہی تو وجہ ہے جو اہلحق آپلوگون کے اسلام و ایمان کو ہمسر کفر مانتے ہین۔ کیونکہ آپ

ہر پھر کر کفار قریش کی تصدیق کرتے ہین - جو کہتے تھے ہم ملت ابراہیم پر ہین جسکی تکذیب ہین خدانے فرمایا ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی سورۂ آل عمران اور آپ فرماتے ہین "اُسلئے کہ حضرت صدیق اور آپکی جماعت بھی تو ذریت ابراہیم سے ہین" جس سے اونھین کفار کی تصدیق ہوئی - کیونکہ جس طرح ابوبکر ذریت ابراہیم سے ہین اوسی طرح ابوجہل و ابولہب و ابوسفیان بھی تو ذریت ابراہیم سے ہین تو جس طرح ابوبکر کی خلافت پانے سے اوس وعدہ خدا کی تصدیق ہوئی جو حضرت ابراہیم سے کیا تھا - اوسی طرح یزید و عبدالملک کے خلافت پانے سے اوس وعدہ کی تصدیق ہوئی -

مگر وہ وعدہ خدا غلط ہی ہوا جسکے نسبت آپ مدعی ہین کہ جو وعدہ خدانے حضرت ابراہیم سے کیا تھا وہی وعدہ آنحضرت سے بھی کیا - مگر کسی طرح اوسکو نہ پورا کیا - کیونکہ ابوبکر کو خلافت دیا بھی تو بقول آپکے اوس وعدہ کے مطابق جو حضرت ابراہیم سے کیا تھا " اسلئے کہ حضرت صدیق اور آپکی جماعت بھی تو ذریت ابراہیم سے ہین " -

قولہ اے خدا تیرے علم اور تیری حکمت اور تیری قدرت کے قربان الخ"

اقول مگر ہائے یہ کلمات تو آپ منجانب کفار قریش کہہ رہے ہین کہ کس طرح اوسنے اونکے دعوی کو ثابت کر دکھایا کیونکہ وہ کہتے تھے اصلی وارث اور پیرو حضرت ابراہیم ہم ہین - جسکو خدانے سچ کر دکھایا کہ آخر ابوبکر کو خلیفہ بنایا جو بقول آپکے ذریت ابراہیم سے تھے - اور کسی طرح خدانے نسل محمدی کو خلافت - ملک نبوت نہ دیا یہی تو کفار بھی کہتے تھے کہ رسول اللہ صلعم کی کوئی اولاد نہین ہے جسپر گو خدانے اوس وقت تسکین کے لئے سورہ انا اعطیناک الکوثر نازل کیا جسمین کفار کو ان شانئک ھو الابتر فرمایا - مگر تمام عالم کو بتا دیا کہ جو کفار کہتے تھے وہی سچ ہے - تیرے رسول کا رشتہ کسی سے نہین ہے -

تفسیر معالم التنزیل مین ہے نزلت فی العاص بن وائل السھمی وذلک انہ رای

النبی صیخرج من المسجد وھو یدخل فالتقیا عند باب بنی سھم وتحدثا

داناس من صنادید قریش جلوس فی المسجد فلما دخل العاص قالوا له

من الذی کنت تحدث معه قال ذلك الابتر یعنی النبیؐ وکان قد توفی ابن

رسول اللہ من خدیجہ ؓ قال کان العاص بن وائل اذا ذکر رسول اللہؐ

قال دعوه فانه رجل ابتر لا عقب له فاذا ھلك انقطع ذکره فانزل اللہ

ھذه السورة صـ۱۰۰

یعنی عاص بن وائل (جو عمرو عاص کا باپ تھا) اوسنے حضرت کو دیکھا کہ مسجد سے نکل رہے ہین اور وہ داخل ہوتا تھا تو کچھ بات چیت کی۔ جب وہ اپنے مجمع صنادید قریش مین آیا تو لوگون نے پوچھا یہ کون شخص تھا جس سے بات کرتے تو کہا وہی بے اولاد ہی کہ جب وہ مرجائیگا تو اوسکا ذکر بھی ہلاک ہوگا کیونکہ اوسکے کوئی اولاد نہین ہی تو آپ فرمایٔے اس تقریر سے آپ اونھین کفار کی تصدیق کر رہے ہین یا نہین جو فرماتی ہین تیرے رسول کا رشتہ کسی سے نہین "

قولہ یہان عرف اور رسمی رشتون کا کوئی پاس اور لحاظ نہین۔

اقول تو بمذاق آپکے خداوند عالم کے جلال کے قابل یہی تھے یزید۔ عبدالملک۔ مروان جنکو خدا نے اپنا حکم سپرد کردیا اور اوںھون نے خاندان رسالت کو تباہ و برباد کیا۔

قولہ کیا عجب بات ہے کتاب یعنی قرآن کریم کی۔

اقول مگر اوس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ابوبکر عمر کسی طرح نہ چاہتے تھے کہ قرآن کریم رائج ہو۔ اور پھر خدا نے مطابق اپنے وعدہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نوره ولو کره المشرکون اوسکو رائج کردیا جیسا کہ کنز العمال مین ہے جلد اول صـ۲۴۸

قال لما اسرع القتل فی قراء القران یوم الیمامة قتل منھم یومئذ اربعمائة رجل لقی زید بن ثابت عمر بن الخطاب فقال له ان القران ھو الجامع

لدینا فان ذهب القرآن ذهب دیننا وقد عزمت ان اجمع القرآن فی کتاب فقال له انتظر حتی اسال ابابکر فمضینا الی ابی بکر فقال لا تعجل حتی اشاور المسلمین

یعنی جب قتل نے جنگ یمامہ مین بہت تیزی کی یہانتک کہ چار سو قاری قرآن مارے گئے تو زید بن ثابت نے عمر سے کہا کہ قرآن ہی جامع ہے ہمارے دین کا اگر یہ گیا تو دین بھی ہمارا جاتا رہا لہذا ہمنے عزم کیا ہے کہ قرآن کو بصورت کتاب جمع کرین عمر نے کہا اتنا انتظار کرو کہ ابوبکر سے مشورہ کرلین۔ ابوبکر کے پاس آگئے تو اونھون نے کہا جلدی نکرو مسلمانون سے مشورہ کرلین۔

اس سے بدیہۃً معلوم ہوا کہ عمر ابوبکر دونو متامل تھے۔ مگر تقدیر الٰہی اپنا کام کررہی تھی زید بن ثابت کے دل مین جوش تھا کہ کسی طرح قرآن جمع ہوجائے۔ پھر اس مین آپ ابوبکر کی کیا فضیلت نکالتے ہین۔ حالانکہ وہ قرآن تو جناب امیرؑ کے پاس مرتب و مکمل موجود تھا جو نہ لیا گیا چنانچہ اتقان مین ہے مات ابوبکر ولم یجمع القرآن وقتل عمر ولم یجمع القرآن ۔ قال ابن حجر وقد ورد عن علیؑ انه جمع القرآن علی ترتیب النزول عقب موت النبیؐ اخرجه ابن ابی داؤد صفحہ ۲

یعنی مرگئے ابوبکر اور نہ جمع کرسکے قرآن کو۔ اور مارے گئے عمر اور نہ جمع کیا قرآن کو۔ اور ابن حجر نے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے بعد وفات رسول فوراً جمع کیا مطابق نزول کے۔

پھر حیف ہے کہ آپ اون باتون پر فخر کرتے ہین جس سے سراسر ابوبکر عمر پر الزام آتا ہے کہ جو قرآن عہد رسولؐ سے مرتب و مکمل تھا اوسکو نہ لیا اور بہ اصرار زید۔ آیند و روند سے پوچھ پوچھ کر جمع کرایا۔ جس سے آپکو بخوبی اس آیہ کی تصدیق ہوگئی۔ یریدون لیطفؤا نور الله کہ یہ اپنے منہ سے چاہتے تھے نور خدا کو بجھا دین مگر اوسنے پورا کردیا۔

آپ غور کیجئے گا تو معلوم ہوگا جس طرح قرآن کا جامع کسی طرح سے ہوا ابوبکر کی جماعت سے اوسی طرح خانہ کعبہ کا تعمیر کرنے والا حجاج ہے جسکو سب مسلمان ظالم جانتے ہین

اور روضۂ رسول کا بانی ولید بن عبد الملک ہی۔ پس اگر حجاج و ولید کو بنائے خانہ کعبہ اور روضۂ رسول سے کسی طرح کا شرف ملا تو ابوبکر کو بھی جمع قرآن سے ملا۔ مگر ہمارے سامنے تو نظیر موجود ہے کہ حضرت موسیٰ کا مربی بھی فرعون تھا اور رسول کی تربیت بقول آپکے سایۂ عاطفت کفار مین ہوئی۔

قولہ انھون نے ہی داؤدؑ اور موسیٰؑ اور یوشع کی طرح دشمنون کو پامال کیا۔

اقول تو بس معلوم ہوا کہ آپکے خیال مین صرف یہی لوگ تائید اور نصرت خدا کے مورد ہوے اور بقیہ پندرہ نبیون کا جو خدا نے اس آیہ مین ذکر کیا ہے وہ سب بیکار اور غلط ہے۔ حالانکہ خدا نے۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ ایوبؑ۔ یوسفؑ۔ موسیٰؑ۔ ہارونؑ۔ زکریاؑ۔ یحییٰؑ۔ الیسعؑ۔ یونسؑ۔ لوطؑ۔ ابراہیمؑ۔ اسحٰقؑ۔ یعقوبؑ۔ نوحؑ۔ عیسیٰؑ۔ الیاسؑ۔ اسمٰعیلؑ کو ایک درجہ مین ذکر کیا ہے جنمین صرف داؤد و سلیمان۔ یوسف۔ موسیٰ علیہم السلام کو تو البتہ سلطنت بھی کسی درجہ کی ملی تھی۔ اور باقی چودہ آدمی تو ایسے شدائد مین رہے کہ بجز ائمہ اطہار کوئی اونکی نظیر نہین ہو سکتا۔ تو اب دو ہی صورت ہو سکتی ہے ایک یہ کہ خدا جو اپنا احسان حضرت ابراہیمؑ پر ظاہر کر رہا ہے تو یا صرف اس وجہ سے کہ انکو حکومت و بادشاہت ملی۔ تو پھر قول خدا غلط ہوتا ہے کہ دیتا ہے تو وہ سلطنت چار کو اور نام لیتا ہے اٹھارہ کا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اوسکا یہ امتنان و احسان بہ حیثیت سلطنت و حکومت نہین ہے بلکہ بہ اعتبار علم و معرفت و حصول نبوت ہے۔

پس اگر آپ صورت اولی اختیار کرتے ہین کہ یہ بشارت خدا کی بہ اعتبار حکومت و سلطنت دنیوی ہے تو ایک اس وجہ سے غلط ہوئی کہ خدا دیتا ہے سلطنت چار آدمیون کو اور نام لیتا ہے اٹھارہ آدمیون کا۔

پھر اس وجہ سے کہ نسل حضرت ابراہیمؑ مین چار آدمیونکو سلطنت ملی جو سب نبی تھے۔ اور امت محمدیہ مین صدہا شخص کو سلطنت ملی جو قریباً سب کے سب اعلیٰ درجہ کے فاسق و فاجر۔ پھر یہ کیسا وعدہ خدا ہے جو امت سابقہ مین پورا ہوتا ہے مگر اس امت

مین ۔کیونکہ وہان بادشاہت ملی چار کو اور نام لیا گیا اٹھارہ کا اور اس امت مین بادشاہت تو ملی صدہا کو مگر نبوت ایک کو بھی نہین پھر کیسا وعدہ خدا ہے جو کہین بھی سچا نہین ہوتا۔

رہی دوسری صورت کہ مراد اس سے نبوت و علم و معرفت ہو تو بیشک ہر جگہ اسکی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ جتنے اسماے متبرکہ گذرے ہین وہ کل انبیا تھے ۔ اور وہی درجہ اس امت محمدیہ مین ائمہ اطہار کو حاصل ہوا کہ وارث علوم انبیا تھے اور جو شرف و فخر کہ اون انبیا کو حاصل تھا وہی مراتب و مدارج ان حضرات کو بھی بہ اتفاق فریقین حاصل تھے۔

مولف خلافت راشدہ نے صرف اس بنیاد پر کہ وہ خلفاے ثلثہ کو مومن سمجھتے ہین یہ دعوی کیا کہ مراد تائید و نصرت سے سلطنت ظاہری ہے کیونکہ خلفائے ثلثہ کو حاصل تھی اور ائمہ اطہار کو نہین حاصل تھی۔ مگر یہ نہ سمجھے کہ اسمین کیسی خرابی لازم آتی ہے ۔کیونکہ پھر خلفاے بنی امیہ و بنی عباس کے کل شیاطین اسکے مورد ہو جاتے ہین جنکو اس قسم کی سلطنت و بادشاہت حاصل تھی کہ خلفائے ثلثہ کو بھی نہین حاصل تھی ۔ تو کیا وہ اسپر راضی ہین کہ بقول اونکے خدا نے جو وعدہ حضرت ابراہیمؑ سے کیا تھا اور وہی وعدہ رسول کریم سے بھی کیا ۔ اوسکو اس طرح پورا کیا کہ حضرت ابراہیمؑ کو ایسے ایسے خلف صالح عطا فرمائے جو سب نسل ابراہیمی سے ہین اور کل انبیا ہین اور بعض سلاطین ۔ بخلاف اسکے رسول اللہ کی اولاد سے ایک کو بھی نہ منتخب کیا اور غیرون کو سلطنت و حکومت دی بھی تو کل فاسقین و فاجرین ہی ہوے۔

اللہ اللہ یہ نیا مذہب ہے جسنے حصول حکومت و سلطنت کو معیار حقیت قرار دیا ہے اور اس کامیابی کو دلیل حقیت سمجھتے ہین ۔ حالانکہ یہ وہ معیار ہے کہ کسی مذہب والی نے بھی اسکو معیار اپنا نہین بنایا۔

اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ آخر انکو بتکذیب خداوند عالم ۔ فرعون کو خدا ماننا پڑا ۔کیونکہ وہ بادشاہ بھی تھا اور مدعی الوہیت بھی ۔ پھر کیونکر اوسکی خدائی سے منکر ہو سکتے ہین ۔ ملاحظہ ہو

الکتاب الفرقان ابن تیمیہ صہ ۹۵

"انھین لوگون نے کہدیا کہ فرعون چونکہ حکمرانی کے منصب مین صاحب سیف تھا تو اسنے کہدیا کہ مین تمھارا رب برتر ہون × وہ لوگ کہتے ہین کہ فرعون کا کہنا مین تمھارا رب برتر ہون صحیح ہے"

ابن تیمیہ نے اس پر بڑا شور و غل کیا ہے۔ مگر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جس اصول پر آپ چل رہے ہین ایسا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ جو معیار حقیت آپنے قائم کیا ہے اوس سے پھر کسی خلیفہ کسی بادشاہ کے امام برحق مانتے مین تامل نہین ہو سکتا۔

بطلان مذہب مرزا اسکے ساتھ پھر بطلان مذہب مرزا مین بھی آپکو شک نہین ہو سکتا کیونکہ اونکو تو کسی طرح کی دنیوی کامیابی نہ ہوئی جیسا کہ سابقاً مذکور ہو چکا۔ پھر ایسے اصول اختیار کرنے سے کیا فائدہ جس سے نہ مرزائی مذہب کی تائید ہو نہ مذہب اہلسنت کی نہ خوارج کی۔ واللہ یحق الحق ولو کرہ المجرمون۔

رجوع بجواب خلافت راشدہ اب پھر مین اصل عبارت خلافت راشدہ پر آتا ہون

قولہ شیعون نے جس طرح قرآن کریم کی دو ہزار آیتین حضرت علیؑ پر لگائی ہین اس آیت کو بھی ائمہ پر لگایا ہے۔

اقول جس طرح آپکا سب افترا ہے۔ اوسی طرح یہ بھی کہ کہتے ہین شیعون نے دو ہزار آیتین لگائین حالانکہ ہم ایک دفعہ نہین۔ سو مرتبہ بتا چکے ہین اسمین نہ شیعون کا قصور ہے نہ اونکے علما کا بلکہ پہلا مجرم معاذاللہ خداوند عالم ہے جسنے ان آیتونکو نازل کیا دوسرا مجرم معاذاللہ رسول اللہ ہے جسنے اسکا یہ مطلب بتایا تیسرے مجرم وہ صحابہ اور علمائے اہلسنت ہین جنھون نے اس قسم کی روایتین شیعون کو دین اور اونھون نے بصورت مجموعہ آپکے سامنے پیش کیا ملاحظہ ہو صہ ۱۵ حصہ ہذا۔

اس آیہ کا تعلق ائمہ اطہارؑ سے تو ایسا بدیہی ہے کہ کسی سند کی بھی ضرورت نہین کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہین خدا نے جو بمقام شکر نعمت و انعام اسکو ذکر کیا تو اوس سے مقصود مراتب عالیہ نبوت ہے نہ ملک و دولت جوان اٹھارہ پیغمبرون سے صرف چار آدمی کو

ملا تھا بخلاف علم و نبوت کہ اوس مین سب شریک ہین۔ پھر کون عاقل کہ سکتا ہے کہ خدا ایسی نعمت پر فخر کرے جو درجہ پست مین ہے اور صرف چار آدمیون کو ملی ہو۔ اور اوس نعمت کو حقیر جانے جسکا درجہ تمام عالم کے نزدیک ارفع و اعلی ہو اور سب کو ملا ہو

پس جب معلوم ہوا کہ اصلی نعمت وہی حصول مدارج رفیعہ نبوت و علم و کتاب ہے نہ سلطنت و فرمانروائی تو اب دیکھنا چاہیے کہ وہ نعمت اولاد رسول کو ملی۔ یا جہال خلفا کو۔

کیا جناب امیر کے یہ اشعار آپنے نہین سنے ہین رضینا قسمۃ الجبار فینا ٭ لنا علم و للجہال مال۔

قولہ مگر ہر ایک دانشمند بالبداہت سمجھ سکتا ہے کہ ایسی باتین طفل تسلی اور مضحکہ سے بڑھکر نہین ہوتین۔

اقول اگر دانشمندی کا انحصار صرف آپکی ذات مین ہے تو مجبوری ہے۔ ورنہ خود آپکے امام اور اونکے خلیفہ بھی تو اس اعتقاد کے نہین ہین جو آپ ظاہر کر رہے ہین۔

قولہ شیعہ کسی ایک وجود کا بھی تو ثبوت دین کہ نبوت اور ملک کی وراثت اسے ملی ہو۔

اقول شیعہ تو دوازدہ امام کو بحیثیت واحدہ اس کا مصداق جانتے ہین کیونکہ سورہ دہر کا آیہ کریمہ واذا رایت ثم رایت نعیمًا وملکا کبیرًا اونکے پیش نظر ہے کہ خدا نے جو ملک اونکو دیا ہے اوسکو وہ ملک کبیر کہتا ہے تو پھر اوسکے خلاف یہان کیونکر ہو سکتا ہے۔

دیکھیے تفسیر در منثور سیوطی مین ہے صفحہ ۳۰۱ جلد ۶ مطبوعہ مصر

واخرج عبد بن حمید وابن المنذر عن عکرمۃ قال دخل عمر بن الخطاب علی رسول اللہ وھو راقد علی حصیر من جرید قد اثر فی جنبہ فبکی عمر فقال ما یبکیک فقال ذکرت کسری وملکہ وقیصر وملکہ وصاحب الحبشۃ وملکہ وانت رسول اللہ علی حصیر من جرید فقال اما ترضی ان لھم الدنیا ولنا الاخرۃ فانزل اللہ واذا رایت ثم رایت نعیما وملکا کبیرا۔

یعنی عبد بن حمید و ابن المنذر عکرمہ سے روایت کرتے ہین کہ ایکروز عمر خدمت رسالت مین داخل ہوگئے اور وہ حضرت ایک حصیر جو شاخ خرما کی تھی لیٹے ہوئے تھے جسکا نشان حضرت

کے جسم پر پڑ گیا تھا عمر دیکھکر رونے لگے تو حضرت نے پوچھا کیون روتے ہو۔ کہا ہمنے کسرا وقیصر و بادشاہ حبشہ کو یاد کیا۔ اور آپ رسول اللہ ہین مگر ایک بوریا پر لیٹے ہوئے ہین تو حضرت نے فرمایا تو کیا اسپر راضی نہین ہے کہ اونکے لئے دنیا ہو اور ہمارے لیئے آخرت اسی پر خدا نے یہ آیہ نازل کیا۔

دیکھئے چونکہ آپ وہی خیالات رکھتے ہین جو آپکے خلیفہ دوم کے تھے۔ اسلیئے اسی کو دلیل حقیت خلفا جانتے ہین کہ اونھون نے کسری۔ قیصر۔ بادشاہ حبشہ سے بڑھکر حکمرانی کی اور عیش و آرام دنیوی مین منہمک رہے۔

مگر ائمہ طاہرین چونکہ فرزندان رسول اللہ سے تھے لہذا ان حضرات کا وہی خیال تھا جو رسول اللہ نے فرمایا اما ترضی ان لھم الدنیا ولنا الاخرۃ۔

غرضکہ جس ملک کا وعدہ خدا نے اپنے رسول سے کیا تھا۔ وہ تو ائمہ اطہار کو باتفاق فریقین حاصل ہے اور جس ملک کی خواہش آپ کرتے ہین کہ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ معویہ۔ یزید کی طرح ہر طرف حکمرانی ہو حق کا ناحق ہوتا ہو اوس سے جس طرح رسول اللہ محروم تھے جبیر عمر روتے ہین۔ اوسی طرح ائمہ اطہار اوس سے کنارہ کش رہے کیونکہ وہ تو ہر بات مین رسول اللہ کا اتباع چاہتے تھے اور اسی وجہ سے عمر صاحب نے جناب امیر کو خلیفہ ہونے نہ دیا کہ اگر حضرت خلیفہ ہونگے تو جس طرح رسول اللہ اس دنیا کو حقیر و ذلیل سمجھتے تھے اوسی طرح جناب امیر اور ائمہ طاہرین سمجھینگے چنانچہ وہی ہوا بھی کہ جب جناب امیر نے خلافت ظاہری پر قبضہ پایا تو وہی نمونہ دکھایا جو رسول اللہ کا طریقہ تھا۔

قولہ نصرانی بھی کوشش کرتے اور اہل کتاب کو کہتے ہین کہ جلال کے شہزادہ سے مراد یسوع مسیح ہے۔ اور وہ موعود جس کے انتظار مین یہود تھے کہ ان کو غلامی سے نجات دیگا اور غیر قومون پر انھین غالب کریگا وہ یسوع مسیح ہے۔ اور یہود کے انکار اور مطالبہ پر کہ کونسا جلال اسکا ظاہر ہوا اور یہود کو کس غلامی سے اس نے نجات دی جواب دیتے ہین کہ جلال سے مراد روحانی جلال ہے اور نجات سے مراد روحانی یا گناہون سے نجات ہے۔ وہ دُہائی دے دیکر کہتے ہین کہ ہم پس رہے ہین۔ غیر قومون کے

جوے کے نیچے ہماری گردنین زخمی ہوگئی ہین۔ ہمین موسی کی طرح ایک نجات دہندہ درکار ہے۔ گناہ سے نجات یا روحانی نجات ایک مخفی بات اور راز کی بات ہے اور ہر شخص باطل کا پرستار ایسا دعوی کرسکتا ہے۔ اس دعوی کا بین ثبوت ہی کیا ہے مگر عیسائی منہ زوری اور شوخی سے یہی جواب دیتے چلے جاتے ہین کہ تم مانو نہ مانو یہی بات ہے یہی حال اس دعوی کا ہے جو محبان اہل بیت پیش کرتے ہین کہ آل ابراہیم حضرت صدیق نے دونون ثبوت اپنے وجود سے [illegible] نبوت اور ملک کا مقتدر سلسلہ جاری ہوا۔ یہ ایسا بین اور بدیہی دعوی اور بادلیل دعوی ہے کہ یہودی اور عیسائی ان ثبوتون کے مقابل دم نہین مار سکتے پس جبکہ ایک واضح ثبوت خدا کے پہلے وعدون کا اور قرآن کریم کی سچائی اور رسالت محمدیہ کا ابوبکر کے وسیلہ سے ہمارے پاس موجود ہے، تو ایک گمزور بات کو پیش کرکے کہ ملک سے مراد روحانی ملک ہے سارے دعوون اور وعدون اور پیشگوئیون کی مٹی پلید کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ داؤد اور عیسی ابن مریم اور قرآن کریم کی زبان سے ملعون یہودی یہ دعوی نہ کرین کہ ابراہیم سے خدا کا وعدہ تا ملک و نبوت کا روحانی طور پر اب تک ہمارے حق مین صادق ہے بتاؤ کس برہان سے اس دعوی کو توڑوگے

اقول نصرانی کی کوششون کو تو اونکے ساتھ رہنے دیجئے مگر شیعون کی کوشش تو کبھی یہ نہین رہی کہ وہ اپنے ائمہ اطہار کے دنیوی اقتدار کو ثابت کرین۔ بلکہ اونکی کوشش یہی رہی کہ ائمہ اطہار کی سیرت کو مطابق سیرت و رفتار رسول اللہ ثابت کرین جس مین اون کو ایسی کامیابی ہوئی کہ نہ کسی کو ہوئی ہے نہ ہوگی۔

دیکھئے آپکے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی غلبہ انبیا و رسل کی نسبت کیا ارشاد فرماتے ہین ملاحظہ ہو الوصیت صد

"یہ خدا تعالی کی سنت ہے اور جب سے کہ اوسنے انسان کو زمین مین پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے جیسا کہ فرمایا کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی یعنی خدا تعالی نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اوسکے نبی غالب رہینگے اور غلبہ سے مراد یہ ہے جیسا کہ

رسولون اور نبیون کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور
اسکا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالی قوی نشانون کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر
کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا مین پھیلانا چاہتے ہین اس کی تخم ریزی
انھین کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اسکی پوری تکمیل انکے ہاتھ سے نہین کرتا بلکہ
ایسے وقت مین انکو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے
مخالفون کو ہنسنے اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا
کر چکے تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے
جنکے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی طرح ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہین "
الحکم صنہ ۱ جلد ۱۱۔

اب تم اپنے امام بلکہ رسول کی تحقیق کو دیکھو کہ اونھون نے غلبہ سے کیا مراد لیا ہے
اور پھر اسکو دیکھو کہ ائمہ طاہرین کو وہ غلبہ حاصل تھا یا نہین کیونکہ اگر غلبہ سے مراد
سلطنت ظاہری لیا جائے تو پھر بجز حضرت موسی و یوشع بن نون و حضرت داؤد
و حضرت یوسف و سلیمان کوئی رسول نہین ہوتا اور کلام خدا لاغلبن انا و رسلی
غلط ہوتا ہے۔ بلکہ حضرت موسی بھی نکل جاتے ہین کیونکہ اونکا زمانہ بھی مثل زمانہ
جناب رسالتمآب سلطنت ظاہری سے خالی تھا۔ اسی لئے مرزا صاحب نے جو
بہ نسبت آپکے کچھ عقلمند تھے وہ راہ نہ اختیار کی جو آپکی ہے کیونکہ اس سے صرف
اون انبیا کی نبوت سے انکار لازم آتا ہے جو تماماً سلطنت دنیوی سے محروم تھے
بلکہ خود مرزا صاحب کی نبوت بھی جاتی تھی جو شب و روز کچہریون مین دوڑا کرتے۔

اب دیکھو اس طرح کا غلبہ ائمہ اطہار کو حاصل ہوا یا نہین جو عین غلبہ رسول اللہ ہے
کیونکہ خدا کا اٹل قانون جو لا اکراہ فی الدین ہے وہ اوس وقت ممکن ہو سکتا ہے
جبکہ ہادی و راہبر ایسی مظلومیت مین ہو کہ کوئی گمان بھی نہ کر سکے اسکے زور اقتدار اور
حشمت و جاہ نے کسی کو اوسکی پیروی پر مجبور کیا۔

اسی لئے رسول اللہ کو تیرہ برس تک ایسی مظلومیت و مقہوریت مین رکھا کہ دنیا مین

اوسکی کوئی نظیر نہین ملتی اوسکے ساتھ اسلام نے ایسی ترقی کی کہ عقل انسانی دنگ ہو ہان چونکہ یہ دین مقدس خاتم بلکہ ناسخ الادیان اسلیئے خداوند عالم نے اپنے مصالح مخصوصہ سے چند دنون کیلئے ظاہری اقتدار بھی ایسا عطا کیا کہ کفار مغلوب و نگونسار ہوئے اور دین حق کا غلبہ ظاہر ہوا۔ مگر اسکے ساتھ باطنی حالت حضرت کی وہی رہی کہ عمر روتے رہے کسری و قیصر تو اس آسایش سے رہین اور رسول اس مصیبت مین۔

غرض چونکہ اصلی منشاء الہی یہی تھا کہ اوسکا دین حق بزور حکومت نہ پھیلے بلکہ محض حجت و براہین سے اسی لئے اوسنے نائبان و قائم مقامان رسول کو اوسی حالت مین رکھا جس حالت مین رسول اللہ تھے تاکہ جو مومن خالص ہوگا وہ اوسی راہ کو اختیار کریگا جو عین حق اور مطابق مرضی خدا ہو۔

اب دیکھو جو زمانہ رسول اللہ کا تھا وہ کیا تھا کہ گو تمام عرب پر آپکا اقتدار مسلم ہو چکا تھا مگر حضرت کی حالت وہی فقیرانہ تھی۔ آپکے انتقال پر یارون نے کیا کیا کرشمے دکھائے رسول کا جنازہ بے گور و کفن چھوڑ گیا۔ دنیا طلبی کے لئے سقیفہ مین دنگل جما۔ مگر جو حقیقی خلیفہ رسول تھا وہ اپنے فرض منصبی سے ایک قدم نہ ہٹا اور سب کچھ دیکھتا رہا کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے۔ مگر وہ خدا کی حجت زمین پر پوری کرنے کیلئے وہی کرتا رہا جو رسول اوسکے سپرد کر گئے تھے۔ اور اس طرح اوسکو پورا کیا کہ کسی سے نہو سکا۔

اسی لئے تو خدا نے جس روز آنحضرت نے اپنے حقیقی خلیفہ کو تمام عالم کے سامنے بروز غدیر جانشین بنایا اوسی روز آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل کیا۔ کیونکہ خدا جانتا تھا حق باتون کی تکمیل ابھی رسول سے نہین ہوئی اوسکا تکمل یہی ہے اور اسکے سچے جانشین۔

آپ زیادہ گھبرائیے نہین وہ بات صرف یہی تھی کہ مثل رسول تابع مرضی مولی رہے اسی کی تکمیل جناب امیر سے متعلق تھی کیونکہ رسول اللہ نے اپنے تئیس برس زمانہ نبوت مین تمام عالم کو بتایا اصل چیز آخرت ہے دنیا کوئی چیز نہین صحابہ نے ظاہری باتونکو مانا اسلام لائے نماز و روزہ کرنے لگے مگر طمع دنیا اونکے دلسے نہ گئی۔

اسلئے ضرور تھا رسول اللہ کا سچا جانشین دکھائے کہ واقعاً دنیا کوئی چیز نہین جو کچھ ہے آخرت ہے اسیکو جناب امیرؑ نے دکھایا اسی کو ائمہ طاہرین نے۔

دیکھئے جب خلافت پر قبضہ غیرون نے پایا ہے تو کیسے کیسے ٹھٹھے اور کیسے کیسے طعن و تشنیع جناب امیرؑ کو دیئے کہ ابوبکر نے کہا مالی اراک متحازنا اے علیؑ تم غمگین کیون دکھائی دیتے ہو۔ جناب امیرؑ فرماتے ہین اعنانی مالم یعنک ہمکو اوسی بات نے غمگین کیا ہے جس سے تجھے کوئی رنج نہین پہونچا۔

کیا آپ دنیا مین کوئی نظیر اس طعن و تشنیع کی دکھا سکتے ہین کہ کسی کا مربی۔ ولی نعمت ابن عم۔ خسر مرجائے اور اوسکی املاک پر دوسرے لوگ قابض ہون اور وہ اس طرح کا طعنہ دین۔

جناب امیرؑ نے سب کو برداشت کیا اور جو خدمت ترویج آپ سے متعلق تھی اوسکو انجام دیتے رہے یہانتک کہ جب وہ ہنسی ٹھٹھا طعن تشنیع کا زمانہ ختم ہوا۔ ابوبکر۔ عمر اپنے مقر پر پہونچ گئے۔ عثمان بھی اوسی قاعدہ سے خلیفہ بنے۔ مگر انکے اعمال سب پر ظاہر ہوئے اور صحابہ اپنی کرتوت پر پچتائے کہ ہمنے کیا کیا خلیفہ رسول کو محروم کر کے کیا نتیجہ پایا کہ آپس ہی مین جوتی پیزار ہونے لگی۔ خونریزی شروع ہوگئی۔ تو سب نے جناب امیرؑ کو مجبور کیا کہ آپ خلافت کی باگ اپنے ہاتھون لیجئے۔

غرض جو منشا آنحضرتؐ کا تھا کہ خدا کی حجت زمین ایسی پوری ہوجائے کہ اوسکا مقابلہ کوئی نہ کرسکے اوسکی ابتدا خود حضرت نے کی اور آپکے بعد جناب امیرؑ نے یہانتک کہ جناب امام حسینؑ کی باری آئی اور آپنے وہ کیا جو کسی سے نہو سکا نہ قیامت تک ہوگا اسکے خلاف اگر مولف خلافت راشدہ کا قول مانا جائے کہ غلبہ سے مراد روحانی غلبہ نہین ہے۔ حجت برہان کی قوت نہین مراد ہے بلکہ ظاہری سلطنت و قوت و شوکت تو پھر وہی انصاف سے بتائین۔ عمر ابوبکر عثمان اور یزید و عبدالملک مین کیا فرق رہتا ہے حالانکہ وہ یقیناً یزید کی خلافت کو اس منشا کے مطابق نہین مانتے۔ لکھتے ہین گناہ سے نجات یا روحانی نجات مخفی بات اور راز کی بات ہے اور ہر شخص

باطل کا پرستار ایسا دعوی کرسکتا ہے۔

اقول افسوس کہ آپ اوس زمانہ مین نہوے ورنہ کفار کو بھی سمجھاتے اور اسلام لانے سے روکتے۔ مگر خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپکو اوس زمانہ مین نہ پیدا کیا۔ اور تیرہ برس تک آنحضرت اسی حالت مین رہے کہ محض روحانی نجات کی امید پر لوگونکو مسلمان بناتے یہانتک کہ جب آپ مدینہ مین بھی آئے اور فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا تب بھی جسنے اسلام قبول کیا روحانی نجات کی امید پر اگرچہ دنیادارون نے دوسری امیدون پر اسلام قبول کیا۔ مگر ظاہر سب نے یہی کہا کہ ہم روحانی نجات کی امید پر ایمان لاتے ہین نہ اس امید پر کہ اس سے خلافت وحکومت ملیگی۔

قولہ ہم کہتے ہین کہ آل ابراہیم حضرت صدیق نے دونون ثبوت اپنے وجود سے دیئے

اقول مگر افسوس آپنے دعوی تو یہ کیا تھا دعا اب اگر یہ وعدہ رسول کریم ہم کے حق مین پورا نہین ہوا تو نبوت کا سارا شیرازہ اودھڑ گیا،، صا

جس سے معلوم ہوا کہ جو وعدہ حضرت ابراہیم سے تھا وہی رسول اللہ سے تھا۔ پھر یہ کہنا کیسا وو آل ابراہیم حضرت صدیق نے دونون ثبوت اپنے وجود سے دیا،، کیونکہ یہان بحث تو وعدہ حضرت ابراہیم کی نہین ہے۔ بلکہ وعدہ رسول کریم کی ہے جو ہر طور باطل ہوا۔ کیونکہ اگر صدیق نے ثبوت دیا تو اوس وعدہ کا جو حضرت ابراہیم سے تھا نہ اوس وعدہ کا جو آنحضرت سے تھا تو خود آپکا قول آپکی تحقیق سے باطل ہوا۔

پھر آپ صدیق کا کیون نام لیتے ہین۔ یزید کو کیون نہین کہتے کیونکہ جیسا آل ابراہیم سے آپکے ابوبکر تھے ویسا ہی بلکہ اوس سے بمدارج افضل یزید بھی آل ابراہیم تھا اور وسنے اپنے وجود سے ایسا بیّن ثبوت دیا کہ جو خانہ کعبہ بقول مرزا حیرت بتخانہ بنا تھا اوسے دونکو یزید نے جلوایا۔ جس روضۂ رسول کو اہلحدیث صنمخانہ کہتے ہین اوسکو یزید نے پامال کرایا۔ پھر اسکو چھوڑکر آپکا ابوبکر کے پاس جانا کمال درجہ کی نادانی ہے۔

قولہ بعد آپکے نبوت و ملک کا مقتدر سلسلہ شروع ہوا اقول تو پھر رسول اللہ کا بیٹا حق لیتے ہو ابوبکر ہی پر ایمان لاؤ اونھین کو رسول مانو۔ مگر افسوس مرزا غلام محمد

قادیانی تو صدیقی بھی نہین۔ بلکہ فاروقی ہین۔

قولہ یہ ایسا بین اور بدیہی دعوی ہے **اقول** مگر اب تو عیسائیون کے سامنے یہ دعوی ہوا ہوگیا کیونکہ اب وہی تمام دنیا کے بادشاہ ہین مسلمانون کی سلطنت خاک ہین ملگئی لہذا اب عیسائی ہونا چاہیئے۔

قولہ پس جبکہ ایک واضح ثبوت **اقول** بیشک جسکی لاٹھی اوسکی بھینس بہت درست ہے مگر یہ تو فرمایئے کہ پھر آپ مرزائی کیونکر رہے۔ کیونکہ نہ خود خلیفہ ہوئے نہ ملک کا مقتدر کیا غیر مقتدر سلسلہ بھی تو اون سے جاری نہو سکا۔

قولہ کیا وجہ ہے کہ داؤد اور عیسیٰ ابن مریم **اقول** یہودیون کی کتاب تو ہمنے دیکھی نہین مگر عیسائیون کا دعوی اور اون کی دلیل سب آپکے پیش نظر ہے کہ کس طرح کا غلبہ اونھون نے عام طور پر حاصل کیا ہے کہ آپ ایسے ہزارون علمائے اہلسنت اونکو اولی الامر مان رہے ہین بیحیائی اور ہٹ دھرمی کا جواب نہین۔

اس تقریر کا خلاصہ تو سبکو معلوم ہوا کہ چونکہ **خلافت حکومت** سلطنت انھین لوگون کو ملی جو ابوبکر کے طرفدار تھے۔ لہذا یہی مذہب حق ہے۔

مگر ہمارے اس تقریر پر تو اصل اسلام ہی رخصت ہوتا ہے خواہ سنی ہو یا شیعہ کیونکہ خدا نے جو وعدہ فرمایا تھا لیظہرہ علی الدین کلہ وہ ابھی تک پورا نہین ہوا جس کے نسبت خود امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ وہ بزمانہ حضرت مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ پورا ہوگا۔

اگر آپکو حقیت ائمہ اطہار مین اس وجہ سے شک ہے کہ وہ حضرات اس دنیا مین مورد محن رہے تو اپنے مرزا صاحب کا کلام دیکھئے جو الحکم قادیان ۲۳ جلد ۱۸ مورخہ ۱۲ جون سنہ ۱۹۱۴ء مین شایع ہوا۔

"اس مین شک نہین کہ مفتری بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص کہے کہ مین خدا تعالی کی طرف سے ہون اور اسکے الہام اور کلام سے مشرف ہون حالانکہ وہ نہ خدا تعالی کی طرف سے ہے نہ اسکے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت بری

موت سے مرتا ہے اور اسکا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔ لیکن جو اسکی
طرف سے ہین وہ مر کر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہین۔ کیونکہ خدا تعالی کے فضل کا ہاتھ ہوتا ہے
اور سچائی کی روح ان کے اندر ہوتی ہے اگر وہ آزمایشون سے کچلے جاوین اور پیسے
جاوین اور خاک کے ساتھ ملائے جاوین اور چارون طرفون سے ان پر لعن وطعن کی
بارشین ہون اور اُن کے تباہ کرنے کیلئے سارا زمانہ منصوبے کرے تب بھی وہ ہلاک
نہین ہوتے کیون نہین ہوتے ؟۔ اس سچے پیوند کی برکت سے جو ان کو محبوب حقیقی
کے ساتھ ہوتا ہے۔ خدا ان پر سب سے زیادہ مصیبتین نازل کرتا ہے مگر اسلئے نہین
کہ تباہ ہو جاوین بلکہ اسلئے کہ زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول مین ترقی کرین۔ ہر
یک جوہر قابل کیلئے یہی قانون قدرت ہے کہ اول صدمات کا تختہ مشق ہوتا ہے
مثلاً اس زمین کو جب کسان کئی مہینہ تک اپنی قلبہ رانی کا تختہ مشق رکھتا ہے
اور ہل چلانے سے اسکا جگر پھاڑتا رہتا ہے یہانتک کہ وہ زمین جو پتھر کی طرح سخت
اور درشت معلوم ہوتی ہے سرمہ کی طرح پس جاتی ہے۔ اور ہوا اس کو ادہر ادہر اوڑاتی
ہے اور پریشان کرتی رہتی ہے اور وہ بہت ہی خستہ شکستہ اور کمزور معلوم ہوتی ہو
اور ایک انجان سمجھتا ہے کہ کسان نے چنگی بھلی زمین کو خراب کر دیا۔ اور بیٹھنے اور
لیٹنے کے لایق نہ رہی۔ لیکن اس دانا کسان کا فعل عبث نہین ہوتا۔ وہ خوب جانتا ہے
کہ اس زمین کا اعلی جوہر بجز اس درجہ کے کوفت کے نمودار نہین ہو سکتا۔ اسی طرح
کسان اس زمین مین بہت عمدہ قسم کے دانے تخم ریزی کے وقت بکھیر دیتا ہے اور
وہ دانے خاک مین ملکر اپنی شکل اور حالت کے قریب قریب مٹی کے ہو جاتے ہین اور
ان کا وہ رنگ وروپ سب جاتا رہتا ہے۔ لیکن وہ دانا کسان اسلئے ان کو مٹی مین
پھینکتا ہے کہ تا ایک ایک دانہ ہزار ہزار دانہ ہو کر نکلے اور وہ بڑھین اور پھولین
اور ان مین برکت پیدا ہو اور خدا کے بندون کو نفع پہونچے۔

پس اسی طرح وہ حقیقی کسان کبھی اپنے خاص بندون کو مٹی مین پھینک دیتا ہے
اور لوگ انکے اوپر چلتے ہین اور پیرون کے نیچے کچلتے ہین اور ہر ایک طرح سے انکی

ذلت ظاہر ہوتی ہے۔ تب تھوڑے دنون کے بعد وہ دانے سبزہ کی شکل پر ہو کر نکلتے ہین اور ایک عجیب رنگ اور شکل و روپ کیساتھ نمودار ہوتے ہین جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔

یہی قدیم سے برگزیدہ لوگون کے ساتھ سنت اللہ ہے کہ وہ ورطۂ عظیمہ مین ڈالے جاتے ہین لیکن غرق کرنے کیلئے نہین بلکہ اسلئے کہ تا ان موتیون کے وارث ہون کہ جو دریاے وحدت کے نیچے ہین اور وہ آگ مین ڈالے جاتے ہین۔ لیکن اسلئے نہین کہ جلائے جائین بلکہ اسلئے کہ خدا تعالی کی قدرتین ظاہر ہون۔ اور ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ اور لعنت کی جاتی ہے اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے ہین۔ اور دکھ دئے جاتے ہین۔ اور طرح طرح کی بولیان انکی نسبت بولی جاتی ہین۔ اور بدظنیان بڑھ جاتی ہین۔ یہان تک کہ بہتون کے خیال و گمان مین بھی نہین ہوتا کہ وہ سچے ہین بلکہ جو شخص ان کو دکھ دیتا ہے اور لعنتین بھیجتا ہے وہ اپنے دل مین خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہون۔ پس ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے اور اگر اس برگزیدہ و بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو۔ تو خدا تعالی ان کو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلون نے صبر کیا۔ اور فرماتا ہے کہ مین ساتھ ہون سنتا ہون۔ سنتا ہون اور دیکھتا ہون پس وہ صبر کرتا رہتا ہے یہانتک کہ امر مقدر اپنی مدت مقررہ تک پہونچ جاتا ہے۔ تب غیرت الہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلی مین اعدا کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اول نوبت دشمنون کی ہوتی ہے اور اخیر مین اسکی نوبت آتی ہے"

اب اپنے مرزا کی تحریر دیکھو اور اپنے بیان پر غور کرو کہ ائمہ علیہم السلام کیساتھ تو وہی ہوا جو کل انبیا کے ساتھ ہوا کیونکہ اصلی ح وارث اسلام وہی تھے۔ اسلام کی تعلیم اونھین کی تعلیمات مین مضمر تھی اسلئے ضرور تھا کہ خدا اون حضرات پر اون امتحانون کو جاری کرے جو خود رسول پر نہین ہوئے تھے تاکہ معلوم ہو یہی اصلی وارث اسلام ہین۔ اور انکے مخالفین ویسے ہی دنیاوی کامیابی حاصل کرین جیسا کہ

کل انبیا کے مخالفین ومعاندین کو کامیابی رہی۔
چونکہ ہمکو بعلم الیقین معلوم ہے کہ تم خود اپنی تحریر کو لغو اور غلط جانتے ہو کہ محض عوام کے اغوا کیلئے اس طرح لکھدیا اسلئے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں مگر ایک جملہ تمھارے ابن تیمیہ کا لکھدیتے ہین جس سے معلوم ہو کہ اسلام کی حقیت غلبہ وسلطنت سے نہیں ہے بلکہ محض دلیل وبرہان سے۔ اور وہی دلیل وبرہان شیعون کے ہاتھ مین ہے جس سے تمام سنی منہ کی کھارہے ہین حالانکہ کثرت وقوت مین وہ کفار مکہ سے بھی بڑھے ہوئے ہین۔ ابن تیمیہ الجواب الصحیح مین لکھتے ہین ص۶۷

الوجہ السادس انہ من المعلوم ان القتال انما شرع للضرورۃ ولو ان الناس امنوا بالبرھان والایات لما احتیج الی القتال فبیان ایات الاسلام وبراہینہ واجب مطلقاً وجوداً اصلیا واما الجہاد فمشروع للضرورۃ فکیف یکون ھذا مانعًا من ذلک فان قیل الاسلام قد ظہرت اعلامہ وایاتہ فلم یبق حاجۃ الی اظہار ایاتہ وانما یحتاج الی السیف۔ قیل معلوم ان اللہ وعد باظہارہ علی الدین کلہ ظہور علم وبیان وظہور سیف وسنان فقال تعالیٰ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون وقد فسر العلماء ظہورہ بھذا وھذا ولفظ الظہور یتناولہما فان ظہور الھدی بالعلم والبیان وظہور الدین بالید والعمل واللہ ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ومعلوم ان ظہور الاسلام بالعلم والبیان قبل ظہورہ بالید والقتال فان النبی مکث بمکہ ثلاث عشرسنۃ یظہر الاسلام بالعلم والبیان والایات والبراھین فامنت بہ المہاجرین والانصار طوعا واختیارا بغیر سیف لما بان لہم من الایات البینات والبراھین والمعجزات ثم اظہرہ بالسیف فاذا وجب علینا جہاد الکفار بالسیف ابتداء او دفعا فلان یجب علینا بیان الاسلام واعلامہ ابتداء او دفعا لمن یطعن فیہ بطریق الاولیٰ

دالاخری فان وجوب هذا قبل وجوب ذالک ومنفعته قبل منفعته و معلوم انه یحتاج کل وقت الی السیف فلذلک هو محتاج الی العلم والبیان و اظهاره بالعلم والبیان من جنس اظهاره بالسیف وهو ظهور مجمل علا به علی کل دین مع ان کثیرا من الکفار لم یقهره سیف فلذلک کثیر من الناس لم یظهر لهم آیاته وبراهینه بل قد یقدحون فیه ویقیمون حججهم علی بطلانه ولاسیما والمقهورون بالسیف فیهم منافقون کثیرون فهولاء جهادهم بالعلم والبیان دون السیف والسنان صـ

یعنی وجہ سادس یہ ہے کہ بدیہی ہے کہ جہاد جو جائز کیا گیا ہے تو محض بضرورت اور اگر سب لوگ ایمان لاتے براہین وآیات سے تو ہرگز جہاد کی ضرورت نہوتی۔ تو بیان آیات وبراہین اسلام واجب ہے مطلقاً اور اصلاً۔ بخلاف جہاد کہ اوسکی مشروعیت محض ضرورت کیلئے ہے تو پھر یہ جہاد اصل حکم اظہار اسلام سے بقوت علم وبیان کیونکر مانع ہوسکتا ہی۔

اب اگر کہو کہ اسلام کی آیات وعلامات ظاہر ہوچکی ہیں۔ اب حاجت اظہار آیات نہین ہی بلکہ تلوار کی ضرورت ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ خدا نے وعدہ کیا ہے اس دین کے اظہار کا تمامی ادیان پر بظہور علم وبیان وظہور سیف وسنان جیسا کہ فرماتا ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله۔ اور اسکی تفسیر علما نے یوہی کی ہے کہ علم وبیان سے بھی اظہار ہوگا اور سیف وسنان سے بھی۔ اور لفظ ظہور دونو کو شامل ہے کیونکہ ظہور ہدایت بعلم وبیان ہے اور ظہور دین بید وعمل۔ اور خدا نے اپنے رسول کو بھیجا ہے ساتھ ہدایت ودین حق کے۔ اور معلوم ہے کہ ظہور اسلام بعلم وبیان قبل ظہور بید وقتال ہے۔ کیونکہ حضرت تیرہ برس تک مکہ مین رہے جس مین اسلام کو علم وبیان سے ظاہر کرتے رہے کہ مہاجرین وانصار نے بالکل خوشی سے ایمان قبول کیا نہ وہان تلوار تھی نہ کسی طرح کا جبر وتعدی۔ بلکہ معجزات وآیات وبراہین سے وہ ایمان لائے۔ اوسکے بعد تلوار سے ظاہر کیا۔ تو جب ابتدا تمکین جہاد کفار تلوار سے واجب ہو تو اگر اوسکے پہلے بھی بیان اسلام آیات واعلام سے واجب ہو تو

وہ زیادہ اولی ہوگا کیونکہ اسکا وجوب قبل وجوب جہاد ہے اور اوسکا نفع مقدم ہے اسکے نفع پر اور یہ بدیہی ہے کہ اسلام ہر وقت تلوار کا محتاج ہے تو وہ علم وبیان کا بھی محتاج ہے۔ اور اظہار اوسکا بعلم وبیان جنس اظہار بالسیف سے ہے۔ اور وہ ظہور اجمالی ہی جس سے وہ تمامی ادیان پر غالب آیا۔ حالانکہ بہت سے کفار ایسے ہین کہ اونپر اس تلوار کا کوئی اثر نہین پڑا۔ اسی طرح بہت سے آدمی ایسے ہین جنکو اوسکے آیات وبراہین نہین پہونچے۔ بلکہ اور قدح کرتے ہین اور اپنی حجتین اسکے بطلان پر قایم کرتے ہین خاص کر اس وجہ سے کہ جنلوگون نے قہر وغلبہ کیا تلوار سے اکثر اون مین منافق ہین تو ان لوگون سے جہاد بعلم وبیان ہونا چاہیئے نہ بہ سیف وسنان انتہی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت کو اپنی سلطانی قوت پر ایسا غرہ آگیا تھا کہ سرے سے وہ دلیل وبرہان کی ضرورت ہی نہ سمجھتے بلکہ صرف تلوار پر غرہ تھا کہ اب جو کچھ واجب ہے جہاد ہے جسکو کس مشکل سے ابن تیمیہ نے باطل کیا ہے خصوصًا اس وجہ سے کہ جن لوگون نے بزور قوت وسلطنت غلبہ حاصل کیا اکثر اون مین منافق تھے تو ایسی حالت مین اور بھی ضرورت ہے اسکی کہ علم وبیان سے کام لیا جائے۔

اب آپ آنکھ کھول کر تمام دنیا کے مذاہب مین غور فرمایئے اور دیکھئے وہ کونسا مذہب حق ہے جسنے محض حقیت سے غلبہ حاصل کیا بجز فرقہ شیعہ۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات ائمہ اطہار کو کسی طرح دنیوی اقتدار نہ دیا گیا کہ اگر اس حقیت کے ساتھ دنیوی اقتدار بھی ملتا تو تمام عالم اسی مذہب حق کی طرف رجوع ہوتا۔ مگر وہ وعدہ الہی نہ پورا ہوتا لا اکراہ فی الدین کیونکہ ظاہری اقتدار بجائے خود ایک ذریعہ جبر واکراہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ خود جناب رسالتمآب کو وہ ثروت واقتدار نہ ملا جو خلفائے ثلثہ کو حاصل تھا۔ کیونکہ اگر حضرت کو وہ ظاہری اقتدار بھی ملتا اور لوگ اسلام لاتے تو یہ نہ کہا جاتا کہ انہون نے برضاء ورغبت اسلام قبول کیا اسی لئے خداوند عالم اوس اسلام مین تفرقہ بتاتا ہے جو اگرچہ حضرت کے زمانہ مین ہوا مگر کچھ تو وہ ہے جو قبل ہجرت ہے کچھ وہ ہے جو بعد ہجرت کچھ وہ ہے جو قبل فتح مکہ ہے۔ اور کچھ وہ ہے جو بعد فتح مکہ لا یستوی منکم

من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ واللہ بما تعملون خبیر۔

آپ اگر اسکی تحقیقات چاہتے ہین کہ خلفائے ثلثہ کا زمانہ کیسا تھا جس ہین قہر وغلبہ تلوار سے ہوا اور اکثر اون مین منافق تھے۔

اشاعت اسلام بزور شمشیر تو شاہ ولی اللہ صاحب قول جمیل مین ملاحظہ ہو فالحق ان البیعۃ علی اقسام منہا بیعۃ الخلافۃ ومنہا بیعۃ الاسلام ومنہا بیعۃ التمسک بحبل التقوی ومنہا بیعۃ الھجرۃ والجہاد ومنہا بیعۃ التوثق فی الجہاد وکانت بیعۃ الاسلام متروکۃ فی زمن الخلفاء اما فی زمن الراشدین منہم فلان دخول الناس فی الاسلام فی ایامہم کان غالبا بالقہر والسیف لا بالتالیف واظہار البرہان ولا طوعا ولا رغبۃ واما فی غیرہم فلانہم کانوا فی الاکثر ظلمۃ فسقۃ لا یہتمون باقامۃ السنن۔ اسکا ترجمہ جو کہ مولوی خرم علی کا قول جمیل کے ساتھ چھپا ہوا ہے جسکا نام شفاء العلیل ہے یہ ہے خلفائے راشدین کے وقت مین بیعت اسلام اس واسطے متروک تھی کہ داخل ہونا لوگون کا اسلام مین انکے ایام مین اکثر بسبب شوکت اور تلوار کے تھا نہ بسبب تالیف قلوب اور اظہار دلیل اسلام کے اور نہ دخول اسلام اپنی خوشی اور رغبت پر تھا اور خلفائے راشدین کے سوا اور خلفا کے وقت مین چنانچہ خلفائے مروانیہ اور عباسیہ کے وقت مین اس واسطے بیعت اسلام متروک تھی کہ ان مین اکثر ظالم اور فاسق تھے اقامت سنن دین مین کوشش بلیغ نہ کرتے تھے صفحہ ۶ تشحیذ الاذہان (یہ رسالہ میان محمود خلیفہ دوم مرزا قادیانی کی اڈیٹری سے نکلتا ہے)

اب **تحقیقات ابن تیمیہ** لاسیما والمقہورون بالسیف فہم منافقون کثیرون کہ جن لوگون نے بذریعہ قہر وغلبہ حاصل کیا اکثر اون مین منافق ہین۔

اور تحقیقات شاہ ولی اللہ کہ زمانہ خلفائے راشدین مین دخول الناس فی الاسلام کان غالبا بالقہر والسیف کہ خلفائے راشدین کے زمانہ مین جو لوگ اسلام لاتے

تھے زیادہ تر بسبب شوکت اور تلوار کے تھا۔ ملاکر نتیجہ ملا یہ لیجئے کہ آپکے خلفا کیا ہوئے اور بجز ائمہ اطہار علیہم السلام وہ کون تھا جو عین منشاء الہی کے مطابق اسکی دعوت دی اور لوگ اسلام حق قبول کریں۔ کیونکہ زمانہ خلفائے راشدین اور کل خلفا تو اس جبر و تشدد میں سے طے ہوا کہ بجبر و اکراہ لوگون کو مسلمان بنایا۔ تو اب اگر وہ حضرات داعی اسلام حقیقی نہ مانے جائیں تو لازم آتا ہے دعوت اسلام حضرت کے ساتھ ختم ہو حالانکہ وعدہ الہی ہے کہ تا قیامت رہیگا۔ اسی لئے تمامی فرقہ حقہ شیعہ عموماً اور سمجھداران اہلسنت بھی اس کے قائل ہیں کہ ایک شخص ذریت رسول سے جو داعی حقیقی ہے اسلام کا ہمیشہ باقی رہے گا اور وہی مہدی موعود علیہ السلام ہیں۔

مرزا صاحب کو اس کا نتیجہ کیا ملا۔ چونکہ اہلسنت کا قاعدہ ہے کہ اپنی ذاتی غرض کیلئے نہ اونکو تحریف کرنے مین عذر ہوتا ہے نہ تاویل کرنے مین لہذا مرزا صاحب نے ان سب حقائق مظلومیت و مقہوریت انبیا کے بعد نتیجہ یہ نکالنا چاہا تھا کہ اپنے کامیابی کی آیندہ زمانہ مین بشارت دین چنانچہ فرماتے ہین۔

اسی طرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتین کرینگے اور بہت ستائینگے لیکن آخر نصرت الہی تیرے شامل ہوگی اور خدا دشمنون کو مغلوب اور شرمندہ کریگا"

پھر لکھتے ہین "خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ مین آخر کار تجھے فتح دونگا اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کردونگا اور تجھے غلبہ دونگا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہیگی اور فرمایا کہ مین زور اور حملون سے تیری سچائی ظاہر کردونگا الحکم صفحہ ۳ جلد ۱

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کا مقصد اوس بیان سے یہی تھا کہ اپنی نافہم قوم کو تسکین دین اور انبیا و اولیا کے حالات سے اونکو مطمئن کرین۔ مگر خداوند عالم نے جس طرح مسیلمہ اور خلفائے ثلثہ کے حالات کو تمام عالم پر ظاہر کردیا کہ کوئی فعل ان لوگون کا تقوی اور خشیت الہی سے نہ تھا بلکہ محض دنیاداری و اتباع نفس اون کا مطلب تھا۔ اسی طرح بہت جلد اوس نے مرزا صاحب کے حالات کو تمام عالم پر ظاہر کردیا۔

کیونکہ مرزا صاحب نے بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کیا۔ اور آج یکم اگست ۱۹۱۴ء ہے اس
چھ سال مین دو خلیفہ ہوے ایک نورالدین جو بتاریخ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء فوت ہوے۔ دوسرے
اونکے بیٹے میان محمود جو آج زیب دہ تخت خلافت ہین مگر اس چھ برس مین یہ مجموعہ
اس طرح تتر بتر ہوا کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جس طرح مسیلمہ کذاب کا کوئی نام
لینے والا نہ رہا اسی طرح انکا بھی نام لینے والا نہ رہے۔

کیونکہ جو پیشگوئیان میان محمود کی خلافت کے نسبت کی گئی تھین وہ نہایت وضاحت
سے ظاہر ہو رہی ہین حق کھل رہا ہے طلسم باطل اوڑ رہا ہے خود مرزا صاحب کی نبوت
سے انکار ہو رہا ہے۔ اونکے ہر ہر دعوی کی ہنسی اوڑائی جا رہی ہے جوق جوق لوگ
اس پھندے سے نکل رہے ہین اور اسلام کی طرف قدم بڑھا رہے ہین۔

غضب خدا کا ابھی کل کی بات ہے کہ مرزا صاحب افضل الرسل مانے جاتے ان کی
ہر بات پر جان فدا کی جاتی اب یہ ہے کہ لاہور سے ایک اخبار نکل رہا ہے جسکا نام پیغام
صلح ہے۔ ہفتہ مین تین بار نکلتا ہے وہ اس طرح اس خلافت کی دھجی اوڑاتا ہے کہ
ہو سکے ساتھ مرزائی نبوت بھی خاک مین مل جاتی ہے۔

کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ حکیم نورالدین کی خلافت سے مرزا صاحب کا خاندان راضی نہ تھا
مگر خود حکیم نورالدین نے قریب موت کہدیا "مجھے بدر کے ایک فقرہ سے بہت رنج ہوا کہ کوئی
مرزا صاحب کا رشتہ دار نورالدین کا مرید نہین" "جس طرح علیؓ فاطمہؓ عباسؓ نے بیعت
ابوبکرؓ کی تھی۔ اس سے بھی بڑھکر مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرمانبرداری کی"
الحکم ۲۱ جلد ۱۸ ص ۵

ہمکو یہان تفصیلی بحث کرنا اسپر نہین منظور ہے۔ بلکہ دکھانا ہے کہ دیکھو جو حقیقت مین اولیاء
خدا تھے اونپر کیا کیا مصائب گذرے مگر وہ طلاے خالص کی طرح چمکتے رہگئے اور یہ
ملمع کار فریبی ایسے ہین کہ چھ برس مین وہ تین تیرہ ہو گئے۔

ہم ان واقعات پر کچھ زیادہ لکھنا مناسب نہین سمجھتے مگر ایک تحریر پیغام صلح کی شایع
کرتے ہین جو ۱۴ جولائی کو شایع ہوئی۔

کیا خواجہ لندن کا } الحکم اور الحق کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب
معاویہ ہے ؟ } اور مولوی محمد علی صاحب و مولوی صدرالدین صاحب و شیخ رحمت اللہ
صاحب و سید محمد حسین اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ وغیرہ وغیرہ جنھوں نے جناب حضرت
صاحبزادہ صاحب کی خلافت کی تصدیق نہین کی اور صرف صدر انجمن احمدیہ کو رسالہ
الوصیت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی جانشین سمجھکر اسکے ممبر کو امیر
سمجھا ہوا ہے۔ جیسا کہ انھون نے حضرت مولوی صاحب قبلہ کو اپنا امیر مقرر کر لیا ہے اور
مین خود بھی آپکو امام سمجھتا ہون اور اسی خیال کا موید ہون۔ وہ لوگ غدار اور منافق
بلکہ اس سے بھی زیادہ وغیرہ وغیرہ سخت الفاظ کے صرف مستحق ہی نہین بلکہ افواج محمودیہ
کے بہادر سپاہیون کو ان (نعوذ باللہ) غدارون اور منافقون کے ساتھ جہاد کرنا
لازم اور فرض بتایا جاتا ہے۔ مین اس وقت اس طرز کلام و تحریر کا ذکر نہین کرتا جو
پنچ یا کسی مسخرے اخبار کی طرح جناب اڈیٹر الحق نے اختیار کر رکھی ہے۔ وہ طرز جو
حقیقتاً ایک مہذب اور ایسی قوم کی جس نے مسیح موعود علیہ السّلام کی طرز کلام اور
حضرت قبلہ مولوی نورالدین صاحب کی حکمت اور موعظۃ الحسنی سے بھری ہوئی گفتگو
کو دیکھا یا سنا ہو۔ شان کے بالکل برخلاف ہے ان بزرگون کی شان مین جو الحکم اور
الحق کی قلم سے نکلا ہے۔ وہ درحقیقت ایک خواہ مخواہ کی زیادتی اور تقوے
سے بالکل بعید امر ہے۔ مین آفرین ان بزرگون اور اُن کے حامیون کو کہونگا جنھون
نے دشنام کا جواب دشنام مین نہین دیا۔ جب الحق اور الحکم کو پڑھا جاتا ہے۔ جبکہ
ہم جانتے ہین کہ اس طرز کو حکمتہ اور موعظۃ الحسنہ کے ساتھ کوئی لگاؤ نہین کیونکہ
یہ مسخرہ پن کی گفتگو یا تحریر جس کو قرآن نے بھی منع فرمایا ہے۔ کبھی کبھی نہ تو حضرت
مسیح موعود علیہ السّلام کی کلام مین اور نہ حضرت قبلہ مولوی نورالدین صاحب کی
تحریر و تقریر مین دیکھی گئی اور نہ سنی گئی۔ پھر اس کو جو الحق نے اختیار کیا ہے۔ کیا
یہ حق ہے افسوس کیا ہوگیا۔ کیون سمجھ نہین آتی۔ اپنے ہاتھون جگ ہنسائی کرانا کونسی
عقلمندی ہے۔ ہم دعا کرتے ہین کہ خدا ان کو ہدایت دے اور اس امر کی توفیق دے

کو بجائے بھائی کو بھائی سے الگ کرنے کے وہ اس امر کی توفیق پاسکین۔ کہ بھائی کو بھائی سے ملادین۔ کم از کم جماعت احمدیہ کا ہر فرد جانتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السّلام کے مبعوث ہونے کی بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ انسان پرستی کی جڑھ کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر باہر پھینک دیا جاوے الحمدللہ کہ وہ کامیاب خدا کا فرستادہ اس امر مین کامیاب بھی ہوا جہان اس نے یسوع کی خدائی کو خاک مین ملادیا۔ وہان اس نے پیر پرستی سے بھی کم از کم احمدی قوم کو ایسی نفرت دلائی۔ کہ دیگر پیر پرستون اور احمدیون مین یہ ایک مابہ الامتیاز قائم ہوگیا وہ نہ صرف روتہ الکھرے کے مذہب پر ہی حملہ آور ہوا بلکہ اُس نے ایرانی مذہب کے بھی پرخچے اُڑا دیئے پھر جب ہمین یہ تعلیم دی گئی ہے تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے آقا کی تعلیم کے خلاف پھر اسی گڑھے مین گرین۔ جس سے ہم نکالے گئے تھے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم پھر شیعیت کے اصول پر قدم مارین گے۔ جبکہ شیعیت کے اصولون ہی کی تردید اس نے قرآن اور احادیث سے کرکے دکھادی پس ہم سے یہ ہرگز نہین ہوسکتا۔ کہ ہم صرف اسی امر کو مدنظر رکھکر ایک شخص کی بیعت کرلین۔ کہ وہ مسیح موعود کی اولاد مین سے ہے۔ خلافت کیلئے قابلیت اور قربانی کی ضرورت ہے ہمیشہ خلفا مہاجرین مین سے ہوے۔ مولوی محمد علی صاحب جبکہ مہاجرین مین سے ہین۔ اور ان کی قربانی اور قابلیت بھی کم از کم قوم کی نظر سے پوشیدہ نہین تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ کہ ان کی موجودگی مین (اگرچہ وہ خود بھی اس بات کا خواہش مند نہین) ایک ایسے شخص کو خلافت دی جائے جنھون نے کبھی خدا کی راہ مین اپنا وطن نہین چھوڑا حضرت صاحبزادہ صاحب کو ہم انصار کی فہرست مین تو مان سکتے ہین۔ مگر مہاجرین کی جو عزت خدا کے ہان ہے وہ قرآن سے عیان ہے پس جس کا مرتبہ خود خدا نے قرآن مین زیادہ کیا ہو اُس کو غدار اور منافق کہنا صریح ظلم ہے۔ مین اس وقت خلافت کے متعلق کچھ زیادہ تحریر نہین کرنا چاہتا مگر ہان مذکورہ بالا عنوان کے متعلق مجھے چند ایک باتین الحکم اور الحق سے دریافت کرنی ہین۔ امید ہے کہ وہ انکا جواب باصواب دینگے۔

اگر خواجہ غدار منافق اور لنڈن کا معاویہ ہے تو جیسا کہ الحکم اور الحق تحریر کرتے ہیں کیا حضرت امیر معاویہ بھی غدار اور منافق تھے؟ حالانکہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے خلافت راشدہ مین حضرت امیر معاویہ رض کی تعریف لکھی ہے بلکہ اُن کے صالح اور ایک نیک بخت ہونے پر قرآن کو بطور گواہ پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون ۔ یعنی الارض شام کی زمین پر صالح حکمران ہون گے جیسے حضرت امیر معاویہ رض ۔ پس قرآن حضرت امیر معاویہ کو صالح کہہ رہا ہے ۔ سوال یہ ہے کہ خواجہ اگر لنڈن کے معاویہ ہین تو پھر وہ نص قرآن سے نہ تو غدار ہو سکتے ہین اور نہ منافق ۔ انکو منافق کہنا شیعیت کی رگ کا اثر ہے ۔ بلکہ خواجہ صاحب ایک صالح مرد ہین جن کو الحق نے لنڈن کا معاویہ تحریر کیا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ ان کو بھی ایک زمین ورثہ مین ملنی ضروری ہے چنانچہ جو زمین روحانی بادشاہی کرنے کے واسطے خواجہ کو ملی ہے آج تیرہ سو برس گذرتے ہین کہ اسپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز بلند کرنے کے واسطے کوئی ایک بھی نہین گیا تھا ۔ حقیقتاً یہ خواجہ ہی کے ورثہ مین آئی ۔ سوچنے والون کے واسطے یہ ایک چمکتا ہوا نشان ہے جس نے خواجہ صاحب کو مسیح کی ذریت مین ثابت کر کے بتایا ۔ اور یہ بتایا کہ یہ مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسی کا اثر ہے پس ثابت ہوا کہ وہ نہ تو غدار ہے اور نہ منافق بلکہ وہ ایک صالح مرد ہے جو مقصد مسیح موعود علیہ السلام کو پورا کرنے کیلئے عیسائیت کے مرکز مین بانگ جاء الحق و زھق الباطل سنا رہا ہے خدارا ذرا تو غور کرو کہ آج سے پہلے بھی کوئی ایسا غدار یا منافق گذرا ہے جس مین تبلیغ احکام الٰہی کا ایسا روشن اور چمکتا ہوا سہرا بندھا ہو جیسا کہ خواجہ کے سر پر ۔ کیا یہ منافقانہ کارروائی ہے کہ لا الہ الا اللہ کی منادی یسوع کے ابن اللہ کہنے والون کو سنائی جائے اور پھر وہ اپنی کارروائی مین کامیاب بھی ہو ۔ کیا منافق اپنی کارروائی مین کامیاب بھی ہوا کرتے ہین ؟ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آپکو اسی قسم کی تعلیم ملی ہے ؟ کچھ خوف کرو صرف حسد اور بغض کی وجہ سے جو منہ مین آیا کہہ دالنا

تقوی ہی نہین ۔اگراسی کا نام غدارانہ اور منافقانہ کاروائی ہے توپھرآپکو ضرور شرم چاہیئے۔

اس تحریر سے معلوم ہوسکتا ہے کہ حق کس کا نام ہے کیونکہ وہی فرقہ جسنے اس زور سے خلافت راشدہ بن معویہ کی حقیقت ثابت کیا وہی فرقہ آج اپنے ایک رکن اعظم کو معویہ کا خطاب دیرہا ہے۔جس سے آپ سمجھ سکتے ہین حق ہمیشہ حق ہو اور معویہ ہمیشہ معویہ ہے چاہے وہ کتاب سے خلیفہ بنایا جائے یا سنت سے۔

اس سے بھی خلافت راشدہ کی حقیقت معلوم ہوئی گہ وہ کیسی کتاب ہے جس مین معویہ کو خلیفہ حق بنایا۔اور آج خلیفہ دوم کی حمایت مین وہ منافق کہا جاتا ہے۔

ہائے شیطان نے اس فرقہ کی ایسی راہ ماری ہے کہ نہ شیعیت کے اصول پر اسکا قیام ہوسکتا ہے نہ سنیت کے۔بلکہ خوارج کے اصول پر اسکی رفتار ہے حالات خوارج پڑھو تو معلوم ہو یہ فرقہ اوسکے قدم بقدم ہے۔

بہرحال چونکہ ہم ان مزخرفات مین اپنا وقت ضایع کرنا پسند نہین کرتے۔اسلئے اصل کتاب خلافت راشدہ کی طرف پھر رجوع کرتے ہین۔

قولہ اگر صدیقی سلسلہ کو چھوڑدو تو نہ نبوت ہے نہ خلافت ہے نہ وصایت ہے سارا خرمن ہی راکھ ہوا جاتا ہے۔

اقول مگر تمنے دیکھ لیا تحقیقات ابن تیمیہ وشاہ ولی اللہ ابوبکری سلسلے بالکل منافقانہ اور ظالمانہ ہے جسکو اسلام سے کوئی واسطہ ہی نہین۔اگر اوس مانے ہو تو اسلام سے دستبرداری لازم آتی ہے اور پھر قرآن مجید کے ایک حرف بھی تمہارا ایمان نہین رہ سکتا۔

قولہ ایک ناکام گروہ اور زمرہ کے خلاف جہان سے اٹھ جانیوالے سلسلہ کو پیش کرنا اور یہ دعوی کرنا کہ ہمارے ائمہ اطہار علم بما کان وبما یکون رکھتے تھے۔اور روایتہ ملاحظہ عظیما۔اور کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی وغیرہما من الآیات کے

مصداق وہی تھے ۔ قرآن کے مخالفون سے ہنسی کرا ینگے سوا اور کیا نتیجہ دیکھ سکتا ہی ۔

اقول مگر کیا کیا جائے خدا کے کام کے یہی بندے ہین ماشاؤن الا ان یشاء اللہ انہی سے اسلام باقی رہا انھین سے اسلام زندہ رہا ورنہ آپکے خلفانے تو کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا تھا دیکھئے علامہ جامی شواہد النبوۃ مین لکھتے ہین صفحہ ۱۵۹

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرمودہ است کہ از ہیچ یک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آن قدر فضائل بما نرسیدہ است کہ از امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسیدہ است جنید گفتہ است قدس اللہ سرہ اگر چنانچہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ از محاربا تیکہ با مخالفان میکرد باز پرداختی ہر آئینہ از وے بما نقل کردندے ازین علم یعنی علم حقایق و تصوف آنچہ دلہا طاقت آن نیاوردے و در شرح عوارف ست کہ علی بن ابی طالب سر عارفان است و مراد باین سخنان است کہ کس پیش از وے نگفتہ است و بعد از وے کس مثل آن نیاوردہ است تا بدانجا کہ روزے بمنبر برآمدہ بود گفت سلونی عما دون العرش فان مابین الجوانح علما جما ھذا لعاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زقا زقا فوالذی نفسی بیدہ لو اذن للتوریت والانجیل ان یتکلما لو صدقت وسادۃ فاخبرت بما فیہا فصدقانی علی ذلک و در آن مجلس مردے بود کہ وے را ذعلب یمانی می گفتند گفت این مرد بس عریض دعوی کرد ہر آئینہ وے را فضیحت سازم پس برخاست و گفت سوالے دارم حضرت امیر فرمود اے تو سوال می کنی از برائے تفقہ و دانائی کن نہ از برائے تعنت و مرد آزمائی ذعلب گفت تو مرا باین داشتی پس پرسید کہ ہل رایت ربک یا علی قال ما کنت لا عبد ربا لم اراہ قال کیف رایتہ قال لم تره العیون بمشاہدۃ العیان ولکن راتہ القلوب بحقایق الایقان ربی واحد لاشریک لہ احد لا ثانی لہ فرد لا مثل لہ لا یحویہ مکان ولا یداولہ زمان لا یدرک بالحواس ولا یقاس بالناس چون ذعلب این سخنان را بشنید صیحہ زد و بیہوش بیفتاد چون با خود آمد گفت با خدائے خود عہد کردم کہ سوال نکنم از ہیچ کس بر سبیل تعنت و امتحان حضرت امیر فرمود کہ اگر کار

بدست تو باشد۔
ہمنے اس روایت کو محض اسلئے لکھا ہے کہ معلوم ہوا ائمہ اطہار کے وجود کی غرض وغایت کیا تھی کیونکہ پچیس برس زمانہ خلافت ثلثہ تو اس حیثیت سے گذر گیا کہ نہ کبھی توحید کا بیان ہوا نہ کبھی رسالت کا نہ کبھی دلائل اسلام بیان ہوئے نہ کبھی اوسکے علامات مگر جناب امیرؑ کی یہ حالت ہے کہ ہر موقع وہر محل پر خدمت اسلام کر رہے ہین اور حقائق توحید بتا رہے ہین جسپر کیا خوب کہا شیخ جنید نے کہ اگر حضرت کو محاربات مخالفین سے فرصت ملتی تو نہ معلوم کتنے اسرار و حقایق ہمکو معلوم ہوتے۔
آپ کلام ابن تیمیہ مین پڑھ آئے ہین من المعلوم ان القتال انما شرع للضرورۃ و لو ان الناس اٰمنوا بالبرھان والاٰیات لما احتیج الی القتال۔ کہ معلوم ہے کہ قتال صرف ضرورت کیلئے جائز کیا گیا ہے اور لوگ اگر برہان و دلیل سے ایمان لاتے تو ہرگز قتال کی ضرورت نہ ہوتی۔
اسکی تصدیق تو آپ احوال جناب امیرؑ سے کر لیجئے کہ جس طرح جناب رسالتمآب تیرہ برس تک مکہ مین خاموش رہے جناب امیرؑ بھی عہد خلافت خلفائے ثلثہ مین ساکت رہے۔
جناب رسالتمآب کو جب ضرورت نے مجبور کیا تو اپنی تلوار سے فیصلہ کرنا چاہا۔ اسی طرح جناب امیرؑ نے نہایت اشد ضرورت کی حالت مین تلوار اوٹھایا۔
بخلاف آپکے خلفا کے جہان تلوار کی ضرورت تھی وہان ہمیشہ فرار کرتے رہے اور جہان بالکل تلوار کی ضرورت نہ تھی وہان اس طرح کا قتل عام کیا گیا کہ پناہ بخدا۔
غرض جس گروہ کے نسبت آپ ناکام اور نامراد کا لفظ استعمال کرتے ہین یہ وہی گروہ ہے کہ اگر اوسکا قدم درمیان مین ہنوتا تو ابتدا مین اسلام کا وجود ہوتا۔ نہ آج ہی تو وجہ ہے کہ جب یہود و نصاریٰ کے مقابلہ مین علمائے اہلسنت نے کوئی کتاب لکھی تو اوسکی پیشگوئیون پورا کرنے مین بغیر ائمہ اطہار کسی طرح کام ہنین چل سکتا۔
دیکھو توراۃ مین جو بشارت ہے کہ حضرت اسمٰعیل سے بارہ بادشاہ پیدا ہونگے اس بشارت کو سب نے لکھا ہے مگر اسکی تطبیق بجز اقرار حقیت مذہب شیعہ ناممکن ہے علامہ جواد

ساباطی جو معتبرین علمائے اہلسنت سے ہین براہین ساباطیہ مین لکھتے ہین اقول ذهب الیهود والنصاری الی ان المراد بالملوك الاثنی عشر اولاد اسمعیل الاثنا عشر وهو باطل لانهم لایتملکوا ولو یدعوا الملکیة والحق انه فی شان الائمة الاثنا عشر التی تعتقد الشیعة عصمتها وسیاتی بیان ذلك فی ذکر المهدی عجل الله بظهوره۔

یعنی یہود ونصاری نے اس سے اون بارہ فرزندون کو مراد لیا ہے جو حضرت اسمعیل کے بارہ فرزند تھے۔ حالانکہ یہ باطل ہے کیونکہ نہ وہ کبھی بادشاہ ہوئے نہ دعوے بادشاہی کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ یہ شان مین دوازدہ امام کے ہے جنکو شیعہ معصوم کہتے ہین اور انشاءاللہ پورا بیان اسکا ذکر مہدیؑ مین آئیگا۔

ابن القیم جو ابن تیمیہ کے شاگرد رشید ہین اور اہلحدیث کے امام اعظم اونھون نے بھی ہدایة الحیاری صفحہ ۱۵۲ مین اس بشارت کو نقل کیا ہے وسیلد اثنی عشر عظیما واجعله لامة عظیمة وسیلد اثنی عشر امة من الامم۔ مگر بوجہ تعصب اسکو نہ لکھا کہ آخر اوس اثنی عشر عظیما سے کون مراد ہے اور بغیر اسکے ائمہ اثنی عشر مراد لئے جائین کیونکر اوسکی تصدیق ہو سکتی ہے۔

یہی سبب ہے کہ علامہ جواد ساباطی ایک عبارت سفر رویائے یوحنا سے نقل کرکے لکھتے ہین۔ ومنها الحصاة البیضاء وهی بید فعها عیسی او الروح القدس الی المظفر وهو الی الذی یکون بعده ولا یفهم ما کتب علیها الا من یاخذها ولا شئ یشابه ذلك فی مذاهب اهل السنة والجماعة ومذهب الامامیة الی ان جبرئیل ع قد اعطی ذلك محمدا وهو دفعه الی علی رض وهو الی الحسن بن علی رض وهو دفعها الی المهدی رض کما فی العلقات صہ ۲۱۱

یعنی اس خواب مین یہ ہے کہ سفید سنگریزہ حضرت عیسیٰ یا روح القدس مظفر کو دینگے۔ اور وہ اپنے بعد والے کو دینگے اور اوس سنگریزہ پر جو لکھا ہوگا اوسکو وہی سمجھینگے۔ اسپر علامہ ساباطی لکھتے ہین کہ اس کی کوئی مثال مذہب اہلسنت مین نہین ملتی۔ مگر شیعہ

اسکے قائل ہین کہ اس قسم کا سنگریزہ حضرت محمدؐ کو ملا اور اونھون نے جناب امیرؑ کو دیا یہانتک کہ سلسلہ بسلسلہ وہ حضرت مہدیؑ تک پہونچا۔

افسوس یہ خارجی عبدالکریم مولف خلافت راشدہ تو دنیا مین موجود نہین جو اوس سے پوچھا جاتا کہ تو ایسے ہی مقدس وجود کو ناکام اور نامراد کہہ رہا ہے۔ حالانکہ یہ وہ مقدس وجود ہین جنکے اقرار خلافت وامامت کے بغیر نہ رسول اللہؐ کی تو رسالت ثابت کرسکتا ہے نہ انبیاء سابقین کی۔

خدا کی شان ہے کہ جن حضرات کے وجود باجود کی بدولت توراۃ وانجیل وقرآن کی تصدیق ہوتی ہے اور اگر اونکی شخصیت سے انکار کیا جائے۔ تو پھر کسی پر ایمان لانا ممکن نہو۔ اونکے نسبت یہ کہا جائے "قرآن کے مخالفون سے ہنسی کرانے کے سوا اور کیا نتیجہ دیسکتا ہے" مگر شکر خدا کہ ابن تیمیہ نے بڑے زور شور سے تمھارا منہ توڑ دیا اور بتا دیا کہ بغیر اسکے کوئی چارہ نہین کہ کہین اسلام بزور علم وبیان پھیلا ہے نہ بزور شمشیر وسنان۔

قولہ اکابر شیعہ اس بات کے قائل ہین کہ ان کے ائمہ ناکام اور مطرود رہے چنانچہ ایک بڑا فدائی ان کا (صاحب انارۃ البصائر صفحہ ۱۰۹) ان کی ناکامیون پر اور ان کے دشمنون کی کامیابی پر کف حسرت ملتا ہوا کہتا ہے "چونکہ دست اختیار پر اپنے انتقام کو نہین پاتے پھر سوائے لعنت کے کیا کرین" مطلب یہ کہ ائمہ کی مغلوبیت اور نامرادی مشاہدہ کر اور ان کے حریفون کی شوکت کو دیکھکر ہم سوا تبرابازی اور گالی گلوج دینے کے کیا کرین خدا اس قوم کو سمجھ دے کہ باطل سے بیزار ہون اور حق کو قبول کرین۔ اور ایسے طریق اور مذہب کو چھوڑین جس کی محکم اصل اور عقیدہ تبرابازی ہے اور بڑی وظیفہ کی کتاب سبیل النجات ہے جس مین خدا کے قدوسیون کو مکروہ گالیان دی ہین۔ اس کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس قوم نے کس چیز کو نجات کی راہ مانا ہے فالی اللہ المشتکی۔

اقول خدا آپ پر رحم کرے جو لعن وطعن کو مورد اعتراض بتاتے ہین حالانکہ یہ وہ سنت

ہی کہ خدا نے ہر نبی کی زبان پر جاری کیا ہزارون آیتین آپکو قرآن مجید مین ملینگی جنمین خود خدا نے لعنت کی ہی تو کیا اس سے یہ کہا جائیگا کہ یہ طریقہ باطل ہے۔

مولوی صاحب ائمہ اطہار کی مظلومیت پر دلیل لانے کی تو ضرورت نہین خود آنحضرت کی شان مین قرآن مین فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل موجود ہی کہ جسطرح کل اولو العزم رسولون نے صبر کیا اوسی طرح تم صبر کرو۔ پس جب خود فخر انبیا کو حکم صبر ملا اور آنحضرت نے صبر کیا تو اولاد طاہرین کے صبر و مظلومیت مین کیا عذر ہی۔

یہان ایک بہت بڑا حاشیہ دیا ہے جو اُن کی ساری کتاب کی جان ہے اسکو بغور پڑھیے لکھتے ہین۔

ناخدا ترس بدلگام دشمنون نے حضرت صدیق کو منافق بلکہ منافقون کا رئیس کہا ہی۔ ضروری معلوم ہوتا ہی کہ مختصر الفاظ مین دکھا دیا جائے کہ منافقون کی کارروائی اور انجام کار کی نسبت خدا کی کتاب نے کیا فیصلہ دیا ہی اس سے ہر ایک طالب حق سمجھے گا۔ کہ منافق کون لوگ تھے۔

اقول مگر افسوس آپنے بفحوائے آیہ کریمہ افتؤمنون ببعض و یکفرون ببعض صرف ایک صفت کو لیا حالانکہ اگر آپ سہو کبھی سورہ مبارکہ بقرہ کی تلاوت کیے ہوتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ خدا نے مومنون کی تعریف تین آیتون مین کی ہی اور کافرین کی تین آیتون مین اور منافقین کی بارہ آیتون مین جس سے معلوم ہوا کہ منافقین کا درجہ کفر و نفاق مین کسدرجہ بڑھا ہوا ہی۔ اسکی نسبت یہ کہنا کہ مختصر الفاظ مین دکھا دیا جائے صریح مغالطہ دہی ہے کیونکہ منافقین کا حال کبھی مختصر طور پر دکھایا ہی نہین جا سکتا۔

قولہ خدا فرماتا ہی یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وماوٰہم جہنم وبئس المصیر یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وہموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغنیہم اللہ ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیرا لہم وان یتولوا یعذبہم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والاخرۃ وما لہم فی الارض من ولی ولا نصیر۔ ان آیتون مین خبر دی گئی ہے کہ منافق کا انجام جہنم ہے

جس کا آغاز اور ظہور یہان کی نامرادی اور ناکامی سے ہوتا ہی۔ پھر اس نامرادی کو صاف لفظون مین بیان فرمایا وھموا بما لم ینالوا یعنی ان کو اپنے ارادون مین نیل مرام کبھی نصیب نہین ہوا۔

اقول، منافق کا انجام کار جہنم ہونا اسمین تو کسی کو عذر نہین۔ رہا یہ امر کہ وہ کبھی اپنے ارادہ مین کامیاب نہین ہوتے تو یہی قرآن اسی سورہ کے دس بیس آیت قبل سے اسکی تکذیب ہوتی ہے کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہی وھموا باخراج الرسول وھم بدؤکم اول مرۃ کہ اُنھون نے رسول کی نکالدینے کا مصمم ارادہ کر لیا اور انھین نے پہلی دفعہ لڑائی کی ابتدا کی کیا تم اُن لوگون سے ڈرتے ہو حالانکہ خدا کا حق زیادہ ہی کہ اس سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

دیکھیے اس آیہ مین بھی ھموا ہے کہ اُنھون نے قصد کیا۔ اور کامیاب بھی ضرور ہوے کہ رسول اللہ کو نکال دیا پس اگر ھموا بما ینالوا قاعدہ کلیہ بنایا جاے کہ جو منافق قصد کرتے ہین اسمین کامیاب نہین ہوتے۔ تو تکذیب قرآن لازم آتی ہے کہ ایک جگہ تو فرمایا وہ کامیاب نہین ہوتے اور دوسری جگہ کامیابی کو بیان کیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ خدا نے یہ قاعدہ نہین بنایا ہی۔ بلکہ دو جزئی واقعہ کو علیحدہ علیحدہ بتایا ہی جسمین پہلے مین وہ کامیاب ہوے اور دوسرے مین ناکام رہے اسلیے فرمایا ھموا بما لم ینالوا کہ اس بات کا ارادہ کیا جسمین ناکامیاب رہے۔ تو اب یہ کہنا اگر منافق کبھی اپنے کسی ارادہ مین کامیاب نہین ہوتے صریح تکذیب خدا ہی جسنے فرمایا ھموا باخراج رسول اللہ۔

چونکہ اس آیہ پر اُن کو بڑا ناز ہی اور بڑے طمطراق سے اسکو یہان لکھا ہی۔ اور انکے خلیفہ اول نورالدین نے اپنے مرنے کے قبل بھی اس آیہ کو بحق جناب امیر پڑھا ہے[ف] اس لیے ضروری ہے کہ کچھ

[ف] ملاحظہ ہو الحکم مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۱۴ء حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح نے سید سرور شاہ صاحب کو جب شیعون سے مناظرہ کے لیے بمقام مدرسہ ضلع گجرانوالہ روانہ کیا ہے تو کہا " شیعہ کے ساتھ ہمارا اصول کسی کو معلوم ہے؟ آپکے اس سوال پر عرض کیا گیا کہ ہان۔ مگر پھر آپنے اسکی تصریح کی اور فرمایا کہ منافق کا ایک نشان ہے ھموا بما لم ینالوا اس اصل پر دیکھو کہ حضرت صدیق فاروق اعظم اور عثمان اور علی رضوان اللہ علیہم کی کامیابیان کس شان کی ہین " دیکھو اصلاح نمبر ۲ جلد صفحہ ۳۳۔

تفصیل کی جاے ۔

پورا یہ سورۂ برائت مین یون ہی یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ
علیھم وماوٰیھم جھنم وبئس المصیر ۔ یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا
کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم وھموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغنیھم
اللہ ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیرا لھم وان یتولوا یعذبھم اللہ
عذابا الیما فی الدنیا والاخرہ وما لھم فی الارض من ولی ولا نصیر ٥ ومنھم
من عٰھد اللہ لئن اتٰنا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصالحین ؕ
فلما اتٰھم من فضلہ بخلوا بہ وتولوا وھم معرضون ٥ فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم
الی یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ وبما کانوا یکذبون الم یعلموا
ان اللہ یعلم سرھم ونجوٰیھم وان اللہ علام الغیوب ۔

اے پیغمبر تم جہاد کرو کافرون منافقون سے اور سختی کرو انپر اور ٹھکانہ اُنکا دوزخ ہے اور وہ
بری جگہ ہے + خدا کی قسمین کھاتے ہین کہ نہین کہا ۔ حالانکہ ضرور کلمہ کفر اُنھون نے کہا ۔ اور اسلام
لاے کافر ہوے ۔ اور ایسی بات کا قصد کیا جسکو نہ پایا ۔ اور نہین غصہ ہوے وہ مگر اسپر کہ خدا نے
اور رسول نے مسلمانون کو مستغنی کردیا اپنے فضل سے اگر یہ لوگ توبہ کرین تو بہتر ہے ۔ اور منھ پھیرین
تو خدا انپر عذاب دردناک کریگا دنیا اور آخرت مین اور زمین مین اُنکا کوئی دوست و مددگار نہوگا
ان مین تو ایسے ہین جنھون نے خدا سے عہد کرلیا کہ اگر وہ اپنے فضل سے ہم کو دیگا تو ضرور خیرات
دین گے اور نیکوکارون سے ہونگے + مگر جب خدا نے اپنے فضل سے اُنکو دیا تو بخالت کرنے لگے اور
اپنے عہد سے منھ موڑ کر پھر گئے ۔ پس خدا نے اُن کے دلون مین نفاق ڈالدیا اس روز تک کہ وہ
خدا سے ملاقات کرین کیونکہ اُنھون نے جو وعدہ خدا سے کیا تھا اسکے خلاف کیا اور اس وجہ سے کہ
جھوٹ بولنے لگے + کیا اُن کو نہین معلوم کہ خدا اُن کے بھیدون اور دلی مشورہ سے واقف ہے کہ وہ
غیب کی بات جاننے والا ہے "

ہمنے ان آیات کو مسلسل اس لیے لکھا ہے کہ ہر جاہل و عالم کو معلوم ہو جاے کہ قرآن مین خدا نے
کوئی قاعدہ کلیہ کسی کا نہین مقرر کیا ہے بلکہ ہر واقعہ جزئی ہے جو خاص خاص صورتون مین پایا گیا

کچھ لوگ حلف کرتے ہین کہ ہمنے نہین کہا حالانکہ وہ کلمہ کفر کے قائل ہین۔ کچھ ایسے ہین جو خلاف عہد کرتے ہین اور یہ ایسے ہین کہ انکے دلون مین قیامت تک نفاق پیدا ہوگیا جو کبھی چھوٹنے والا نہین۔

جس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ ان منافقون کا درجہ بڑھا ہوا ہی کیونکہ وہ تو ایک حالت تھی کہ کلمہ کفر کہکر مکر گئے اور اپنے ارادہ مین نہ کامیاب ہوئے۔ مگر وہ ملائے درمان ہین جو قیامت تک آتش نفاق انکے قلب مین مشتعل ہے۔

تو اب کون کہہ سکتا ہی جن منافقون کے ذہین نفاق قیامت تک مشتعل رہے گی وہ بھی کامیاب نہونگے۔

تعریف نفاق اب ضرورت ہی کہ مختصر طور پر نفاق کی بھی تعریف کردیجائے تاکہ معلوم ہو آئین ابوبکر کا اندر انکے بھرا ہون کا آگاہ کیسا آسان او ضرور ہے۔

آئیے امام فخرالدین تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۲۰۰ مین لکھتے ہین۔

کہ آیہ ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمؤمنین جو سورہ بقر کا آیہ ہی اسپر اجماع ہی مفسرین کا یہ آیہ مذمت منافقین مین ہی کہ ہم ایمان لائے خدا پر اور روز قیامت پر حالانکہ وہ ہرگز مومن نہین ہی۔ اور خدا نے مومنین۔ کافرین۔ منافقین کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا پہلے اون مومنین موقنین کا ذکر کیا جنکے سرایر صحیح اور ضمائر سالم ہین۔ اسکے بعد کافرین کو ذکر کیا جو بالکل اسکے خلاف ہین صفت جحود وانکار مین۔ انکے بعد انکا ذکر کیا جو زبان سے تو کہتے ہین ہم مومن ہین اور ضمیر اونکا اسکے بالکل مخالف ہے۔

تقسیم منافق امام رازی کہتے ہین کہ حقیقۃ نفاق کا سمجھنا بغیر اسکے کہ ہم تقسیم کرین مشکل ہی کیونکہ قلب کی چار حالت ہی (۱) ایسا اعتقاد اسکو حاصل ہو جو مطابق واقع مستفاد ہو دلیل سے اور یہی علم ہے (۲) اعتقاد مطابق واقع ہو مگر کسی دلیل سے نہین۔ یہ علم مقلد ہے (۳) ایسا اعتقاد ہو جو بالکل غیر مطابق ہو۔ اسکا نام جہل ہے (۴) دل انسب حالات سے خالی ہو۔ تو یہ چار قسمین ہوئین اب اسی کے ساتھ زبان کی تین حالت ملالو۔ اقرار۔ انکار۔ سکوت۔ تو جب چار کو تین مین ضرب دیا تو بارہ قسم حاصل ضرب ٹھہرا (مگر اور شقوق کے پیدا ہونے سے بیس قسم نکالی ہے)۔

قسم اول قلب کو معرفت حاصل ہی اور زبان سے اقرار بھی کرتا ہی برضا و رغبت بلا جبر واکراہ یہ مومن حق ہی۔

(۲) قلب سے تو معرفت حاصل ہے۔ مگر اقرار اسکا بخوف ہی یعنی دل اسکا کہتا ہی کہ اگر خوف نہوتا تو ہرگز اقرار نہ کرتے بلکہ منکر رہتے تو یہ منافق ہے کیونکہ قلب اسکا منکر مکذب ہی۔

(۳) عرفان قلبی حاصل ہے۔ مگر زبانی منکر ہے کیونکہ وہ مجبور ہے تو یہ شخص مسلمان ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان مگر وہ شخص جو مجبور کیا جاے اور قلب اُسکا مطمئن ہو بالایمان۔

(۴) عرفان قلبی تو حاصل ہی۔ مگر زبان سے باوصف قدرت و اختیار منکر ہے۔ تو یہ شخص کافر معاند ہی۔

(۵) معرفت قلبی تو حاصل ہی۔ مگر زبان سے نہ اقرار ہے نہ انکار مگر یہ سکوت اضطراری ہے کہ اسکو زمانہ اقرار و انکار نہیں ملا تو اوسمین معذور رہا وہ مومن ہی۔

(۶) اور اگر یہ عدم اقرار و انکار اختیاری ہے تو اسکی مثال ویسے ہی کہ معرفت خدا تو بہ دل حاصل کیا مگر اقرار نہیں کیا تو بقول غزالی یہ شخص مومن ہے۔

(۷) اعتقاد تقلیدی حاصل ہو اور اُسکے ساتھ وہ اقرار بھی کرتا ہو۔ اور وہ اختیاری ہو۔ تو بھی وہ مسئلہ مشہور ہے کہ مقلد مومن ہوتا ہے یا نہیں؟ (اہل سنت غور کرین کیونکہ حنفی شافعی جتنے ہین مقلد ہین۔

(۸) اگر یہ اعتقاد تقلیدی اضطراری ہے تو اگر نمبر ۷ مین حکم بکفر ہوگا تو یہان بھی۔ اور اگر وہان حکم بہ ایمان ہوگا تو یہان منافق ہوگا۔

(۹) اعتقاد تقلیدی کے ساتھ اگر زبانی انکار ہے اختیاراً تو وہ کافر ہے۔

(۱۰) اور اگر اضطراری ہی اور مقلد کو مومن سمجھین تو یہان بھی وہی حکم ہوگا۔

(۱۱) اعتقاد تقلیدی کے ساتھ سکوت اضطراری ہے۔ تو وہی حکم مقلد جاری ہوگا۔

(۱۲) اور اگر سکوت اختیاری ہے تو کفر ہے۔

(۱۳) قلباً انکار ہو مگر زبانی اقرار ہو۔ وہ بھی اضطراری تو منافق ہی۔

(۱۴) انکار قلبی اقرار زبانی۔ اختیاری یہ بھی نفاق ہی۔ اسکی مثال یہ دی ہی کہ بنا بر شبہہ اسکا

قائل ہو کہ عالم قدیم ہے اور پھر زبانی اقرار کرے کہ عالم حادث ہی (جیسا کہ مولوی شبلی صاحب کی نسبت خیال ہوا تھا)۔

(۱۵) انکار قلبی کے ساتھ انکار لسانی بھی ہو تو یہ کافر ہے نہ منافق۔

(۱۶) انکار قلبی کے ساتھ لسانی سکوت ہو تو یہ بھی کافر ہے نہ منافق کیونکہ اُسنے کچھ ظاہر بھی نہین کیا۔

(۱۷) قلب خالی ہو جمیع اعتقادات سے۔ مگر زبانی اقرار ہو اختیاراً تو اگر وہ مہلت نظر مین ہی تو اسکو کفر نہین لازم ہوگا۔ مگر اُسنے فعل ناجائز کیا کہ خبر دی اُس سے جسکو وہ نہین جانتا کہ آیا صادق ہی یا نہین۔ اور اگر مہلت نظر مین نہو تو اسمین نظر ہے۔

(۱۸) یا اقرار اضطراری ہو تو صاحب اسکا کافر نہوگا۔

(۱۹) قلب خالی ہو مگر انکار زبانی ہو تو اسکا حکم برعکس ہوگا۔

(۲۰) قلب خالی لسان خالی پس اگر مہلت نظر مین ہو تو یہ واجب ہی۔ اور اگر مہلت نظر سے خارج ہے تو اوسکی تکفیر واجب ہے حکم نفاق نہوگا۔

اس تقسیم کے بعد امام رازی فرماتے ہین یہ دہ اقسام ہین جو اس باب مین ممکن ہین جس سے ظاہر ہوا کہ نفاق اصل مین اسکا نام ہی کہ ظاہر اسکا مطابق باطن نہو خواہ باطن مین آئی اثبات ہو جو ظاہر کے خلاف ہو۔ خواہ باطن اسکا خالی ہو اس سے جو اُسکے ظاہر سے معلوم ہوتا ہو اور اسی سے معلوم ہوا کہ آیہ ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمؤمنین [illegible]

دوسرا مسئلہ یہ ہی کہ اسمین اختلاف ہی کہ کافر اصلی کا کفر زیادہ قبیح ہے یا منافق کا۔ [illegible] کہتے ہین کافر اصلی کا کفر اقبح ہے کیونکہ وہ قلب سے جاہل اور زبان سے کاذب اور منافق [illegible] جاہل ہے مگر زبان سے صادق۔ دوسرے لوگ کہتے ہین کہ منافق بھی تو زبان سے کاذب ہی کیونکہ وہ خبر دیتا ہی ایسے اعتقاد سے جسکا وہ قلباً معتقد نہین اسلیے خداوند عالم فرماتا ہے قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم یعنی اعراب کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے۔ کہدو کہ تم نہین ایمان لائے مگر کہو اسلام لائے اور نہین داخل ہوا ایمان تمھارے قلب مین۔ پھر فرماتا ہی واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون

کہ خدا گواہی دیتا ہی منافقین ضرور کاذب ہین۔

منافق مین ان سب باتون کے علاوہ یہ چند باتین بھی پائی جاتی ہین (۱) کہ وہ دھوکا دینا چاہتا ہی اور کافر ایسا نہین کرتا (۲) کافر مردانہ وار منکر ہے اور منافق مثل مخنث کی ہے (۳) کافر اسپر راضی نہین ہوتا کہ وہ جھوٹا ہووے بخلاف منافق کے کہ وہ مرتکب کذب ہوتا ہے (۴) منافق اپنے کفر کے ساتھہ استہزا بھی کرتا ہی بخلاف کافر اصلی اسلیے خداوند عالم فرماتا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار (۵) مجاہد کہتے ہین کہ خدانے مومنین کی صفت مین یہان چار آیتین فرمائین۔ اور کافرون کے مذمت مین دو آیہ۔ اور منافقین کا ذکر تیرہ آیہ مین کیا جس سے معلوم ہوا کہ منافق کا جرم اعظم ہے۔

امام رازی بجواب اعتراض کہتے ہین کہ انکے اخبار و حکایات کو بکثرت بیان کرنا اس غرض سے ہی کہ انکے دفع شر مین اہتمام زیادہ ضروری ہے بہ نسبت دفع شر کفار لہذا معلوم ہوا کہ اسکا جرم عظیم ہے صفحہ ۲۸۰ لغایت صفحہ ۲۹۴ جلد اول۔

قولہ اگر کوئی خداترس اس آیت مین غور کرے تو وہ سچے فیصلہ پر پہونچ جاے گا۔ کہ کیا حضرت صدیق ان لوگون مین سے ہین جو اپنے ارادون مین ناکام رہے یا وہ شخص ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر مین اور آپکے بعد جو نیل مرام آپکو حاصل ہوا اسکی نظیر کسی نبی کے صحابی اور وصی اور جانشین مین نہین پائی جاتی۔ اس آیت کے بموجب ضروری تھا کہ اگر حضرت ابوبکر کا ہم اور قصد اپنے نفس کی طرف سے حصول خلافت کے لیے ہوتا اور وہ ان صفات کے آدمی ہوتے جو اعدا اللہ کی طرف سے ان کی ذات پاک کی طرف منسوب کیگئی ہین تو نامراد اور ناکام رہتے اور اسطرح قیامت تک انکے نفاق پر مہر لگ جاتی۔

اقول خداترس تو وہ ہی جو پوری کتاب اللہ پر ایمان لاے اور ایک ایک حرف کو اسکے منزل من اللہ سمجھے نہ کہ اس کا مصداق ہو افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک الاخزی فی الحیوۃ الدنیا ویوم القیٰمۃ یردون الی اشد العذاب وما اللہ بغافل عما تعملون اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ فلا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینصرون

کیا تم کتاب خدا کی بعض آیتون پر ایمان لاتے ہو اور بعض سے انکار تو جو ایسا کرتا ہی اُسکی سزا اسکے سوا کچھ نہین کہ زندگی بھر کی رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائین اور خدا تمھارے عملون سے غافل نہین ہے۔ یہی لوگ وہ ہین جنھون نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی پس اون کے عذاب مین تخفیف کی جائے گی نہ کسی طرح اُنکو مدد دیجائیگی

آپنے اس ظاہری کامیابی سے کہ خلیفہ اول خلیفہ قرار پائے۔ یہ نتیجہ نکالا ہی کہ وہ منافق نہ تھے کیونکہ اگر منافق ہوتے تو کامیاب نہوتے۔ مگر افسوس ابوبکر کے ساتھ یزید بھی تو کامیاب ہوا اور ہزارون منافق کامیاب ہوے تو کیا اُن سب کو مومن کہیے گا اور باقی کل حضرات کو منافق۔

آپنے اس تحریر سے اسکا بھی فیصلہ کر دیا کہ اُنکا اسلام ظاہری جو کچھ تھا۔ اسی لیے تھا کہ خلافت ملے۔ ورنہ کوئی مومن ایسا نہین ہوا جسنے اسلیے اسلام قبول کیا ہو کہ خلافت یا حکومت یا دولت دنیا اوسکو حاصل ہو۔ بلکہ مومنین کی غرض تو ہمیشہ رضائے الٰہی ہوتی ہے۔ دنیا کو تو وہ کوئی چیز نہین سمجھتے۔ تو کیا آپنے اسکی بھی سارٹیفکٹ حاصل کرلی کہ ابوبکر صاحب کو وہ غرض حاصل ہوے جو ایمان سے ہوتی ہے۔

غرض جو شخص خدا ترس ہوگا وہ تو اس نتیجہ پر پہونچے گا کہ خلیفہ اول اس ارادہ مین ضرور ناکام رہے جسکو اُنھون نے بظاہر ظاہر کیا تھا کہ ہم رضائے خدا کیلیے اسلام لائے ہین۔ اگرچہ بمقاصد دنیوی مین وہ مثل یزید۔ عبد الملک وغیرہ کامیاب ہوے۔

یہ سچ ہے کہ خلیفہ اول کی نظیر کسی نبی کے صحابی اور وصی اور جانشین مین نہین پائی جاتی کیونکہ جتنے وصی یا جانشین انبیاء سابقین کے قرار پائے وہ سب بحکم اپنے نبی کے بخلاف ابوبکر جو خلاف حکم خدا و رسول خلیفہ بنے۔ مگر یہ تنہا نہین بنے بلکہ اپنے ساتھ یزید۔ ولید۔ عبد الملک کو بھی خلیفہ بنا گئے پس اگر نظیر نہین ملتی تو اوصیا و خلفائے انبیاء سابقین مین۔ ورنہ اس امت مین جتنے خلفا ہوے وہ سب انکے نظیر بلکہ اولی و افضل ہین۔

اور جب جب نص قرآن ہمارے سامنے اسکی نظیر موجود ہے کہ کفار و منافقین اپنے ارادون مین کامیاب ہوے۔ اور رسول خدا کو اپنے وطن سے نکال دیا تو آپ کسطرح عذر ہو سکتا ہی کہ منافقین اپنے ارادہ مین کامیاب ہوے۔ اور خلافت رسول پر قابض ہو گئے۔ بلکہ خاندان رسول کو تباہ و برباد کیا

جسکی طرف ایک نہین صدہا آیات مین اشارہ موجود ہے۔

ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا منکم من دیارھم تظھرون علیھم بالاثم والعدوان۔

تم وہی لوگ نہو کہ آپس مین ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو اور ایک فریق کو اون کے گھرون سے نکالتے ہو اور زبردستی کرکے غلبہ کرتے ہو اور ایک دوسرے کے مددگار بن جاتے ہو۔

واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل واللہ لایحب الفساد۔

جب وہ حاکم (خلیفہ) ہوتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ زمین مین فساد کرے اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کرے حالانکہ خدا فساد کو نہین دوست رکھتا۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم سورۂ محمد

اے منافقو کسقدر نزدیک ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو فساد کرو زمین مین اور قطع رحم کرو۔

کیون صاحب خدا تو منافقون کے تسلط اور غلبہ اور اوسکے نتائج کو ان صاف لفظون مین بتائے۔ اور آپ فرماتے ہین کہ اگر وہ منافق ہوتے تو کامیاب نہوتے۔

قولہ یہان دو باتین سخت خوفناک درپیش ہین جو شیعون کے عقائد اور مسلمات کی بنا پر ضرورتاً زیر بحث آئی ہین وہ یہ ہین کہ حضرت ابوبکر نے بھی خلافت کے لئے ہم کیا اور جوڑ توڑ کئے اور اپنی بیٹی کے ذریعہ سے جو رسول کریم کی چہیتی بیوی تھی اپنا اثر آنحضرت پر ڈالنے کی کوشش کی اور کامیاب ہوگئے اور حضرت علیؓ نے بھی جان توڑ کوشش کی بلکہ شیعون کے زعم کے موافق خم غدیر پر آنحضرت سے جم غفیر کے سامنے صاف صاف کہلوایا اور فاطمہ زہرا کے ذریعہ سے بھی بہت ہی ریشہ دوانیان کین مگر ناکام رہے اور ایسے کہ اس کی نظیر بھی دنیا کی تاریخ مین نہین اس اعتراض کا جو شیعون کے اعتقاد کے موافق حضرت علی کی ذات پر پڑتا ہے قیامت تک کوئی جواب نہین ہوسکتا۔

اقول امر اول تو ایسا ہی ہے کہ اوس سے کوئی انکار ہی نہین کرسکتا۔ اور دوسرا

امر ایسا غلط ہے کہ کسی کے خیال مین بھی نہین آسکتا نہ آجتک کسی خارجی نے اسکا دعویٰ کیا۔ کیونکہ جناب امیرؑ پر تو حضرت نے اوس روز نص بخلافت کیا جس روز اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ اور ابھی تک جناب سیدہ فاطمہؑ پیدا بھی نہین ہوئی تھین چہ جائیکہ آنحضرت کو اسکا خیال ہوتا کہ جناب امیرؑ سے انکی تزویج ہوگی۔ یا جناب امیرؑ کو اس کا خیال ہوتا کہ انکے ذریعہ سے جوڑ توڑ لگائینگے۔

بخلاف ابوبکر کہ اون کو یمن کے کاہن سے اسکی خبر مل چکی تھی۔ کہ مکہ مین ایک پیغمبر ہونے والے ہین جنکا دین فروغ پائیگا اور تم انکے خلیفہ ہوگے۔ اسی خیال سے اونھون نے پچاس آدمیون کے بعد اسلام ظاہری قبول کیا۔ کیونکہ ایک جزو خبر کی صداقت تو ظاہر ہو چکی تھی کہ دین اونکا فروغ پائیگا کیونکہ پچاس سے زیادہ مسلمان ہو چکے ہین جو دلیل کامیابی ہے۔

لہذا دوسرے جزو کی فکر پڑی کہ کسی طرح اون کا اثر بھی نمایان ہو۔ اسکے لئے اونھون نے یہ تدبیر سوچی کہ اپنی صاحبزادی کو کسی طرح داخل حرم سرا کرین کیونکہ حضرت خدیجہ کا انتقال ہو چکا ہے چنانچہ آپنے کشف الظلمات مین پڑھا ہوگا صفحہ ۹۶ حصہ ثانیہ۔

کہ جب آپ حضرت خدیجہ کے انتقال سے حد درجہ محزون تھے تو ابوبکر اپنی بیٹی عائشہ کو لائے کہ اس سے آپکی دلبستگی ہوگی پھر واپس لے گئے اوسکے بعد سے حضرت انکے گھر آنے جانے لگے۔ جب مدینہ منورہ آئے تو زفاف کا تقاضا کرنے لگے۔ حضرت نے کہا مہر کا روپیہ نہین ہے تو ابوبکر صاحب جاکر اپنے گھر سے لائے۔ اسپر بھی حضرت نے کچھ نہ کہا تو ابوبکر کی زوجہ نے زبردستی لاکر عائشہ کو حضرت کی گود مین بٹھا دیا جسکے بعد وہی ہوا جو ہونا چاہیئے۔ یہ سب واقعات ازالۃ الخفا مدارج النبوۃ مین تفصیل مذکور ہین کیا دنیا مین کوئی شریف ایسا گذرا ہے جسنے اس طرح اپنی بیٹی کسی کو زبردستی دی ہے۔ پھر انکی غرض بجز اسکے کیا تھی کہ کوئی اہم کام لینا منظور رہا ہے۔

پھر وہ واقعہ بھی تواریخ و احادیث مین موجود ہے کہ جب حضرت بیمار پڑے تو عائشہ نے ابوبکر کو پیشنمازی کرنے کو کہلا بھیجا حفصہ نے عمر کو۔ مگر عائشہ کا جادو چل گیا اور ابوبکر

سے آکر نماز پڑھادی جس سے حضرت کو ایسا صدمہ ہوا کہ عورتون کی نسبت فرمایا انکن صواحب یوسف اور خود جناب امیرؑ اور فضل بن عباس پر تکیہ کرکے مسجد مین تشریف لائے اور بالائے منبر جاکر کچھ ارشاد فرمانا چاہا کہ ابوبکر صاحب آہستہ سے کھسک گئے۔ کیا اس سے انکی نیت کا پتہ نہین چلتا کہ کام تو ہوچکا اب رہنا مناسب نہین شاید حضرت کچھ کہدین اور ان کا نفاق اچھی طرح ظاہر ہوجائے۔ ورنہ کون مسلمان ہوگا جو حضرت کی آخری وصیت کو سننا نہ چاہے۔

پھر تواریخ مین دیکھئے کہ جب حضرت نے انتقال کیا تو عائشہ نہ روئین پیٹین۔ بلکہ چپکے سے آدمی ابوبکر کے پاس بھیجا کہ حضرت نے انتقال کیا۔ ادہر عمر صاحب نے ہنگامہ برپا کردیا کہ جو شخص حضرت کے مرنے کا نام لیگا اوسکا سر گردن سے اوڑادینگے یہانتک کہ ابوبکر آگئے تب جاکر حضرت کی موت کا اعلان کیا گیا۔

کیا یہ ایسے واقعات ہین جو تواریخ و احادیث سے مٹادئے جاسکتے ہین؟ پھر انکو دیکھکر کسکو اس مین شبہہ رہتا ہے کہ عائشہ کو اسی دن کیلئے حرم سرا مین پہونچایا تھا۔

غضب خدا کا حضرت تو اس حالت بیماری مین کہ آخری وقت ہے فرماتے ہین ہمارے بھائی کو بلاؤ اور عائشہ اپنے باپ کو بلاتی ہین اور حفصہ اپنے باپ کو اور حضرت انکو دیکھکر منہ اپنا چھپالیتے ہین اور پھر فرماتے ہین ہمارے بھائی کو بلاؤ جسپر حضرت ام سلمہ کہتی ہین حضرت علیؑ کے سوا کوئی آپکا بھائی ہے۔

کیا ہے دنیا مین کوئی شخص جو ان واقعات کو ملاکر اسکا حکم نہ لگائے گا کہ یہ سب جوڑ توڑ اسی لئے تھا کہ خلافت ملے۔

اب وہ کون شخص ہے دنیا مین جو جناب امیرؑ کے نسبت ایسا خیال کرسکتا ہے کہ حضرت نے کسی طرح کا جوڑ توڑ لگایا ہو کیونکہ آپکو نہ کسی کاہن سے ملاقات ہوئی نہ آپکا سن ایسا تھا کہ ہمین یا باہر کہین جاتے۔ ادہر آنحضرتؐ نے اظہار نبوت فرمایا اور جناب امیرؑ ایمان لائے۔ سات برس تک تو بجز جناب امیرؑ و حضرت خدیجہ کبری کوئی ایسا نہ تھا کہ آپکے ساتھ نماز پڑھے تو کون خیال کرسکتا ہے حضرت نے کسی طمع یا غرض دنیوی سے اسلام قبول

کیا تھا۔
اسکے بعد وہ وقت آیا کہ آنحضرت کو حکم بہ اظہار نبوت ہوا اوسکو حضرت نے یون انجام دیا کہ
جہان اپنی نبوت کا اعلان دیا وہان جناب امیرؑ کی خلافت و وصایت و اخوت کا بھی یہ
جناب امیرؑ کو ضرورت ہی کیا تھی جو جوڑ توڑ کرتے کیونکہ جوڑ توڑ تو ہمیشہ وہ کرتا ہے جسکو
استحقاق نہین ہوتا اور مستحق بننا چاہتا ہے۔

دیکھئے تفسیر معالم التنزیل مین ہے تفسیر سورہ شعراء ص۲۲ مطبوعہ بمبئی

روی محمد بن اسحق عن عبد الغفار بن القسم عن المنهال بن عمرو عن
عبد الله بن الحارث بن عبد المطلب عن عبد الله بن عباس عن
علی بن ابی طالب قال لما نزلت هذه الآیة علی رسول الله صلی الله علیه
وسلم فقال یا علی ان الله امرنی ان انذر عشیرتی الاقربین فضقت بذلك
ذرعا وعرفت انی متی انادیهم بهذا الامر اری منهم ما اکره فصمت علیه
حتی جاءنی جبرئیل فقال یا محمد انك ان لا تفعل ما تؤمر به یعذبك ربك فاصنع
لنا صاعا من طعام واجعل علیه رجل شاة واملا لنا عسا من لبن ثم اجمع
لی بنی عبد المطلب حتی ابلغهم ما امرت ففعلت ما امرنی به ثم دعوتهم
له وهم یومئذ اربعون رجلا یزیدون رجلا او ینقصونه فیهم اعمامهم
ابو طالب وحمزة والعباس رضی الله عنهم وابو لهب فلما اجتمعوا دعا بالطعام
الذی صنعته فجئت به فلما وضعته تناول رسول الله صلی الله علیه وسلم
حذیة من اللحم فشقها باسنانه ثم القاها فی نواحی الصحفة ثم قال خذوا
باسم الله فاکل القوم حتی ما لهم بشیء حاجة وایم الله ان کان الرجل
الواحد منهم لیاکل مثل ما قدمت لجمیعهم ثم قال اسق القوم فجئتهم
بذلك العس فشربوا حتی رووا جمیعا وایم الله ان کان الرجل الواحد
منهم لیشرب مثله فلما اراد رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یکلمهم
بدره ابو لهب فقال سحرکم صاحبکم فتفرق القوم ولم یکلمهم رسول الله صلی

اللہ علیہ فقال الغد یا علی ان ھذا الرجل قد سبقنی الی ما سمعت القول
فتفرق القوم قبل ان اکلمھم فعدلنا من الطعام مثل ما صنعت ثم اجمعھم
ففعلت ثم جمعتہم ثم دعانی بنا بطعام فقربتہ ففعل کما فعل بالامس فاکلوا
وشربوا ثم تکلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا بنی عبد المطلب
انی قد جئتکم بخیر الدنیا والآخرۃ وقد امرنی اللہ تعالی ان ادعوکم الیہ
فایکم یوازرنی علی امری ھذا ویکون اخی ووصیی وخلیفتی
فیکم فاحجم القوم عنہا جمیعاً فقلت وانا احدثہم سنا انا یا نبی اللہ اکون
وزیرک علیہ قال فاخذ برقبتی ثم قال ان ھذا اخی ووصیی
وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا فقام القوم یضحکون یقولون
لابی طالب قد امرک ان تسمع لعلی وتطیع

مطلب حدیث تو واضح ہے کہ جب حضرت کو اعلان نبوت کا حکم ہوا تو جناب امیر کو حکم دیا انکے لیے سامان دعوت کرو جب سب جمع ہوے تو حضرت نے فرمایا کون ہماری وزارت کرتا ہے اس کام مین اس شرط پر کہ وہ ہمارا بھائی وصی خلیفہ ہو تم لوگون مین کسی نے نہ قبول کیا بجز جناب امیر جسپر حضرت نے جناب امیر کی گردن پکڑکر فرمایا یہ میرا بھائی وصی خلیفہ ہے تم لوگون مین اسکا حکم سنو اسکی اطاعت کرو قوم مضحکہ کرتی ہوئی اوٹھ کھڑی ہوئی حضرت ابو طالب سے کہتی ہوئی کہ تمکو حکم دیا ہے کہ علی کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔

اس حکم کے نص صریح ہونے مین تو کسی کافر کو بھی شک نہین ہو سکتا کیونکہ اسی پر اونھون نے مضحکہ کے طور پر کہا تھا کہ تو تمکو حکم ہوا ہے کہ اپنے بیٹے کی فرمانبرداری کرو کیونکہ مضحکہ اونکا اسپر تھا کہ خود تو ابھی کسی طور سے اقتدار نہین رکھتے۔ اور یہ چلے خلیفہ مقرر کرنے جسکو مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی کہدیا کہ خود تو ابھی بادشاہ نہ تھے خلیفہ کیا مقرر کرتے۔ غرض نص صریح ہونے مین تو کسی طرح شک ہی نہین جسکا آخر مین مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی دبی زبان سے اقرار کیا۔ اور عذر کیا تو اسکے صحت کا لہذا یہ مرحلہ بھی سط

کر دیا گیا۔ ملاحظہ ہو البلاغ المبین مندرجہ اصلاح جلد ۱۵۔

یہی مضمون بعینہ تفسیر طبری جلد ۱۹ صفحہ ۶۲ مین بھی ہے مگر صاحبان مطبع نے وصی و خلیفتی کے عوض کذا و کذا لکھا تاریخ طبری۔ تاریخ ابو الفدا کامل سب مین یہی روایت بجنسہ موجود ہے۔

دیکھیے شاہ ولی اللہ صاحب اس واقعہ کو منتظر الخلافہ مین لکھتے ہین از انجملہ آنکہ پیش از ہجرت آنحضرت با او معاملہ منتظر الخلافہ کہ یکے از لوازم خلافت خاصہ است بجا آوردند

پھر اسی واقعہ کو کچھ الفاظ بدل پھیر کر لکھا ہے صفحہ ۲۵۲ مقصد دوم

(۲) پھر واقعہ ہجرت کو لکھا ہے کہ حضرت نے جناب امیرؑ کو اپنے فرش کمخواب پر سلایا (۳) پھر قصہ مواخات کو لکھا ہے کہ آنحضرت نے جب صحابہ مین مواخات قایم کی تو حضرتؑ کو اپنا بھائی فرمایا (۴) پھر واقعہ بدر کو لکھا ہے جسکو جناب امیرؑ نے فتح کیا۔

ان سب کے بعد قصہ تزویج جناب سیدہ کو لکھا ہے جسکے الفاظ یہ ہین اخرج النسائی فی خصایص علی عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ قال خطب ابوبکر و عمر فاطمۃ علیہا السلام فقال رسول اللہ انہا صغیرۃ و خطبہا علی فزوجہا منہ صفحہ ۲۵۴

کہ ابوبکر و عمر نے حضرت فاطمہؑ کا خطبہ کیا رسول اللہ سے تو حضرت نے فرمایا وہ کمسن ہین۔ اور حضرت علیؑ سے اون کا عقد کر دیا۔

یہان آپ کیا ہر شخص یہی کہے گا کہ ابوبکر عمر نے یہ آخری جوڑ توڑ اسی غرض سے لگایا تھا کہ انکے سوا کوئی مستحق خلافت رہے نہین۔

مگر افسوس ابوبکر یا عمر کو اتنی جرات نہوئی کہ حضرتؐ کے اس جواب مین کہتے کہ یا حضرت آپنے ہماری لڑکی نُہ سالہ کو صغیرۃ السن نہ سمجھا مگر اپنی صاحبزادی کے بارہ مین یہ عذر کرتے ہین کہ وہ کمسن ہین حالانکہ پانزدہ سالہ ہین چنانچہ اوسی ازالۃ الخفا مین ہے صفحہ ۲۵۵

انکح رسول اللہ فاطمۃ علی بن ابی طالب بعد واقعۃ احد وکان سنہا یوم تزوجہا خمس عشر سنۃ و خمسۃ اشہر و نصفا و سن علی یومئذ احد و عشرین

سنۃ وخمسۃ اشہر

کہ بوقت نکاح جناب سیدہ کا سن پندرہ برس کا تھا اور جناب امیرؑ کا سن ۲۱ برس کا
غرض یہ تو بالکل غلط ہے کہ جناب امیرؑ نے کسی طرح کوشش کی ہو کیونکہ جو منصب خدا
داد ہوتا ہے وہ کسی کوشش کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ منجانب اللہ ملتا ہے جیسا کہ رسالت
حضرتؐ کو ملی ویسا ہی خلافت جناب امیرؑ کو حاصل ہوئی نہ اسمین کوشش ہوئی نہ اوس مین
نہ حضرت رسولؐ کسی کو قبول رسالت پر مجبور کر سکے نہ جناب امیرؑ۔ اگر جناب امیرؑ کوشش کرتے
تو کیونکر مثل شیخین آپ بھی سقیفہ مین جاتے اور جہان شیخین نے دنگل جمایا تھا وہان
آپ بھی اپنا استحقاق بتاتے حالانکہ انصار وہان کہہ رہے تھے لا نبایع الا علیا تاریخ کامل
مگر حضرت تو رسول اللہ صؐ کے خلیفہ منصوص تھے اوسی خدمت کو انجام دے رہے تھے
جو رسول اللہ صؐ نے مفوض کیا تھا کہ ہمکو غسل دینا دفن کرنا۔
چنانچہ آپکے بعض صحابہ نے یہی اعتراض کیا کہ یا حضرت آج تشریف لاتے ہین اور پہلے
نہ آئے چنانچہ روضۃ الاحباب مین ہے صفحہ ۳۳ جلد ۲

چون از مہم بیعت فراغ حاصل شد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ از وجوہ مہاجر و اعیان انصار
مجمعی ساختہ فرستاد و علی مرتضی کرم اللہ وجہہ را بآن مجلس طلبید وی اجابت فرمودہ دران
مجمع حاضر شد و در محلی لایق نشست و از موجب طلب خویش پرسید عمر فاروق رض
گفت موجب آنست کہ میخواہیم کہ چنانچہ سائر اصحاب با ابوبکر رضی اللہ عنہ بیعت کردہ اند
تو ہم بیعت کنی علی رض گفت من ہمان سخن کہ شما بر انصار حجت ساختہ اید این منصب را
گرفتید بر شما حجت میگردانم راست بگوئید کہ بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اقرب
بود کیست عمر رض گفت ترا نگذاریم تا بیعت کنی علی فرمود اول این سخن مرا جواب باصواب
بگوئید بعد ازان از من بیعت جوئید ابو عبیدہ گفت ای ابو الحسن تو بواسطہ سبقت
در اسلام و فضل و قرابت قریبہ با سید انام علیہ الصلوۃ والسلام سزاوار حکومت و خلافتی
ولیکن چون صحابہ بر ابوبکر اجماع و اتفاق نمودہ اند مناسب اینست کہ تو نیز قدم در دائرہ
وفاق در آری علی گفت ای ابو عبیدہ تو امین این امتی بقول رسول مختار و مقتفی

امانت و تہی است در گفتار و کردار موہبتی کہ حق سبحانہ و تعالی بخاندان نبوت کرامت فرمودہ
در بیان آن مباشید کہ بجای دیگر نقل کنید مہبط قرآن و وحی و مورد امر و نہی و منبع فضل و علم
و معدن عقل و علم ما ئیم و بواسطۂ این امور خلافت راشائستہ و امارت را سزا ئیم بشیر بن سعد
انصاری گفت ای ابوالحسن اگر این داعیہ کہ تو امروز ظاہر میکنی پیش ازین معلوم مردم
شدی ہر آئینہ کہ با تو مضائقہ و منازعہ نمیکردند و با تو بیعت مینمودند و لیکن چون در خانۂ
خود نشستی و مدد اختلاط با مردم نجستی ایشان را گمان این شد کہ تو از خلافت کنارہ میکنی و رفع
غوغای این امور از خود چارہ میکنی الحال کہ جماعتی مسلمانان کسی دیگر را قبول کردہ اند پشیمانی
از پی در می آئی و خود را طرز دیگر مینمائی علی فرمود ای بشیر تو روا میداری کہ من جسد اطہر
و قالب انور سید عالم را غسل نادادہ و تجہیز و تکفین وی نمودہ و از دفن وی فراغت
حاصل نکردہ دم در طلب حکومت و خلافت زدمی و با مردم در منازعت و خصومت شدمی
ابوبکر صدیق چون دید کہ کلمات علی حملہ کرد استوار ہر یکی از آنہا مقابل صد کلمہ بل ہزار
است از راہ رفق و مدارا در آمد و گفت ای ابوالحسن مرا گمان این بود کہ ترا با من در این
امر مضائقہ نباشد و اگر میدانستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہر گز آنرا قبول نکردم
اکنون کہ مردم با من اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق
واقع ساختہ باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ در این امر تفکر و تامل نمائی ہیچ جرمے
بر تو نیست پس علی از مجلس برخاست و متوجہ خانۂ خویش گشت ۔

غرض ریشہ دوانی یا جوڑ توڑ وہاں کیا جاتا ہے جہاں غیر مستحق کوئی تدبیر کرے نہ اسکو
کہ جو وارث اور حقدار ہو وہ اظہار حق و اتمام حجت میں کوشش کرے کہ یہ تو اسپر
واجب ہے ۔

یہ جملہ آپنے بہت سچ کہا ہے اور فاطمہ زہرا کے ذریعہ سے بھی بہت ہی ریشہ دوانیاں
کیں مگر ناکام رہے اور ایسے کہ اسکی نظیر بھی دنیا کی تاریخ میں نہیں "
کیونکہ یہی تو جناب سیدہ نے بھی فرمایا تھا کہ تم ایسی قوم ہو جسکی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ملتی
چنانچہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ میں ہے ص ۱۱

ثم وقفت فاطمة رض علی بابها فقالت لا عهد لی بقوم حضروا اسوء محضر منکم ترکتم رسول الله جنازة بین ایدینا وقطعتم امرکم بینکم لم تستامرونا ولم تردوا لنا حقا۔

کہ جناب سیدہ اپنے دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور فرمایا ہم کو کسی قوم کا علم نہیں جو تم سے بڑھکر برے مقام پر جمع ہوئی ہو کہ رسول اللہ صلعم کا جنازہ ہمارے سامنے چھوڑکر چلے گئے اور باخود جاکر فیصلہ کر لیا ہو ہمارے حق کا مطلق خیال نہ کیا۔

دیکھئے جو شکایت جناب سیدہ فرماتی ہیں کہ مجھے بدتر کوئی قوم نہیں گذری تھی تو آپ بھی فرماتے ہیں وہ کہ اسکی نظیر بھی دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

کیونکہ واقعی کسی قوم میں خواہ یہود ہو یا نصاری مجوس ہو یا ہنود ایسا واقعہ نہیں گذرا کہ حقدار اس طرح محروم کیا گیا ہو۔ یہانتک کہ خود آپکے محمدی فرقہ میں بھی اگر غلطی سے مولوی نورالدین صاحب خلیفہ بنائے گئے تھے تو بہت جلد بدل گئے اور صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ بنا لیا۔ حالانکہ مولوی نورالدین صاحب نے بھی خلافت پاکر وہ کام نہیں کیا جو ابوبکر عمر نے کیا تھا۔

یہ بالکل غلط ہے جو آپ لکھتے ہیں اس اعتراض کا جو شیعوں کے اعتقاد کے موافق حضرت علی کی ذات پر پڑتا ہے قیامت تک کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ جناب امیر پر کوئی اعتراض نہیں نہ جناب رسالتمآب پر نہ شیعوں پر۔ اسلئے کہ شیعہ تو اوسپر چلتا ہے جو عبادی والا کوئی کام کرتا ہے یہان خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ تم اپنا خلیفہ حضرت علی کو مقرر کرو اوسکو حضرت نے انجام دیا۔ اور شیعہ اوسکو قبول کرتے ہیں اور اوس حکم کی اطاعت و اتباع میں آجتک بسر کرتے ہیں بخلاف اہلسنت کہ اونکا کوئی اصول درست ہوتا ہے نہ کوئی قاعدہ۔ ایکدفعہ خلافت کو مدینہ پنچایتی بنایا جس سے ابوبکر خلیفہ ہوئے دوبارہ یہ اصول جانشینی مانا کہ جسکو پہلا خلیفہ مقرر کر جائے وہ خلیفہ ہے جس سے عمر صاحب خلیفہ ہوئے اب تیسری چال چلی گئی کہ عمر نے چھ آدمیوں کو نامزد کیا کہ وہ خلیفہ بنائیں جس سے عثمان خلیفہ ہوئے۔

معاویہ کیلئے یہ سب اصول توڑ تاڑ اور یہ بنایا کہ جو زور شمشیر خلیفہ ہو وہی خلیفہ ہوے۔

اب جب یزید و عبدالملک وغیرہ کا نام لیا جاتا ہے کہ ان میں تو سب شرائط پائے گئے انکو خلیفہ تو

تو سب کانون پر ہاتھ دھرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم تو اسکو خلیفہ نہین مانتے حالانکہ کل خلفا سے اسکو افضل
ماننا چاہیئے کہ کل شرایط اسمین جمع تھی ۔

غرض اگر کامیابی وناکامی پر آپکا دارومدار ہے تو ہر جگہ اسی اصول کو ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ جو کامیاب
ہوا وہ حق ہے اور جو ناکام ہے وہ باطل پھر بتاؤ یزید سے بڑھکر کون کامیاب ہوا کیا یزید کی کامیابی کا
مقابلہ ابوبکر عمر کر سکتے ہین ۔

قولہ اسلئے کہ شیعہ ایمان رکھتے ہین کہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل ہونے کا پورا یقین تھا اور وہ اپنے یگانہ
استحقاق پر بہت وثوق رکھتے تھے اور وہ صحیفہ مختومہ کو خوب جانتے تھے جو حضرت جبرئیل خدا کی طرف
سے آنحضرتؐ کے پاس لائے تھے جس مین آنحضرت کے بعد وہ وصی اور خلیفہ تھے اور ان کے بعد ان کے
صاحبزادے حسنؑ اور حسینؑ کے بعد ان کی اولاد امام قائم الزمان تک ۔ ۱ھ

اقول حضرت کو کیا خود رسول اللہ کو اور تمامی مومنین کو بلکہ خود آپکے صحابہ کو معلوم تھا کہ خلیفہ رسول
بلافصل جناب امیر ہین کہ آنحضرت نے ابتداے روز اعلان رسالت سے اسکا اعلان کیا مگر اوسکے ساتھ
یہ بھی معلوم تھا کہ صحابہ اس حکم کو قبول نہ کرینگے اور آپکو خلیفہ نہ مانینگے چنانچہ خود آپکے شاہ ولی اللہ
صاحب نے چند حدیثین اس مضمون کی لکھی ہین ملاحظہ ہو ازالۃ الخفا صفحہ ۱۲۲ مقصد اول ۔

باز آنحضرت خبر دادند کہ امت بر حضرت مرتضی جمع نشود تا الم خاطر مبارک خود تقریر فرمودند اخرج
الحاکم عن علی رض قال ان مما عھد الی النبی صلعم ان الامۃ ستغدر بی بعدک واخرج الحاکم
عن ابن عباس قال قال النبی صلعم لعلی اما انک ستلقی بعدی جھدا قال فی سلامۃ
من دینی قال فی سلامۃ من دینک واخرج ابو یعلی عن علی بن ابیطالب قال
بینما رسول اللہ صلعم اخذ بیدی ونحن نمشی فی بعض سکک المدینۃ اذ اتینا علی
حدیقۃ فقلت یا رسول اللہ ما احسنھا من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن
منھا ثم مررنا باخری فقلت یا رسول اللہ ما احسنھا من حدیقۃ قال لک
فی الجنۃ احسن منھا حتی مررنا بسبع حدائق کل ذلک اقول ما احسنھا و
یقول لک فی الجنۃ احسن منھا فلما خلا لہ الطریق اعتنقنی ثم اجھش باکیا
قال قلت یا رسول اللہ صلعم ما یبکیک قال ضغائن فی صدور اقوام لا یبدونھا

لک الامن بعدی قلت یارسول اللہ فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک واخرج احمد عن علی حدثنا فی اخرہ وان تؤمروا علیًّا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیًّا یاخذ بکم الطریق المستقیم واخرج الطبرانی عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لعلی انک مؤمر مستخلف وانک مقتول وان ھذہ مخضوبۃ من ھذہ یعنی لحیتہ من راسہ۔

یعنی امام حاکم جناب امیرؑ سے روایت کرتے ہین کہ حضرتؐ نے فرمایا رسول اللہؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ امت تمسے غدر کریگی (۲) ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے جناب امیرؑ سے فرمایا قریب ہے کہ تم ہمارے بعد بلاؤن مین مبتلا ہوگے جناب امیرؑ نے عرض کیا کہ یہ امر ہمارے دین کی سلامتی مین ہوگا حضرتؐ نے فرمایا کہ ہان تمھارے دین کی سلامتی مین ہوگا۔

(۳) ابو یعلی نے جناب امیرؑ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہؐ ہمارا ہاتھ پکڑے بعض کوچہاے مدینہ مین جارہے تھے کہ ایک باغچہ پر گذر ہوا مینے کہا کیا خوب باغ ہے یارسول اللہ حضرتؐ نے فرمایا جنت مین تمھارے لئے اس سے بہتر باغ ہے اسی طرح سات حدیقہ پر گذر ہوا اور اسی قسم کا کلام ہوا یہان تک کہ راہ خالی ہوئی تو حضرتؐ نے ہمارے گلے مین ہاتھ ڈالدیا اور شدت سے رونے لگے مینے عرض کیا یارسول اللہ کیون گریہ فرماتے ہین حضرت نے فرمایا قوم کے دلون مین کینے ہین جنکو وہ لوگ نظاہر کرینگے مگر ہمارے بعد مینے عرض کیا یارسول اللہ اس وقت میرا دین سالم رہیگا حضرت نے فرمایا ہان دین کی سلامتی مین ہوگا۔

(۴) امام احمد جناب امیرؑ سے روایت کرتے ہین کہ حضرتؐ نے ایک حدیث فرمایا جسکے آخر مین کہا اگر تم علی کو حاکم بناؤ اور نہین گمان ہے کہ تم ایسا کروگے۔ تو ضرور تم اونکو ہادی مہدی پاؤگے جو صراط مستقیم پر تمکو لیچلین گے۔

(۵) طبرانی نے جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا تم ضرور حاکم اور خلیفہ بنائے جاؤگے اور تم قتل کئے جاؤگے اور یہ ریش تمھاری اس سر کے خون سے خضاب کیجائیگی۔

پھر جو شخص آنحضرت پر معمولی طور سے بھی ایمان لایا ہوگا وہ ضرور ان احادیث کی تصدیق کریگا اور سمجھیگا کہ جس طرح حضرتؐ نے جناب امیر کو بحکم خدا اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کیا اوسی طرح اوسکی بھی

خبر دی کہ امت تم سے غدر کریگی اور تمھاری خلافت کو قبول نہ کریگی۔ اور اگر خلافت کو قبول بھی کریگی تو تمکو قتل کریگی۔

پھر کیونکر یہ شیعہ اسکے قائل ہوں بلکہ اہلسنت بھی قائل ہیں کہ جناب امیرؑ کو اپنے خلیفہ بلا فصل ہونے کا پورا یقین تھا اور اپنے اسکا استحقاق پر پورا وثوق رکھتے تھے اور جو کچھ مولف نے کہا وہ سب حضرت کو معلوم تھا۔ مگر اسی طرح کہ حکم رسول یہ ہے اور عمل صحابہ یہ ہے۔ آنحضرتؐ نے دوازدہ امام کا نام بنام بتایا یہانتک کہ امام قائم الزمان عجتک مگر صحابہ نے اس حکم کو مانا نہیں۔

قولہ اور حضرت علی جانتے تھے کہ پیغمبر خدا کی بعثت کی غرض اور رسالت کا مدعا یہی تھا کہ علی کی وصایت کا اشتہار دیں اور اسکے استحکام کی تدبیریں کریں غرض شیعوں کے اعتقاد کے موجب یہ ساری باتیں حضرت علیؑ کو جوش سے خلافت کے انتظار میں رکھتی تھیں۔

اقول بیشک حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک سے یہ ثابت ہو کہ دنیا کی خلقت صرف رسول اللہ کے ذریعہ سے ہوئی تو یہ بھی معلوم ہوا کہ علت غائی ایجاد عالم جناب امیرؑ بھی ہیں کیونکہ نفس رسول ہیں پس اگر خلقت کی علت اقرار بہ رسالت رسول ہے تو وصایت جناب امیرؑ بھی ضرور علت خلقت و بعثت ہے۔

غرض یہ سب کچھ ہی مگر یہ بالکل غلط ہے کہ جناب امیرؑ کو حصول خلافت کا انتظار ہو کیونکہ بتعلیم رسول اللہ آپکو معلوم تھا خلفائے ثلثہ آپکو کامیاب ہونے نہ دینگے اور جب دنیا ان تینوں سے خالی ہو جائیگی تو عائشہ طلحہ زبیر معویہ آپکو فارغ البال نہ رہنے دینگے۔

یہ سب باتیں جناب امیرؑ کو معلوم تھیں اور آپ جانتے تھے کہ یہی ہونا ہے مگر اظہار حق کیلئے بھی آپ مجبور تھے کہ ہر دفعہ حق کو ظاہر کریں شاید اب کوئی قبول کرے چنانچہ تیسری خلافت میں فرمایا فقال علی لیس هذا اول یوم تظاهرتم فیه علینا فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون والله ما ولیت عثمان الا لیرد الامر الیک والله کل یوم فی شان فقال عبد الرحمن یا علی لا تجعل علی نفسک حجة وسبیلا فخرج علی وهو یقول سیبلغ الکتاب اجله فقال المقداد یا عبد الرحمن اما والله لقد ترکته وانه من الذین یقضون بالحق وبه یعدلون فقال یا مقداد والله لقد اجتهدت للمسلمین قال ان کنت اردت

اللہ فانا بانت اللہ ثواب المحسنین فقال المقداد ما رایت مثل ما اتی الی اہل ھذا البیت بعد نبیہم انی لاعجب من قریش انہم ترکوا رجلا ما اقول ولا اعلم ان رجلا اقضی بالعدل ولا اعلم منہ اما واللہ لو اجد اعوانا علیہ فقال عبد الرحمان یا مقداد اتق اللہ فانی خائف علیک الفتنۃ فقال رجل للمقداد رحمک اللہ من اہل ھذا البیت ومن ھذا الرجل قال اہل البیت بنو عبد المطلب والرجل علی بن ابی طالب فقال علی ان الناس ینظرون الی قریش والقریش تنظر بینہا فتقول ان ولی علیکم بنو ہاشم لم تخرج منہم ابدا وما کانت فی غیرہم تداولتموہا بینکم ص ۲۶ جلد ۳

یعنی جب عبد الرحمان نے عثمان کی بیعت کر لی تو حضرت علیؑ نے فرمایا یہ پہلا دن نہیں ہے جسمیں تم نے اس قسم کی زبردستی کی ہو بس صبر جمیل ہے واللہ المستعان علی ما تصفون واللہ تو نے اسی لیے عثمان کو خلیفہ کیا ہے کہ وہ پھر تجھے لوٹا دے (جیسا کہ ابوبکر نے عمر کو لوٹا دیا تھا) حالانکہ خدا ہر روز نئے شان میں ہے عبد الرحمان نے کہا اے علیؑ اپنی نفس پر حجت و سبیل نہ قائم کرو پس نکلے حضرت علیؑ اور فرماتے رہے قریب ہے کہ کتاب خدا اپنی مدت کو پورا کرے مقداد نے کہا اے عبد الرحمان تو نے ایسے شخص کو چھوڑ دیا جو فیصلہ بحق کرتا عبد الرحمان نے کہا اے مقداد تو نے مسلمانوں کیلئے بڑی کوشش کی اگر خدا کیلئے کیا ہے تو وہ ثواب محسنین عطا کریگا مقداد نے کہا جو مصیبت اس خاندان پر بعد رسالتمآب آئی کسی پر نہیں پڑی اے کاش ہمکو کچھ اعوان و انصار ملتے تو ہم جہاد کرتے حضرت علیؑ نے کہا سبکی نظر قریش پر ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ اور قریش اپنی اغراض کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر بنی ہاشم نے اسپر قبضہ پایا تو پھر کبھی ان سے یہ خلافت نہ نکلیگی اور جب تک غیروں میں رہیگی ہاتھ لگاتے رہینگے۔

قولہ اب اگر یہ سچ ہے کہ حضرت علیؑ نے حصول خلافت کیلئے غم کیا اور پھر وہ بے نیل مرام کنج احزان میں بیٹھ گئے تو شیعہ پر فرض ہے کہ ان کے صدق و حقیت اور نفاق سے بری ہونیکا ثبوت دیں ورنہ اس نص صریح کی رو سے انھیں بچائیں

اقول اگر دنیا میں کسی نابینا پر اعتماد ہے تو ضرور ماننا پڑیگا کہ جناب امیر نے ہمیشہ اظہار حق فرمایا اور

خلایق کو بتایا کہ بنص خدا و رسول خلافت ہمارا حق ہی اور ہمکو آنحضرت نے خلیفہ بلافصل مقرر کیا ہی کیونکہ اگر اس سے انکار کیا جائے تو پھر نہ اہلسنت کا مذہب قایم رہ سکتا ہے نہ کسی تواریخ پر اعتماد رہ سکتا ہے کیونکہ کل محدثین مورخین نے اس واقعہ کو لکھا ہے یہانتک کہ غیر اسلام والون نے بھی اسکو بصراحت تمام لکھا ہے۔ اور یہ بھی ضرور ثابت ہی کہ تا عہد خلفائے ثلثہ آپکو خلافت نہین ملی۔ رہا یہ کہ پھر اس سے معاذاللہ جناب امیرؑ کا نفاق ثابت ہوتا ہے. تو اسکی فکر مرزائیون اور اہلسنت کو کرنی چاہیے کیونکہ وہی یہ کلیہ بناتے ہین ھموا بمالم ینالوا کہ منافقون کی یہ شان ہے کہ جسکا وہ ارادہ کرتے ہین اوسمین کامیاب نہین ہوتے کیونکہ یہ قرآن مجید کا آیہ ہے نہ کہ شیعون کی حدیث ہو پس اگر اس سے نفاق جناب امیرؑ ثابت ہوسکتا ہے تو اہلسنت فکر کرین اونکا خلیفہ چہارم منافق ٹھہرتا ہے۔ پھر خلفائے ثلثہ کے منافق ہونے مین کیا عذر ہے۔

رہے شیعہ وہ تو سرے سے کہتے ہین یہ آیہ بطور کلیہ نہین ہی۔ بلکہ ایک جزئی واقعہ ہے جسکو خداوند عالم نے بیان فرمایا کہ منافقین نے حضرت کو قتل کرنا چاہا اوس مین وہ ناکامیاب رہے۔ نہ یہ کہ یہی کلیہ ہو کیونکہ خدا نے اسی لفظ کو ھموا باخراج الرسول مین بھی صرف کیا ہے جس مین وہ ضرور کامیاب ہوے کہ حضرت کو مکہ سے نکالدیا۔ پس اگر ہموا بمالم ینالوا قاعدہ کلیہ قرار پاے تو قرآن غلط ہوتا ہے۔

لہذا شیعون کو تو کوئی فکر ہی نہین وہ تو کہتے ہین اگر جناب امیرؑ ایسا نہ کرتے اظہار حق نہ فرماتے تو مصداق لاتلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون ہوتے لہذا حضرت مجبور تھے کہ اظہار حق فرمائین وما علی الرسول الا البلاغ۔

غرض جواب یا ابطال وہان کیا جاتا ہے جہان کوئی مدعی ہو۔ آپ اسکے مدعی ہون کہ جناب امیرؑ معاذاللہ منافق تھے۔ پھر دیکھیے کیسا قہر الٰہی آپ پر نازل ہوتا ہے کیونکہ جناب امیرؑ کا ایمان یا معاذاللہ نفاق تابع ایمان ونفاق جناب رسول اللہ ہے کیونکہ آپ تو بنص قرآن نفس رسول ہین جو آنحضرت کا حال ہوگا وہی جناب امیرؑ کا بھی مگر یہ کہ قرآن سے بھی انکار کر جائے۔

قولہ مگر سارا جہان یاد رکھے کہ حضرت صدیق کو راست باز ماننے اور ہمارے رنگ مین جناب علی مرتضی علیہ السلام کو ماننے کے سوا ایسے خوفناک اعتراضون سے کوئی مخلصی نہین ہوسکتی۔

اقول مگر مشکل یہ ہے کہ اگر ابوبکر کو راست باز مانتے ہین تو قرآن اور رسالت رسول اللہ سے انکار کرنا لازم آتا ہے اسی طرح اگر جناب امیرؑ کو آپکے رنگ مین مانین تو پھر قرآن حدیث سب سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے نہ قرآن ہی پر ایمان رہ سکتا ہے نہ صحاح ستہ پر جن مین یہ قصہ بتصریح مذکور ہے۔ شاید اسی وجہ سے آپنے اپنے لئے بنی تراشا مگر مشکل یہ ہے کہ وہ بھی اسی قرآن وحدیث سے سند لاتا ہے۔ پھر بغیر آریہ ہوے آپکو چارہ نہین۔

قولہ ہم ایمان رکھتے ہین کہ حضرت علی علیہ السلام قرآن کریم کے عارف تھے۔ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رموز اور اسرار سے واقف تھے اور خدا تعالی کی صفات اور اسمائے حسنی پر سچا اعتقاد رکھتے تھے۔ وہ حضرت صدیق کی خلافت بلافصل پر شرح صدر سے ایمان رکھتے تھے

اقول مگر یہ تو ایسے متضاد کلمات آپنے ارشاد فرمائے ہین کہ اگر کوئی شخص اس صفت کا نکلے تو پھر وہ مسلمان ہی نہین رہ سکتا کیونکہ قرآن تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ رسول اللہ کے خلیفہ بلافصل جناب امیرؑ ہین۔ رسولخدا روز اظہار نبوت سے تا وقت وفات فرماتے ہین علی میرے خلیفہ اور جانشین ہین۔ پھر جسکا ایمان قرآن وحدیث پر ہو وہ کیونکر مان سکتا ہے کہ خلافت ابوبکر حق ہے۔ کیا شب وروز جمع ہو سکتے ہین یا سیاہی وسفیدی ایک جگہ جمع ہو سکتی ہی محال ہے۔ یہی تو سبب ہے کہ ابوبکر لیکر شاہ عبدالعزیز دہلوی تک کوئی اسکا مدعی نہین ہوا کہ ابوبکر بنص و حکم خدا ورسول خلیفہ ہوئے۔ بلکہ سب یہی کہتے ہین کہ اجماع پنچایتی سے خلیفہ ہوے جس سے یزید بھی خلیفہ بنا اور کل فساق وفجار خلیفہ بنتے گئے۔

قولہ اور طبری کی ایک روایت کے موافق عثؓ سب سے پہلے انھون نے حضرت صدیق سے بیعت کی اور دیوانون کی طرح بیعت کی منزل مین دوڑے گئے کہ وہ اس کار خیر مین سابقین مین شمار کئے جائین۔ اور ہم یہ ایمان رکھتے ہین کہ وہ پاک مطہر مقدس مزکی دل رکھتے تھے ان کے دل مین کبھی ایسا ارادہ پیدا ہی نہین ہوا کہ وہ خلیفہ بلافصل ہوتے۔

اقول افسوس آپنے روایت طبری کو لکھا نہ اوسکے صفحہ کا حوالہ دیا حالانکہ اگر ایسا کرتے بھی اب تو کیا فائدہ تھا کیونکہ جب صحیح مسلم مین صاف طور پر یہ مرقوم ہے کہ جناب امیرؑ اور بنی ہاشم نے کسی نے بھی چھ ماہ تک بیعت نہ کی تو اب طبری کو کون مان سکتا ہے ملاحظہ ہو خلافت بکری۔

مولوی صاحب آپ تو فرماتے ہیں کہ معاذ اللہ جناب امیرؑ نے پہلے ہی جاکر بیعت کر لی مگر آپکے علما

لکھتے ہیں ملاحظہ ہو کشف الاسرار بزدوی صفحہ ۲۴۷ جلد ۳

وامامۃ ابی بکر فانہا لم تکن ثابتۃ قبل موافقۃ علی وسعد وسلمان بالاجماع بل بالبیعۃ من الاکثر وھی کافیۃ لانعقاد الامامۃ ثم رجع ھولاء الی ما اتفق علیہ العامۃ فتم الاجماع وتاکدت الامامۃ اذ ذاک بالاجماع۔

امامت ابوبکر ثابت نہ تھی قبل موافقت علیؑ وسعد وسلمان اجماع سے بلکہ بیعت اکثر سے اور وہ کافی ہے انعقاد امامت کیلئے پھر ان لوگوں نے رجوع کیا تو اجماع بھی ہوا۔

(۱) اب سوال یہ ہے کہ قبل موافقت جناب امیرؑ و سلمان و سعد جب خلافت ابوبکر ثابت نہ تھی۔ تو اس زمانہ میں جتنے صحابہ کی موت ہوئی وہ کیسی ہوئی کیونکہ صحیح مسلم میں ہے من مات بغیر امام فقد مات میتۃ الجاہلیۃ۔ تو چونکہ امامت ابوبکر اسوقت تک بالاجماع ثابت نہ تھی لہذا ان سب کی موت جاہلیت ہوئی۔

(۲) جناب امیرؑ کی موافقت جو ہوئی تو چھ مہینہ بعد ہوئی جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے جلد ۲ صفحہ ۹ فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ شیئاً فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر من ذالک قال فھجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشھر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی بن ابی طالب لیلاً ولم یوذن بہا ابابکر وصلے علیہا علی وکان لعلی من الناس وجہۃ حیات فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر ومبایعتہ ولم یکن بایع تلک الاشھر۔

جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب ابوبکر نے فدک دینے سے انکار کیا تو جناب سیدہ رنجیدہ ہوئیں پھر کبھی ابوبکر سے کلام نہ کیا چھ مہینہ زندہ رہیں جب انتقال کیا تو رات ہی کو دفن کی گئیں اور ابوبکر کو اجازت نہ ملی اسکے بعد سب کا منہ حضرت علیؑ سے پھر گیا تو مضطر ہوئے کہ ابوبکر سے صلح کریں۔ اتنے دنوں (یعنی چھ مہینے تک) حضرت علیؑ نے بیعت نہیں کی تھی۔ تو چھ ماہ تک خلافت ابوبکر ثابت نہیں ہوئی

رہا دوسرا جزو موافقت سعد کا تو کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ میں ہے صفحہ ۱۶

تخلف سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ عن البیعۃ فقال سعد بن عبادۃ اما

واللہ لو ان لی ما اقدر بہ علی النہوض لسمعتم منی فی اقطارہا زئیرا یجحرک
واصحابک ولالحقنک بقوم کنت فیہم تابعا غیر متبوع خاملا غیر عزیز فبایعہ الناس
جمیعا حتی کادوا یطؤن سعدا فقال سعد قتلتمونی فقیل اقتلوہ قتلہ اللہ فقال
سعد احملونی من ہذا المکان فحملوہ فادخلوہ دارہ وترک ایاما ثم بعث الیہ
ابوبکر ان اقبل فبایع فقد بایع الناس وبایع قومک فقال اما واللہ حتی ارمیکم
بکل سہم فی کنانتی من نبل واخضب منکم سنانی ورمحی واضربکم بسیفی ما
ملکتہ یدی واقاتلکم بمن معی من اہلی وعشیرتی ولا واللہ لو ان الجن اجتمعت
لکم مع الانس ما بایعتکم حتی اعرض علی ربی واعلم حسابی فلما اوتی بہذا ابوبکر
من قولہ قال عمر لاتدعہ حتی یبایعک فقال لہم قیس بن سعد انہ قد ابی
ولج ولیس یبایعکم حتی یقتل ولیس بمقتول حتی یقتل ولدہ معہ واہل
بیتہ وعشیرتہ ولن تقتلوہم حتی تقتل الخزرج ولن تقتل الخزرج حتی تقتل
الاوس فلا تفسدوا علی انفسکم امرا قد استقام لکم فاترکوہ فلیس ترکہ بضارکم
وانما ہو رجل واحد فترکوہ وقبلوا مشورۃ بشیر بن سعد واستنصحوہ
لما بدا لہم منہ فکان سعد لا یصلی بصلاتہم ولا یجمع بجمعتہم ولا یفیض
بافاضتہم ولو یجد علیہم اعوانا لصال بہم ولو یبایعہ احد علی قتالہم
لقاتلہم فلم یزل کذلک حتی توفی ابوبکر رحمہ اللہ وولی عمر بن الخطاب
فخرج الی الشام فمات بہا ولم یبایع لاحد رحمہ اللہ۔

سعد بن عبادہ نے کہا قسم خدا کی اگر ہم میں کھڑے ہونیکی طاقت ہوتی (کیونکہ اس وقت بیمار تھے) تو ہماری شیرانہ آواز کو سنتے جس سے تم لوگ نکالدیے جاتے اور پھر اوسی قوم میں جا ملتے جس میں تم تابع تھے نہ متبوع گمنام تھے نہ عزیز۔

ادہر سعد بن عبادہ یہ تقریر کر رہے تھے۔ اودھر سب نے ابوبکر کی بیعت شروع کی جس سے قریب تھا کہ سعد کچل جائیں سعد نے غل مچایا کہ تم نے ہمکو مار ڈالا کہا گیا کہ قتل کر ڈالو اسکو خدا قتل کرے سعد نے کہا ہمکو یہاں سے لے چلو۔ کچھ دنوں تو یونہی چھوڑے گئے پھر ابوبکر نے بلا بھیجا کہ آؤ تم بھی بیعت کر لو کہ تمہاری

قوم اور سب بیعت کر چکے ہین۔

سعد نے جواب دیا کہ قسم بخدا ہرگز نہین جبتک ہم اپنے ترکش کے سب تیر تم پر نہ چلا لین اور تمھارے خون سے اپنے نیزہ تیر کو رنگین نہ کرلین اور جس وقت تک طاقت رہے اوس وقت تک تیر تلوار چلاتے رہین اور اپنے اہل وعشیرہ کیساتھ تمسے قتال نہ کرلین نہین نہین قسم خدا کی اگر تمھارے ساتھ جنات بھی شریک ہون تب بھی ہم تمھاری بیعت نہ کرین یہانتک کہ خدا سے ملاقات کرین اور اپنا حساب کتاب سمجھین۔

سعد کا جب یہ پیام ابوبکر کو پہونچا تو عمر نے کہا جبتک بیعت نہ کرین تو چھوڑو مگر قیس بن سعد نے کہا کہ اب اوس نے انکار کیا اور انکار پر مصر ہے۔ تو جبتک قتل نہوگا وہ بیعت نہ کریگا اور جبتک اوسکی اولاد اسکے ساتھ قتل نہو وہ قتل نہوگا اور اولاد کا قتل ہونا اوسی وقت ہوگا کہ تمام کنبہ قبیلہ خزرج قتل ہوجاے جسکے ساتھ قبیلہ اوس بھی قتل ہوجاے لہذا تم اونکو اپنے حال پر چھوڑدو کہ تمھارا کام بن گیا ہے وہ تنہا ہے اوسکے چھوڑدینے سے تمھارا کچھ بگڑتا نہین کیونکہ تنہا آدمی ہے۔ لوگون نے اون کا مشورہ قبول کیا۔

سعد بن عبادہ نہ انکے ساتھ نماز پڑھتے نہ ان کے مجمع مین شامل ہوتے نہ حج مین انکے ساتھ آتے۔ اگر کوئی بھی اون کی بیعت کرتا تو وہ ضرور ان سے جنگ کرتے وہ اسی حال مین رہے یہانتک کہ ابوبکر نے وفات کی۔ اور عمر خلیفہ ہوے تو مدینہ سے شام چلے گئے اور وہین وفات کی رحمہ اللہ اور کسی کی بیعت نہ کی۔

اب حضرات اہلسنت فرمائین کہ خلافت ابوبکر کا کیا حشر ہوا کیونکہ فخرالاسلام نے کہا جب خباب اثیر وسعد وسلمان نے بیعت کی اوس وقت خلافت ابوبکر پوری ہوئی مگر اس عبارت سے تو معلوم ہوا کہ سعد نے کبھی بیعت ہی نہ کی تو پھر خلافت کا کیا نتیجہ ہوا۔

استیعاب مین ہے «تخلف سعد بن عبادہ عن بیعۃ ابی بکر رض و خرج من المدینۃ ولم ینصرف الیہا الی ان مات بحوران من ارض الشام سنتین و نصف مضت من خلافۃ عمر و ذلک سنۃ خمس عشرۃ و قیل سنۃ اربع عشرۃ و قیل بل مات سعد بن عبادہ فی خلافۃ ابی بکر سنۃ احدی عشرۃ ولم یختلفوا انہ وجد میتا

فی مغتسلہ وقد اخضر جسدہ ولم یشعروا بموتہ صفحہ ۷۶ جلد ۲

یعنی سعد بن عبادہ کنارہ کش ہوئے بیعت ابو بکر سے اور نکل گئے مدینہ سے اور پھر مدینہ مین نہ آئے یہانتک کہ مقام حوران مین ارض شام مین وفات پائی۔ ڈھائی برس گذرنے پر خلافت عمر سے یہ واقعہ ۱۵؁ھ کا یا ۱۴؁ھ کا۔ بعض کہتے کہ ۱۱؁ھ مین بعہد خلافت ابو بکر انتقال کیا مگر اسمین کسی کو اختلاف نہین کہ وہ اپنے غسل خانہ مین مردہ پائے گئے کہ بدن اون کا سبز ہوگیا تھا اور کسیکو اونکی موت نہ معلوم ہوئی اب علمائے اہلسنت بتائین (۱) خلافت ابو بکر باطل ہوئی یا نہین کیونکہ فخر الاسلام نے بیعت سعد بن عبادہ کو بھی ثبوت خلافت ابو بکر کی تپائی کا ایک پایہ بنایا تھا جو یون ٹوٹا کہ کبھی بیعت ابو بکر کی نگی (۲) پھر سعد بن عبادہ کے بارہ مین کیا حکم ہے جو مدت العمر خلافت شیخین سے علیحدہ رہے اور ہمیشہ دھمکی دیتے رہے کہ تیر و نیزہ سے کام لینگے (۳) پھر قاتل سعد بن عبادہ کے بارہ مین کیا حکم ہے کیونکہ واقعہ مذکورہ تو صاف بتا رہا ہے زہر دیا گیا جس سے بدن اون کا سبز ہوگیا تو کیا غیر طرفداران خلافت سے کوئی اون کا قاتل ہو سکتا ہے۔

اور ایک سعد بن عبادہ پر کیا موقوف ہے جتنے سمجھدار صحابہ تھے جن مین کچھ بھی ایمانداری یا عقل کا مادہ تھا وہ اس خلافت کو ناجائز ہی جانتے کنز العمال مین ہے صفحہ ۱۲۵ جلد ۳

عن طارق بن شہاب عن رافع بن ابی رافع قال لما استخلف الناس ابا بکر قلت صاحبی الذی امرنی ان لا تامر علی رجلین فارتحلت فانتہیت الی المدینۃ فتعرضت لابی بکر فقلت لہ یا ابا بکر اتعرفنی قال نعم قلت اتذکر شیئا قلتہ لی ان لا تامر علی رجلین وقد ولیت امر الامۃ فقال ان رسول اللہ صلعم قبض والناس حدیث عہد بکفر فخفت علیہم ان یرتدوا وان یختلفوا فدخلت فیہا وانا کارہ ولم یزل بی اصحابی فلم یزل یعتذر حتی عذرتہ (ابن راہویہ والعدنی والبغوی وابن خزیمہ)

یعنی رافع بن ابی رافع صحابی کا بیان ہے کہ جب ابو بکر کو لوگون نے خلیفہ بنایا تو ہمنے کہا یہ تو ہمارا وہی دوست ہے جو ہمکو حکم دیتا کہ کبھی دو آدمی پر بھی حکومت نہ کرنا۔ اسی خیال سے ہمنے گھر سے سفر کیا اور وارد مدینہ ہوئے۔ ابو بکر سے ملاقات کرکے کہا ہمکو پہچانتے ہو کہا ہان تب ہمنے کہا یہی تمکو یاد ہے کہ ہمکو نصیحت کیا کرتے تھے۔ دو آدمی پر بھی حکومت نہ کرنا پھر کیا ہوگیا جو تم ساری امت کے حاکم بن بیٹھے۔

ابوبکر نے کہا حضرت نے انتقال کیا اور لوگ تازہ عہد تھے کفر کے ساتھ آنحضرت کی نبوت کو ۲۳ سال گذر چکے تھے۔ اسپر بھی وہ تازہ عہد تھے) لہذا ہمکو یہ خوف ہوا کہ کہین مرتد ہون اور اختلاف نہ پیدا ہو۔ اس لئے ہم اس مین داخل ہوے حالانکہ کارہ تھے اور ہمیشہ ہمارے اصحاب سمجھاتے رہے ابوبکر اسی قسم کا عذر بیان کرتے رہے یہانتک کہ ہمنے اون کا عذر قبول کیا۔

ہمکو ابوبکر کے کلام سے غرض نہین کیونکہ وہ دل   جو آج کل اسلامی ممالک کے دست بردہ ہین عذر کر رہے ہین اور اونکے وزرا جس قسم کی تقریرین کرتے ہین وہ سب کے پیش نظر ہے۔ پھر حضرت ابوبکر تو سب کے استاد تھے مگر کون کہے کہ رسول اللہ تیئیس برس تک نبوت فرما چکے۔ اسپر بھی سب مسلمان تازہ عہد بکفر ہین۔ تو آپ کون قدیم الاسلام ہین آپکے تازہ عہد بکفر ہونیکی تو وہی حدیث صحیح بخاری کافی ہے جس مین آنحضرت آپکی بیٹی عائشہ سے فرمارہے ہین اگر تیری قوم تازہ عہد بکفر نہوتی جس مین کسی مسلمان کو عذر نہین ہوسکتا کہ ابوبکر اوس مین ضرور داخل ہین۔ پھر خود حدیث ازالۃ الخفا دیکھئے کہ حضرت نے بقسم شرعی فرمایا کہ ابوبکر کے دل مین شرک کی چال چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے۔ تو انکا خلیفہ بننا زیادہ کفر کی علامت ہے یا یہ خوف کرنا کہ لوگ مرتد ہوجائینگے۔

جس رسول نے تیئیس برس تک امت کی تعلیم کی اوسکو تو اسکا خوف نہوا کہ ہمارے بعد امت مرتد ہوگی جسکے لئے آپ انتظام کر جاتے۔ اور آپکو خوف ہوا کہ خلیفہ بن بیٹھے حالانکہ ہزارہا روایات اہل سنت موجود ہین جنمین حضرت نے اسکا اوسی روز انتظام کیا تھا جس روز اپنی نبوت کا اعلان فرمایا پھر یہ کیسا احمقانہ عذر ہے کہ لوگون کے کہنے سے ہمنے قبول کیا۔

قولہ اور ہم ایمان رکھتے ہین کہ وہ پاک مطہر مقدس مزکی دل رکھتے تھے ان کے دل مین کبھی ایسا ارادہ پیدا ہی نہین ہوا کہ وہ خلیفہ بلا فصل ہوتے۔

اقول اگر آپ ایمان رکھتے تو ایسا کلمہ کبھی زبان پر بھی نہ لاتے جس سے معاذ اللہ یہ لازم آئے کہ جناب ایڈیٹر نے ایک منٹ کیلئے بھی رسول اللہ کی تصدیق نہ کی کیونکہ رسول اللہ صلعم تو بنص صریح آپکو خلیفہ بلا فصل فرمائین۔ اور آپکا دل معاذ اللہ تصدیق رسول سے ایسا خالی تھا کہ کبھی اسکا ارادہ بھی نہوا کہ وہ خلیفہ بلا فصل ہوتے کیونکہ ایک نہین صدہا ہزارہا حدیثین ایسی ہین جو کتب معتبرہ اہلسنت مین موجود ہین جنمین حضرت نے خلافت بلا فصل پر نص کیا ہے۔ پھر کون دل ہے جو کسی مسلمان پر یہ

تہمت لگاتے کہ وہ ہزاروں حدیثیں خود رسول اللہ صلعم سے سنے اور اونکے دل مین اسکی تصدیق کا ارادہ بھی نہ پیدا ہو ۔

ہان یہ کہو کہ جناب امیرؑ کو حکم رسول معلوم تھا کہ آپ خلیفہ بلا فصل ہین ۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خلفاے ثلثہ تمرد کرینگے لہذا حضرت نے بمتابعت حکم خدا و رسول اپنی حقیت کا اظہار کیا اور جب ان لوگون نے حکم خدا و رسول کو نہ مانا تو آپنے فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون کہکر سکوت کیا ۔

قولہ اب کسی ناپاک خارجی کا دل گردہ نہین کہ وہ ہمارے محبوب و آقا علی شیر خدا زوج بتول زہرا پر زبان اعتراض کھولے مگر افسوس شیعہ جھوٹی محبت مین دشمنی کا وہ کام کرتے ہین جیسے ایک خون کا پیاسا پشتینی دشمن بھی تمرد سے کرتا ہے ۔ انھین منظور نہین کہ اہل حق کے اعتقاد کے موافق حضرت علی کی شان کو مانین خواہ وہ واقعی اعتراضون کے تیرون سے چھلنی ہو جائین ۔

اقول خدا نے پہلے ہی آپکی صفت مین فرمایا ہے یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم کہ زبان سے وہ باتین کہتے ہین جو اونکے دل مین نہین ہے جس سے جناب امیرؑ کی ثنا و صفت مین اس طرح تر زبان ہوے مگر اونپر الزام قایم کر دیا کہ جناب امیرؑ کے دل مین معاذ اللہ اتنا بھی یقین قول رسول کا نہ تھا جو زبانی اعتراض کرتے اور اپنی حقیت واضح فرماتے ۔

حالانکہ آپ دیکھ چکے ہین کہ سعد بن عبادہ نے بلا کسی استحقاق کے اس خلافت سے انکار کیا اور صدہا صحابہ نے اعتراض کیا ۔

خدا کی شان خود تو خوارج و نواصب کے سردار ہون اور اونکو اپنا ہمراہ بنانے کیلئے یہ فقرا کرین کہ اگر ایسا مانین تو پھر کسی کو جرات اعتراض نہو ۔

شیعون کی محبت خواہ جھوٹی ہو خواہ سچی مگر ہے واقعی ارشاد خدا و رسول کہ جناب امیرؑ کو مطابق حکم خدا و رسول خلیفہ بلا فصل مانتے ہین اور آپکے خلفا کو ظالم و غادر و خائن و آثم جانتے ہین جیسا کہ خود جناب امیرؑ مطابق روایت صحیح مسلم سمجھا کرتے ۔

قولہ غرض حضرت ابوبکر کو منافق کہنے اور ماننے سے حضرت علیؑ اور آپکی ذریت کا نہ اس دنیا مین کوئی ٹھکانا رہتا ہے نہ آخرت مین ۔ اور شیعہ اسی طرح خوارج کے اعتراضون کی رد مین اگر بیباک ہوتے ہین جس طرح نصاری یہودیون کے اعتراضون کے مقابلہ مین مسیح کو بھلا انس بھی ثابت

نہین کر سکتے۔ ان کی رسالت اور خدائی کا ثابت کرنا تو کہان۔

اقول ہان یہ طرفہ ماجرا ہے کہ خلافت ابوبکر نہ ماننے سے نہ دنیا مین کوئی ٹھکانا رہتا ہے نہ آخرت مین کیونکہ دنیاوی ٹھکانا تو ہم دیکھ چکے اسی جرم پر نعش رسول تین روز تک بے غسل و کفن پڑی رہی اگر جناب امیر نہ دفن کرتے تو شاید قبر بھی نہ نصیب ہوتی۔ جناب سیدہ کا گھر جلایا گیا جناب امیر گرفتار کئے گئے جناب امام حسن شہید کئے گئے جنازہ پر تیر چلایا گیا جناب امام حسین کو مصیبت کربلا جھیلنی پڑی اگر ٹھکانا نہ رہنے کا یہی مطلب ہے تو بیشک اون حضرات نے ان کل مصائب کو برداشت کیا مگر اظہار نفاق خلیفہ اول و خلفائے ثلثہ سے نہ دست بردار ہوئے اور اگر کوئی دوسرا مطلب ہے تو ارشاد فرمائین کہ خلیفہ اول کے منافق کہنے سے یہ خرابی لازم آتی ہے۔ کیونکہ اگر منافق نہ مانا جائے۔ تو پھر اسلام سے انسان خارج ہوتا ہے۔

خوارج کا بار بار نام لیتا رہا ہے کہ وہ کوئی دوسرا فرقہ ہے حالانکہ مستطاب **کشفی اہلسنتہ و خوارج** مین بارہ دلیلون سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ یہی اہلسنت خارجی ہین۔

یہود و نصاریٰ کا قصہ ہمارے سامنے لانا اور بھی داد حماقت دینا ہے کیونکہ وہ تو آپکے پیشواؤن سے ہین اور آپکو جس طرح جناب امیرؑ سے عداوت ہے اوسی طرح حضرت عیسیٰؑ سے بھی جو نہایت ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ اسکی متواتر طور پر خبر دے چکے ہین کہ جناب امیرؑ مین پوری مشابہت ہے حضرت عیسیٰؑ کی پھر کیونکر ممکن ہو کہ آپ دشمن جناب امیرؑ ہون اور دشمن حضرت عیسیٰؑ نہون۔

قولہ اور نہ صرف حضرت علی مورد الزام ٹھہرتے ہین بلکہ خود جناب رسول کریمؐ بھی ہدف اعتراض بنتے ہین اسلئے کہ خدا تعالیٰ حکم دیتا ہو یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم الآیہ اور آن حضرت کی تقویت اور تسلیت کیلئے منافقون کے انجام کی خبر آپکو دیتا ہے یعذبہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ وما لہم فی الارض من ولی ولا نصیر۔ اس مین صاف حکم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر تک منافقون کے ساتھ جہاد مین لگے رہین اور درشتی سے درشتی جہانتک ممکن ہو ان سے پیش آوین اور کبھی ان سے لینت اور لطف اور مداہنت کا اظہار نہ کرین اور پھر خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ کبھی کامیاب نہونگے اور الارض یعنی زمین عرب مین مکہ ہو یا مدینہ یا اور کوئی حصہ ہو کوئی کم فرما حمایت انکی ناصر و مددگار نہوگی۔

اقول آپکے اصول پر تو ہر طرح رسول اللہ مورد اعتراض ہین خواہ ابوبکر منافق ہون یا نہون کیونکہ حکم جہاد حضرت کو منافقین و کفار سے مطابق اس آیہ کے ضرور تھا اور حضرت نے کسی منافق سے جہاد بالسیف نہید کیا تو مطابق آپکے اصول کے حضرت نے ضرور مخالفت حکم قرآن کی

برخلاف اصول شیعہ کہ آپ کسی طرح مخالف قرآن نہ تھے۔ کیونکہ جہاد منافقین کا حکم باللسان تھا اور جہاد کفار کا بالسیف جسکو آنحضرت مدۃ العمر انجام دیتے رہے ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور سیوطی صفحہ ۲۵۸ جلد ۳

اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیہقی فی سننہ عن ابن عباس فی قولہ یا ایہا النبی جاھد الکفار قال بالسیف والمنافقین قال باللسان واغلظ علیھم قال اذھب الرفق عنہم۔

یعنی یا ایہا النبی جاھد الکفار مین حکم جہاد کفار کے ساتھ بالسیف ہی اور منافقین کیساتھ حکم جہاد باللسان ہے اور واغلظ علیہم سے مراد رفع نرمی ہی کہ کسی طرح اونپر نرمی نہ کرو۔

رہا یہ کہ خدا نے منافقین پر عذاب کرنے کا وعدہ کیا ہے تو مسلم ہی ایک آیہ مین نہین یہ حکم ہے بلکہ ہزار ہا آیہ مین یہ حکم ہے مگر آیہ وما لھم فی الارض من ولی ولا نصیر کا تعلق منافقین سے نہین ہی بلکہ کفار و مشرکین سے ہے چنانچہ تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے صفحہ ۲۶۶

اخرج ابو الشیخ عن الضحاک قال قال لی ابن عباس رض احفظ عنی کل شیء فی القرآن وما لھم فی الارض من ولی ولا نصیر فھی للمشرکین فاما المومنون فما اکثر شفعاءھم وانصارھم یعنی ابن عباس نے فرمایا یاد رکھو ہمسے کہ قرآن مین جہان ما لھم فی الارض من ولی ولا نصیر آیا ہی۔ اوس سے مراد مشرکین ہین نہ مومنین کہ اونکے شفیع و مددگار بہت ہین۔

افسوس مولف خلافت راشدہ دعوی تو ایسا کرتا ہی کہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان و زمین مین تہلکہ ڈالدیگا مگر سند لاتے وقت ایسی منہ کی کھاتا ہی کہ اوندھے منہ جہنم مین جا پڑتا ہی کیونکہ جو وعدہ عذاب خدا کا مشرکون سے ہی اوسکو وہ منافقون کی شان مین لاتا ہے تاکہ ابوبکر کو نفاق کے عیب سے بچائین حالانکہ وہ دیکھ رہا ہے کہ حضرت نے ابی بن ابی سلول ایسے منافق سے جو باتفاق اہلسنت منافق تھا یہ سلوک کیا کہ اوسپر نماز جنازہ پڑھی حالانکہ عمر صاحب روک رہے تھے۔ خود اپنی قمیص مبارک کا کفن دیا اوسکے منہ مین لعاب دہن ڈالا اوسکی قبر مین جاکر دیر تک لیٹے رہے اور خود اپنے ہاتھون اوسکو دفن کیا۔

توجب ایسے منافق کے ساتھ آپنے یہ سلوک کیا جسکا نفاق سبکو معلوم ہے۔ تو پھر ابوبکر کے نفاق مین کیون
آپکو تامل ہوتا ہے۔

کیا آپنے تفسیر وھموا بما لم ینالوا جس سے برابر استدلال کرتے ہین نہین دیکھا ہے تفسیر در منثور
مین ہے صفحہ ۲۵۹

قال ہم الذین ارادوا ان یدفعوا النبی ص لیلۃ العقبۃ وکانوا قد ہموا ان یقتلوا
رسول اللہ ص وہم معہ فی بعض اسفارہ فجعلوا یلتمسون غرتہ حتی اخذ فی
عقبۃ فتقدم بعضہم وتاخر بعضہم وذلک لیلا قالوا اذا اخذ فی العقبۃ دفعناہ
عن راحلتہ فی الوادی فسمع حذیفۃ وہو یسوق النبی ص وکان قائدہ تلک
اللیلۃ عمار وسائقہ حذیفۃ بن الیمان فسمع حذیفۃ وقع اخفاف الابل فالتفت
فاذا ہو بقوم متلثمین فقال الیکم الیکم یا اعداء اللہ فامسکوا ومضی النبی ص حتی
نزل منزلہ الذی اراد فلما اصبح ارسل الیہم کلہم فقال اردتم کذا وکذا فحلفوا
باللہ ما قالوا ولا ارادوا الذی سالہم عنہ فذلک قولہ یحلفون باللہ ما قالوا
ولقد قالوا کلمۃ الکفر۔

یعنی شب عقبہ منافقین نے چاہا تھا کہ حضرت کو اس طرح قتل کر ڈالین کہ پہاڑ سے گرا دین حضرت حذیفہ
ناقہ کی مہار تھامے تھے اور عمار پیچھے سے ہنکا رہے تھے جب حذیفہ نے مڑکر دیکھا تو کچھ لوگ منہ چھپائے ہوئے
پیچھے سے آرہے تھے حذیفہ نے پکارا اے دشمنان خدا دور دور ہو جاؤ وہ سب رک گئے اور حضرت
کا ناقہ بخیر وخوبی اپنی منزل پر پہونچا صبح ہوئی تو حضرت نے سب سے پوچھا اونھون نے قسم کھائی کہ نہ
ہمنے اسکا ارادہ کیا تھا اور نہ کوئی بات کہی تھی۔ اسی پر یہ آیہ نازل ہوا کہ خدا کی قسم کھاتے ہین کہ نہین
کہا حالانکہ اونھون نے کلمہ کفر کہا تھا اور اوس بات کا ارادہ کیا جس مین نہ کامیاب ہوئے۔

پھر لکھتے ہین واخرج البیہقی فی الدلائل عن عروۃ رض قال رجع رسول اللہ صلعم قافلا من
تبوک الی المدینۃ حتی اذا کان ببعض الطریق مکر برسول اللہ صلعم ناس من
اصحابہ فتامروا ان یطرحوہ من عقبۃ فی الطریق فلما بلغوا العقبۃ ارادوا ان
یسلکوھا معہ فلما غشیہم رسول اللہ صلعم اخبر خبرہم فقال من شاء منکم ان یاخذ بطن

الوادی فانه اوسع لکم واخذ رسول الله صلعم العقبة واخذ الناس ببطن الوادی الا
النفر الذین مکروا برسول الله صلعم لما سمعوا ذلک استعدوا وتلثموا وهموا بامر
عظیم وامر رسول الله صلعم حذیفة بن الیمان رض وعمار بن یاسر رض فمشیا معه
فامر عمارا ان یاخذ بزمام الناقة وامر حذیفة یسوقها فبینما هم یسیرون اذ
سمعوا وکزة القوم من ورائهم قد غشوه فغضب رسول الله صلعم وامر حذیفة ان
یردهم وابصر حذیفة رض غضب رسول الله صلعم فرجع معه محجن فاستقبل وجوه
رواحلهم فضربها ضربا بالمحجن وابصر القوم وهم متلثمون ولا یشعر انما ذلک فعل
المسافر فرعبهم الله حین ابصروا حذیفة رض وظنوا ان مکرهم قد ظهر علیه فاسرعوا
حتی خالطوا الناس واقبل حذیفة رض حتی ادرک رسول الله صلعم فلما ادرکه قال
اضرب الراحلة یا حذیفة وامش یا عمار فاسرعوا حتی استووا باعلاها فخرجوا
من العقبة ینتظرون الناس فقال النبی صلعم لحذیفة هل عرفت یا حذیفة من
هولاء الرهط احدا قال حذیفة عرفت راحلة فلان وفلان وقال کانت ظلمة
اللیل وغشیتهم وهم متلثمون فقال النبی صلعم هل علمتم ما کان شانهم وما
ارادوا قالوا لا والله یا رسول الله قال فانهم مکروا لیسیروا معی حتی اذا طلعت
فی العقبة طرحونی منها قالوا افلا تامر بهم یا رسول الله فتضرب اعناقهم قال
اکره ان یتحدث الناس ویقولوا ان محمدا وضع یده فی اصحابه فسماهم لهما
وقال اکتماهم - واخرج البیهقی فی الدلائل عن ابن اسحق نحوه وزاد بعد قوله
لحذیفة هل عرفت من القوم احدا فقال لا فقال رسول الله صلعم ان الله قد اخبرنی
باسمائهم واسماء ابائهم وساخبرکم بهم ان شاء الله عند وجه الصبح فلما اصبح
سماهم له عبد الله بن ابی سعد وسعد بن ابی سرح وابا عامر الاعرابی وعامر
او ابا عامر والجلاس بن سوید بن الصامت ومجمع بن حارثة وملیحا التیمی
وحصین بن نمیر وطعمة بن ابیرق وعبد الله بن عیینة ومرة بن ربیع فهم
اثنا عشر رجلا حاربوا الله ورسوله وارادوا قتله فاطلع الله نبیه صلعم علی ذلک

ذلک وذلک قولہ عزوجل وهموا بما لم ینالوا وکان ابو عامر راسهم وله بنوا مسجد
الضرار وهو ابو حنظلہ غسیل الملائکۃ ص ۲۶۱ جلد ۳

یعنی بیہقی نے دلائل النبوۃ مین روایت کی ہے کہ جب حضرت جنگ تبوک سے مراجعت فرمائے مدینہ ہوے تو آپکے اصحاب نے ایک فتنہ انگیز سوچا اور یہ صلاح کی کہ حضرت کو عقبہ سے جو راہ مین ہے گرادین۔ جب قریب عقبہ پہونچے تو آپنے اس ارادہ سے اونکے لوگون کو خبردار کردیا۔ اور فرمایا کہ جو چاہے بطن وادی سے جائے کہ یہ راہ وسیع ہے اور خود عقبہ کی راہ لی۔ چند آدمی صحابہ سے بھی اسی راہ سے چلے اور اونھون نے اپنے منہ کو چھپالیا اور اسکا قصد کیا کہ حضرت کو ہلاک کرین۔ حضرت نے حذیفہ بن الیمان اور عمار بن یاسر کو حکم دیا کہ ہمارے ساتھ چلو وہ آہستہ چل رہے تھے کہ آپنے عمار کو حکم دیا مہار ناقہ تھام لو اور حذیفہ کو حکم دیا کہ پیچھے سے ہنکاتے چلین۔ وہ اسی طرح چلے جاتے تھے کہ قوم کی آہٹ معلوم کی کہ پیچھے سے آرہی ہین۔ حضرت اونپر غضبناک ہوے اور حذیفہ کو حکم دیا کہ انکو ہٹادو۔ حذیفہ نے جب آنحضرت کا غضب ملاحظہ کیا تو اوس عصا سے جو انکے ہاتھ مین تھا انکی سواریون کے منہ پر مارا۔ اور اون لوگون کو دیکھا کہ وہ اپنا منہ چھپائے ہوئے ہین جس طرح مسافر منہ چھپاتا ہے۔

اون لوگون نے جو حذیفہ کو دیکھا تو ایسا رعب طاری ہوا کہ سب وہان سے بھاگے اور اونلوگون مین ملگئے جو بطن وادی سے جارہے تھے اور سمجھ گئے کہ اونکا راز فاش ہوگیا حضرت انکے مکر سے واقف ہوگئے جب حذیفہ واپس آئے تو آپنے فرمایا سواری کو ہنکاو اور جلد چلو اے عمار یہانتک کہ آپ پہاڑ پر پہونچے اور وہ لوگ بھی عقبہ سے برآمد ہوے بہ انتظار اہل قافلہ۔

حضرت نے حذیفہ سے پوچھا کہ کیسکو تمنے پہچانا عرض کیا فلان فلان کے اونٹ تھے اور وہ لوگ منہ چھپائے ہوئے تھے ظلمت شب سے ہم پہچان سکے حضرت نے فرمایا کیا تمکو کچھ معلوم ہی کہ کیون وہ ساتھ تھے حذیفہ نے عرض کیا نہ یا حضرت قسم بخدا۔ آپنے فرمایا اونھون نے مکر عظیم کا ارادہ کیا تھا چاہا کہ ساتھ ہمارے چلین اور جب عقبہ مین پہونچین تو ہمکو گرادین۔

ان لوگون نے عرض کیا کہ حکم دیجئے تو انکی گردن اوڑادین حضرت نے فرمایا ہمکو مکروہ معلوم ہوتا ہی کہ لوگ کہین کہ اب محمد نے اپنے اصحاب مین ہاتھ ڈالا اسکے بعد سب کا نام آپنے بتایا۔

بیہقی نے دلائل مین ابن اسحق سے بھی ایسی ہی روایت کی ہی اور اوسپر یہ اضافہ کیا کہ حضرت نے فرمایا خدا نے ہمکو انکے اور انکے باپ کے نام بتا دیئے ہین اور انشاء اللہ صبح ہوتے ہوتے ہم تمکو انکے نام بتا دینگے جب صبح ہوئی تو اونکے نام یہ بتائے عبد اللہ بن ابی سعد سعد بن ابی سرح۔ ابا حاصر اعرابی۔ عامر ابا عامر۔ جلاس بن سعید بن صامت مجمع بن حارثہ۔ ملیح التیمی حصین بن نمیر طعمہ بن ابیرق۔ عبد اللہ بن عیینہ۔ مرہ بن ربیع۔ یہ بارہ آدمی ہین جنھون نے محاربہ کیا خدا اور رسول سے اور ارادہ کیا قتل آنحضرت کا جسکی خبر خدا نے دی اس بارہ مین خدا فرماتا ہی وھموا بما لم ینالوا

ابن سعد۔ نافع بن جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہین کہ حضرت نے اون منافقون کا نام بجز حذیفہ کسی کو نہین بتایا وہ بارہ آدمی تھے اون مین کوئی قریشی نہ تھا بلکہ سب انصار اور اونکے حلفائے تھے۔

بیہقی حذیفہ بن الیمان سے روایت کرتے ہین کہ ہم ناقہ کی مہار تھامے تھے اور عمار پیچھے سے ہنکا رہے تھے کہ جب عقبہ پر پہونچے تو بارہ آدمیون کو دیکھا کہ وہ متعرض ہوئے ہین ہمنے حضرت کو بیدار کیا تو آپنے آواز دی اونکو اور وہ سب بھاگے حضرت نے فرمایا تمنے انکو پہچانا عرض کیا نہین کیونکہ وہ منہ چھپائے تھے مگر اونکی سواریون کو پہچانا حضرت نے فرمایا یہ منافق ہین تا روز قیامت کچھ جانتے ہو انکا کیا مطلب تھا۔ یہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ کو عقبہ مین گرادین۔ عرض کیا کہ یا حضرت حکم دیجیے کہ ہر قبیلہ انکا سر کاٹ کر حاضر کرے حضرت نے فرمایا ہمکو مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ عرب باخود ہا یہ کہین کہ جب محمد صلعم نے ان لوگون کی مشارکت سے غلبہ پایا تو اب اون لوگون کو قتل کرنے لگے۔ خداوندا انپر دبیلہ کو مسلط کر۔ ہمنے عرض کیا دبیلہ کیا چیز ہے تو آپنے فرمایا شعلہ نار ہے جو انکی رگ جان پر رکھا جائیگا۔ اور یہ ہلاک ہونگے۔

ان روایتون کو بغور دیکھیے اور سمجھیے کہ خدا نے حکم دیا تھا جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم اور آپکا یہ طرز عمل ہو کہ ایسے ایسے منافقون کے ساتھ جو آپکو قتل کرنا چاہتے ہین یہ سلوک فرماتے ہین کہ نہ خود اونکو قتل کرتے ہین نہ اصحاب کو حکم دیتے ہین کہ قتل کرو۔ بلکہ نام تک ظاہر کرنے کی ممانعت فرماتے ہین کہ دوسرا کوئی واقف نہو بلکہ آپ اونکو اپنا اصحاب فرماتے ہین۔

خدا تو آپکی تقویت اور تسلیت کیلیے منافقون کے انجام کی خبر دیتا ہے یعذبھم اللہ فی الدنیا

ولا اخرة دمالھم فی الارض من ولی ولا نصیر۔ جس مین صاف حکم ہے کہ آنحضرتؐ آخر تک منافقون کے ساتھ جہاد مین لگے رہین اور درشتی سے درشتی جہانتک ممکن ہو ان سے برتین اور کبھی ان سے لینت اور لطف و مداہنت کا اظہار نہ کرین۔ اور آپکی یہ حالت ہے کہ قتل کرنا کیسا فضیحت کرنا بھی گوارا نہین کرتے کہ کوئی ادن کا نام لے۔

یہ آپ لوگون کی مہربانی ہے جو فرضی بارہ نام لکھدئے ورنہ تمامی اہلسنت کا اسپر اتفاق ہو کہ حضر حذیفہ نے کسی کو وہ نام نہین بتائے اور عمر بار بار پوچھتے تھے کہ ہم بھی ادن منافقون مین ہین یا نہین جسپر حضرت حذیفہ کہتے کہ تم اپنی نفس کی طرف رجوع کرو یا ہم راز رسول اللہ کو نہ فاش کرینگے استیعاب مین ہے ص۱۰۵ جلد اول

کان حذیفہ من کبار اصحاب رسول اللہ صلعم وھو الذی بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الخندق ینظر الی قریش فجاءہ بخبر رحیلھم وکان عمر بن الخطاب رض یسئالہ عن المنافقین وھو معروف فی الصحابہ صاحب سر رسول اللہ صلعم وکان عمر ینظر الیہ عند موت من مات منھم فان لم یشھد جنازتہ حذیفہ لم یشھدھا عمر وکان حذیفہ یقول خیرنی رسول اللہ صلعم بین الھجرۃ والنصرۃ فاخترت النصرۃ۔

یعنی حذیفہ کبار صحابہ رسول اللہؐ سے تھے جنکو حضرت نے جنگ خندق مین بھیجا تھا کہ جاکر کفار قریش کی خبر لائین (اور کوئی صحابی نہین گیا حالانکہ ابوبکر کا نام بھی لیا تھا اور عمر کا بھی مگر سب استغفر اللہ کہکر رہ گئے) تو آکر بیان کیا سب کوچ کر گئے۔ عمر ان سے اکثر منافقین کا نام دریافت کرتے۔ اور یہ معروف ہین صحابہ مین اسکے ساتھ کہ یہ رازدار رسول تھے۔ عمر کسی کے جنازہ مین شریک نہوتے جبتک دیکھ نہ لیتے کہ حذیفہ شریک جماعت ہین۔ حذیفہ کہتے ہین کہ حضرت نے ہمکو مختار کیا تھا کہ مہاجرین مین داخل ہون یا انصار مین تو ہمنے انصار ہونے کو قبول کیا۔

پھر لکھتے ہین سئل حذیفہ ای الفتن اشد قال ان یعرض علیک الخیر والشر فلا تدری ایھما ترکت وقال حذیفہ لا تاتی الساعۃ حتی یستود قبیل منافقوھا

کہ حذیفہ سے کسی نے پوچھا کون فتنہ سخت ہے کہا کہ عرض کیا جائے خیر وشر اور تجھے یہ نہ معلوم ہو

کسکو ترک کیا اور قیامت اوس وقت تک نہ آئیگی کہ ہر قبیلہ کا منافق اوسکا سردار نہ بنے۔

قولہ اب کیا کوئی بتا سکتا اور دکھا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ نے ابوبکر اور آپ کی جماعت
سے جہاد کیا اور کیا آپنے کبھی ان کسے مقابل غلظت اور فظاظت ظاہر کی۔ اور کیا یہ آپ کا
فرض نہ تھا اور اس کے ادا نہ کرنے مین آپنے خدا کے عظیم الشان امر کی بجا آوری سے انحراف
نہ کیا۔ کیا یہ آپکا حق تھا کہ ہجرت کی خوفناک گھڑی مین ابوبکر کو ساتھ لیتے۔ غار ثور مین ابوبکر
کو انیس بناتے۔

اقول جس طرح کا جہاد آنحضرت نے منافقین سے کیا یعنی باللسان اوس طرح کا جہاد ایک
دفعہ نہین صدہا مرتبہ ابوبکر سے کیا۔ کیونکہ ہم بتا آئے ہین حضرت کو منافقین سے جہاد باللسان
کا حکم تھا اور یہ جہاد سب سے اعظم و افضل ہے۔

زاد المعاد ابن القیم مین ہے ص ۲۹/۲

لما کان الجهاد ذروۃ سنام الاسلام وقبتہ ومنازل اهلہ اعلی المنازل فی الجنة
کما لهم الرفعة فی الدنیا فهم الاعلون فی الدنیا والاخرة کان رسول اللہ صلعم فی الذروة
العلیا منه فاستولی علی انواعه کلها فجاهد فی اللہ حق جهاده بالقلب والجنان
والدعوة والبیان والسیف واللسان وکانت ساعاته موقوفة علی الجهاد بقلبه
ولسانه ویده ولهذا کان ارفع العالمین ذکرا واعظمهم عند اللہ قدرا وامره
اللہ تعالی بالجهاد من حین بعثه وقال ولو شئنا لبعثنا فی کل قریة نذیرا
فلا تطع الکافرین وجاهدهم به جهادا کبیرا فهذه سورة مکیة امر فیها بجهاد
الکفار بالحجة والبیان وتبلیغ القرآن وکذلک جهاد المنافقین انما هو بتبلیغ
الحجة والا فهم تحت قهر اهل الاسلام قال تعالی یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین
واغلظ علیهم وماواهم جهنم وبئس المصیر فجهاد المنافقین اصعب من
جهاد الکفار وهو جهاد خواص الامة وورثة الرسل والقائمون به افراد فی
العالم والمشارکون فیه والمعاونون علیه وان کانوا هم الاقلین عددا فهم
الاعظمون عند اللہ قدرا ولما کان من افضل الجهاد قول الحق مع شدة

المعارض مثل ان تتکلم بہ عند من تخاف سطوتہ واذا کان للرسل صلوٰۃ علیہم وسلامہ من ذلک الحظ الاوفر وکان لنبینا صلوات اللہ وسلامہ علیہ من ذلک اکمل الجہاد واتمہ ۔

یعنی جہاد چونکہ ذروہ سنام اسلام ہے اور اوسکا قبہ ، اور ان مجاہدین کا درجہ اعظم ہے دنیا و آخرۃ مین لہذا رسول اللہ کا درجہ اس جہاد مین سب سے ارفع و اعلی تھا اور ہر درجہ جہاد پر آپ فائز تھے خدا کی راہ مین آپنے قلب جنان ، دعوۃ بیان ، سیف و لسان سب سے جہاد کیا اور حضرت کے تمام ساعات موقوف تھے جہاد بقلب ولسان و ید پر ۔ لہذا آپکا درجہ تمام عالم مین بلند رہا کہ جبسے وقت آپ مبعوث برسالت ہوے جہاد فرماتے رہے چنانچہ خدا فرماتا ہے ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا تطع الکافرین وجاھدھم بہ جہادا کبیرا یعنی اگر ہم چاہتے تو ہر قریہ مین ایک نذیر بھیجتے تو تم کافرون کی اطاعت نہ کرو اور جہاد کرو اونکے ساتھ جہاد کبیر ۔

یہ سورہ مکی ہے جسمین خدا نے حضرت کو حکم دیا کہ جہاد کرو کافرین کے ساتھ حجت و بیان اور تبلیغ قرآن سے اسی طرح جہاد منافقین مین ہے مگر ساتھ تبلیغ حجت کے ورنہ وہ تو تحت قہر اسلام مین خدا فرماتا ہے اے نبی جہاد کرو کفار و منافقین سے اور غلظت کرو اوپر اور اوی اونکا جہنم ہے جو بدترین مقام ہے ۔

پس جہاد منافقین سخت تر ہے جہاد کفار سے اور وہ جہاد خواص امت سے ہے اور اون لوگون کا جو وارث رسل ہے اور جو لوگ اسکے ساتھ اقامت کرتے ہین افراد عالم ہین اور جو مشارکت ہین اون مین یا اعانت کرتے ہین وہ اگرچہ اقل ہین عددا ۔ مگر وہ اعظم ہین خدا کے نزدیک از روے قدر و منزلت کے اور چونکہ افضل جہاد سے قول حق ہے مع شدۃ معارضہ مثل اسکے کہ کلام کرے ایسے شخص کے سامنے جسکی سطوت سے خوف ہو ۔ لہذا پیغمبر ونکو حظ او فر اس سے ملتا ہے اسی لئے حضرت کا جہاد اکمل جہاد ہے اور اتم جہاد ۔

پس جب حضرت کا جہاد تمام منافقین کے ساتھ اسی طرح تھا کہ بدلیل و برہان اپنی حقیت اسلام کو اونپر ثابت کیا تو پھر کیونکر آپ دعوی کر سکتے ہین کہ ابوبکر منافق نہ تھے یہ تو جب ہوتا کہ آپ دو چار ایسے منافق نکالتے جن سے حضرت نے تلوار سے جہاد کیا تب کہتے کہ ابوبکر منافق نہ تھے

کیونکہ اگروہ منافق ہوتے تو اون سے بھی اوسی طرح کا جہاد ہوتا۔ اور جب تمام منافقون کے ساتھ آپکا ایک سان برتاؤ تھا تو پھر ابوبکر کیونکر اون سے جدا ہو سکتے ہین۔

قولہ کیا آپنے کبھی انکے مقابل مین غلظت اور فظاظت ظاہر کی **اقول** اگرچہ خداوند عالم نے اس صفت کی آپسے نفی کی ہے ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک کہ اگر تم سخت گو سخت دل ہوتے تو سب بھاگ جاتے جس سے معلوم ہوا کہ اس مصلحت سے خدا نے آپکو نرم دل بنایا تھا مگر بالخصوص ابوبکر عمر کے مقابل مین تو آپنے اسقدر اظہار شدت فرمایا ہے کہ کبھی دوسرون کے مقابل مین اسکی نوبت نہین آئی ملاحظہ ہو ازالۃ الخفا صـ ۱۹۹

عن حذیفہ بن الیمان عن ابی بکر اما حضر ذلک حذیفہ عن النبی واما حدثہ ایاہ ابوبکر عن النبی قال الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل قال ابوبکر یارسول اللہ وھل الشرک الا ما عبد من دون اللہ او ما دعی مع اللہ قال ثکلتک امک الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل۔

یعنی حذیفہ سے روایت ہے خود اونھون نے رسول اللہ سے سنا یا ابوبکر نے اون سے کہا کہ حضرت نے فرمایا شرک تملوگون مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے ابوبکر نے کہا کہ یارسول اللہ شرک یہی ہے نا کہ غیر خدا کی عبادت کیجائے یا خدا کیساتھ دوسرا پکارا جائے حضرت نے فرمایا تیری ماں تیری مصیبت مین روئے شرک تملوگون مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے۔

اب ہم نہین سمجھتے کہ رسول اللہ جس شخص کی نسبت یہ فرمائین وہ کیونکر مومن کہا جا سکتا ہے کیونکہ حضرت قسم کھا کر ان لوگون کا شرک ظاہر کر رہے ہین کیونکہ یہی روایت دو طریق سے ازالۃ الخفا مین مرقوم ہے ایک کے راوی حضرت حذیفہ ہین جو بعلم اسماء منافقین مخصوص ہین دوسری کے راوی معقل بن یسار ہین وہ بھی یہی کہتے ہین کہ ہم ابوبکر کے ساتھ گئے تھے تو حضرت نے ان سے خطاب کرکے اس جملہ کو فرمایا۔

اور عمر کے مقابلہ مین تو حضرت کو اسقدر سختی دکھانی پڑی ہے کہ چند مرتبہ اون کو زد و کوب بھی کیا ملاحظہ ہو اصلاح صـ ۳ جلد ۱۸۔

قولہ کیا یہ آپکا حق تھا کہ ہجرت کی خوفناک گھڑی مین ابوبکر کو ساتھ لیتے۔

اقول۔ اسکا جواب ایکدفعہ نہین صدہا مرتبہ دیا گیا کہ نہ حضرتؐ نے ابوبکر کو ساتھ لیا نہ ان سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو بلکہ حضرت کی تشریف بری پر بلا علم اپنے مکان سے نکل آئے اور ساتھ ہو لئے جیسا کہ درمنثور مین ہے صفحہ ۲۴۷ جلد ۳

عن ابن عباس رضؓ قال لما خرج رسول اللہ من اللیل لحق بغار ثور قال وتبعہ ابوبکر فلما سمع رسول اللہ صؐ حسہ خلفہ خاف ان یکون الطلب۔ فلما رای ذلک ابوبکر تنحنح فلما سمع ذلک رسول اللہ عرفہ فقام لہ حتی تبعہ۔

یعنی جب حضرتؐ شبکو مخفی طور پر برآمد ہوے اور قریب غار ثور پہونچے تو پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی حضرت سمجھے کوئی پکڑنے آتا ہے۔ تو ابوبکر کھنکارے تب حضرتؐ نے انکو پہچانا اور ٹھہر گئے کہ یہ بھی پہونچ گئے۔

پھر اس اصل واقعہ کو دیکھکر کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت نے ابوبکر کو اپنے ساتھ لیا کیونکہ حضرت نے تو عام طور پر منع کر دیا تھا آج کوئی گھر سے باہر نہ نکلے مگر ابوبکر کب ماننے والے تھے۔

غضب خدا کا جس واقعہ مین حضرتؐ نے ابوبکر کو اس قابل بھی نہ سمجھا کہ اون سے اس واقعہ کو بیان کرین اور کسی طرح رازداری مین شریک کئے جائین اوسکو آپ دلیل حقیت ابوبکر قرار دین حالانکہ اسی واقعہ مین عبد اللہ بن ارلقیط پر مشرک اسقدر اعتماد کیا گیا کہ اونٹ اوسکے حوالہ کیا کہ فلان وقت فلان مقام پر لانا ملاحظہ ہو تاریخ خمیس صفحہ ۳۶۵

پھر حیف ہے کہ اوسکی فضیلت کا نہ اعتراف کیا جائے جو ایک کافر مشرک تھا اور ابوبکر کے فضیلت کی گیت اس طرح گائی جائے حالانکہ وہ بلا اطلاع حضرت کے نکلے تھے۔

تاریخ طبری مین ہے جو اہلسنت کے یہان اصح التواریخ ہے صفحہ ۲۴۴ جلد ۲

ان ابابکر اتی علیاً فسالہ عن النبیؐ فاخبرہ انہ لحق بالغار من ثور وقال ان کان لک فیہ حاجۃ فالحقہ فخرج ابوبکر مسرعا فلحق۔ نبی اللہ فحسبہ من المشرکین فاسرع رسول اللہ المشی فانقطع قبال نعلہ ففلق ابہامہ حجر فکثر دمہا واسرع السعی فخاف ابوبکر ان یشق علی رسول اللہ فرفع صوتہ وتکلم فعرفہ رسول اللہ صؐ فقام حتی اتاہ فانطلقا ودخل رسول اللہؐ یستن دما حتی

انتھی الی الغار مع الصبح فدخلا واصبح الرھط الذین کانوا یرصدون رسول الله فدخلوا الدار وقام علی عن فراشہ فلما دنوا منہ عرفوہ فقالوا این صاحبک قال لا ادری او رقیبا کنت علیہ۔ امرتموہ بالخروج فخرج فانتہروہ وضربوہ واخرجوہ الی المسجد فحبسوہ ساعۃ ثم ترکوہ ونجی الله رسولہ من مکرھم وانزل علیہ فی ذلک واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر الله والله خیر الماکرین۔

کہ ابوبکر آئے اور جناب امیرؑ سے رسول اللہؐ کو پوچھا تو حضرت نے فرمایا وہ غار ثور گئے ہین اگر تمکو حاجت ہو تو جلد جا کر ملو۔ ابوبکر جلد جلد چلے یہانتک کہ قریب رسول اللہ پہونچے تو حضرت نے سمجھا یہ کوئی مشرک ہے جو پیچھے آتا ہے حضرت نے بھی دوڑنا شروع کیا یہانتک کہ بند نعل ٹوٹ گیا اور انگوٹھا آپکا پتھر سے لگکر زخمی ہوا اور بہت خون نکلا۔ مگر اسکے ساتھ حضرت دوڑتے جاتے تھے۔ پس ابوبکر کو یہ خیال ہوا کہ حضرت کو زیادہ زحمت نہو انہوں نے آواز بلند کیا تب حضرت نے انکو پہچانا اور کھڑے ہوگئے اور دونوں ساتھ چلے حالانکہ حضرتؐ کے پیر سے خون بہتا تھا اور دونون داخل غار ہوئے صبح ہوتے۔

جو لوگ کفار قریش سے حضرت کا محاصرہ کئے ہوئے تھے صبح ہوتے داخل مکان ہوئے اور حضرت علیؑ فرش سے اوٹھ بیٹھے جب کفار نے پہچانا تو پوچھا کہ تمھارا صاحب کیا ہوا جناب امیرؑ نے کہا نہین جانتے کیا ہم اونکی محافظت پر مقرر تھے۔ تمنے حکم دیا کہ نکل جاؤ وہ نکل گئے کفار نے جناب امیرؑ کو جھڑکا اور مارا اور پکڑکر مسجد کی طرف لیگئے کچھ دیر تک تو قید رکھا پھر چھوڑ دیا اور خدا نے اپنے رسول کو اونکے مکر سے نجات دی اور یہ آیہ نازل کیا واذ یمکر بک الذین کفروا یعنی جب مکر کیا کافروں نے کہ تمکو قید کرین یا قتل کرین یا نکالدین اور خدا نے اونکے مکر کا جواب

افسوس کہ جس واقعہ مین حضرت کی ابوبکر کی بدولت خونریزی ہوا اور آپکا پائے مبارک زخمی ہوا اوسکو آپ فضیلت ابوبکر مین لاتے ہین حالانکہ اگر کچھ بھی عقل ہوتی یا غیرت وحیا سے حصہ ملا ہوتا تو کبھی اسکا نام بھی نہ لیتے کہ ابوبکر ساتھ ہوئے جس سے حضرت کو یہ تکلیف پہونچی اور اسقدر خون پائے اقدس سے نکلا۔

تمام اہل عالم کو معلوم ہے کہ حضرت قبل از بعثت غار حرا مین عبادت کیا کرتے جیسا کہ صحیح بخاری مین بھی ہے پھر اب کیا ضرورت تھی کہ ان کو ساتھ لیتے حالانکہ اب آپکا درجہ بوجہ نبوت اور بھی دوبالا ہو چکا تھا۔

ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مین ہے صفحہ ۲۶۲ مقصد دوم

قال ابن عباس وشری علی نفسہ فلبس ثوب النبی ثم نام مکانہ قال ابن عباس وکان المشرکون یرمون رسول اللہ صلعم فجاء ابوبکر وعلی نائم ثم قال و ابوبکر یحسب انہ رسول اللہ صلعم قال فقال یا نبی اللہ فقال لہ علی ان نبی اللہ قد انطلق نحو بئر میمون فادرکہ قال فانطلق ابوبکر فدخل معہ الغار قال و جعل علی رضی یرمی بالحجارۃ کما کان نبی اللہ وھو یتضور و قد لف راسہ فی الثوب لا یخرجہ حتی اصبح ثم کشف عن راسہ فقالوا انک للئیم وکان صاحبک لا یتضور ونحن نرمیہ وانت تتضور وقد استنکرنا ذلک۔

یعنی جناب امیر نے اپنی جان بیچڈالی تھی خدا کی راہ مین اور لباس رسول اللہ پہنکر آپکی جگہ پر سو رہے مشرکین پتھر مار رہے تھے۔ اتنے مین ابوبکر آئے اور انھون نے اس گمان پر کہ حضرت سو رہے ہین کہا یا نبی اللہ حضرت علی نے کہا پیغمبر خدا تو بیر میمون کی طرف چلے گئے تم بھی جا کر ملجاؤ۔ ابوبکر ادھر گئے اور حضرت پر پتھر پڑنے لگا جس طرح رسول اللہ پر پتھر پڑتا اور آپ بیچین ہو کر کروٹ بدلتے اور سر اپنا چادر مین چھپا لیا تھا نکالتے نہ تھے یہانتک کہ صبح ہوئی تب چادر ہٹایا کفار نے تو کہا تم لئیم (قابل ملامت ہو) کہ ہم تمھارے صاحب کو پتھر مارتے تھے تو وہ بیچین نہوتے اور تم بیچین ہوتے تھے ہمکو اوسی وقت شبہہ ہوا تھا۔

غرض آپکا یہ فرمانا کہ حضرت ہجرت کی خوفناک گھڑی مین ابوبکر کو ساتھ لیتے ہا بالکل غلط ہے کیونکہ آپ نے ساتھ نہین لیا تھا بلکہ وہ زبردستی شامل ہوئے جب حضرت نے سمجھا کہ کوئی کافر تعاقب مین آرہا ہے اور آپ دوڑے جس سے آپکا پیر زخمی ہوا۔

دوسرا جملہ اوس سے زیادہ غلط ہے غار ثور مین ابوبکر کو مونس بناتے ہا کیونکہ مونس تو موجب رفع وحشت تنہائی ہوتا ہے اور ابوبکر کی رفاقت ایسی کاہش جان تھی کہ قرآن مین ہے اذ قال لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا کہ غم نکھا خدا ہمارے ساتھ ہے جس سے ہر شخص

سمجھ سکتا ہے آپکو اس یار سے کیسی تکلیف پہونچی کہ وہ وقت دم مارنے کا نہ تھا۔ مگر حضرت کو بولنا پڑا اور سمجھانا پڑا۔

طرہ تو یہ ہے کہ اس وقت ابوبکر کو پیاس بھی لگ گئی جب حضرت نے فرمایا صدر غار مین چلا جا وہان جاکر پانی پی لے صفحہ ۲۴۲ درمنثور سیوطی

حضرت کا یہ معجزہ تھا مگر ان کے دل کو تسکین نہین ہوتی۔ ایک شخص کو غار کے سامنے آتے دیکھکر گھبرا پڑے کہا حضرت اسنے تو ہمکو دیکھ لیا حضرت نے فرمایا ہرگز نہین خدا نے فرشتون کو مقرر کر دیا ہے کہ وہ ہمکو چھپا ئے رہین اتنے مین وہ شخص وہان بیٹھکر پیشاب کرنے لگا تو حضرت نے فرمایا کہ دیکھ وہ اگر ہملوگون کو دیکھے ہوتا تو کبھی ایسا کام نہ کرتا صفحہ ۲۴۰ درمنثور

پھر آپ ہی فرمایئے یہ ابوبکر حضرت کے انیس و مونس تھے یا دشمن جان کہ کہان تو ضرورت ہے اس طرح چھپنے کی کہ سانس تک نہ معلوم ہو اور ابوبکر ہین کہ بار بار حضرت کو تکلیف دے رہے ہین اور اس قسم کی باتین کر رہے ہین کہ خاص طور پر راز فاش ہو۔

قولہ مرض الموت مین ابوبکر کو امام الصلوۃ مقرر کرتے اور اس طرح ان کی خلافت کی اور بھی تصریح کر دیتے اقول کیا غضب ہے کہ آپنے افترا پردازی پر اپنی کمر باندھ لی ہے کہ کبھی اوس سے باز ہی نہین آتے اگر حضرت کو ابوبکر کی خلافت منظور ہوتی تو کیون نہ نص کر دیا کیونکہ آپکو یہ ضرور معلوم تھا۔ لوگ انھین کو خلیفہ بنائینگے پھر کون مانع تھا جو آپنے نص نہ کیا۔

دیکھئے باوصفیکہ آپکو معلوم تھا کہ جناب امیرؑ کی خلافت کو بوجہ کینہ دیرینہ نہ مانینگے مگر اسپر بھی ابتدائے اسلام سے آپ نص کرتے آئے کہ یہ ہمارے خلیفہ اور وصی و وارث ہین یہانتک کہ بوقت وفات وصیت نامہ لکھنا چاہا جس سے عمر مانع ہوئے پس اگر حضرت کو ابوبکر کی خلافت منظور ہوتی تو کیون نہ نص کر دیا۔ یہ صاف بتا رہا ہے کہ حضرت کسی طرح انکو اپنا خلیفہ بنانا پسند نہین کرتے تھے۔ اسی واسطے قریب وفات ابوبکر کو حکم دیا کہ لشکر اسامہ کے ساتھ چلے جاو لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ جو نہ جائیگا اوسپر خدا کی لعنت ہو۔

تفصیلی بحث اسکی کتاب مستطاب تشیید المطاعن مین دیکھئے جس مین بنہایت وضاحت کے

ف مختصر طور پر اسکو اصلاح ۱۰ جلد ۱۴ مین ملاحظہ فرما۔ جو حال مین شایع ہوا ہے ۱۲ منہ

اس قصہ کا ابطال کیا گیا ہے نہ حضرت نے ابوبکر کو پیشنماز مقرر کیا نہ پیش نمازی کا حکم دیا یہ سب کارروائی عائشہ اور حفصہ کی تھی کہ اپنے اپنے باپ کو پیشنماز بنانا چاہا جسپر حضرت نے انکی نسبت فرمایا انکن لصواحب یوسف۔

قولہ اور کیا آپکا فرض تھا کہ ابوبکر کی بیٹی سے وہ تعلق پیدا کرتے کہ آخر مین اسکی گودی مین جان دیتے اور اسی کی کوٹھری مین مدفون ہوتے اقول تعلق پیدا کرنا تو بیشک آپکا کام تھا مگر کیا مدفون ہونا بھی آپکے اختیار مین تھا کہ بہ اختیار خود وہان دفن ہوے۔

آپکو اگر کچھ تواریخ و علم حدیث سے مس ہوتا تو سمجھتے حضرت نے صرف ابوبکر ہی کی بیٹی سے تعلق نہین پیدا کیا بلکہ بہت سے کفار و منافقین کی لڑکیون سے تعلق پیدا کیا خویلد پدر حضرت خدیجہؓ بھی کافر تھا ام سلمہ کے باپ بھی کافر تھے۔ عائشہ و حفصہ کے باپ بھی منافق تھے ام حبیبہ کے باپ ابوسفیان کافر بھی تھے منافق بھی تو کیا یہ سب خلیفہ بنے یا بن سکتے ہین۔

عضب خدا کا آپ دلیل حقیت وہ لاتے ہین جو عالم مین کسی کے نزدیک بھی دلیل حقیت نہین کیونکہ سسرالی رشتہ کی نسبت تو یہی مشہور ہے جہان . . . کیا وہین سسرال ہے پھر اس سے آپکو فائدہ ہی کیا ہوا۔ اگر کاش یہی ابوبکر ہی سسر ہوتے تو ایک بات تھی مگر مشکل یہ ہے کہ ابوبکر عمر کی طرح ابوسفیان بھی حضرت کا سسر موجود ہے۔

صنـ ۵۱۰
پھر یہ بھی محض غلط ہے کہ حضرت نے عائشہ کی گود مین جان دی ہو چنانچہ مدارج النبوۃ مین ہے و از ابن عباس رضی اللہ عنہما منقول است کہ در روز وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالی امر فرمود ملک الموت را کہ بزمین رو د نزدیک حبیب من محمد و پیغمبر از آنکہ بے اذن بروی در آئی و از آنکہ قبض روح وی بے اذن وی کنی پس قابض ارواح از بیرون خانہ بصورت اعرابی بایستاد و گفت السلام علیکم یا اہل بیت النبوۃ و معدن الرسالۃ و مختلف الملائکہ اذن میدہید مرا تا در آیم رحمت خداوند بر شما باد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بر بالین رسول صلی اللہ علیہ وسلم بود جواب داد کہ پیغمبر بحال خویش مشغول است و حالا وقت ملاقات نیست بار دیگر اذن طلبید ہمان جواب شنید بار سیوم اذن طلبید و بہ آواز بلند طلبید چنانکہ ہر کس کہ در آن خانہ بود از ہیبت آن آواز برخود بلرزید حضرت بہوش باز آمد و چشمان مبارک بکشاد و پرسید کہ چہ می شود صورت حال را بعرض شریف رسانید

فرمود ای فاطمه دانستی که این کیست این شکننده لذات و قطع کننده ارزوهای شهوات است و مفرق جماعات و بیوه گردانده زوجات و یتیم کننده بنین و بنات‌ها است فاطمه رضی الله عنها چون این بشنید بگریست و فرمود ای دختر من گریه مکن که حمله عرش بر بکا تو گریه میکنند و بدست مبارک اشک از چهره فاطمه رضی الله عنها پاک کرد و دل او را بها و بشارتها داد و در بعضی روایات حدیث خبر موت آنحضرت و گریه فاطمه و تسلیه آنحضرت او را که تو پیشتر لاحق شوی بمن و تو سید نساء جنت خواهی بود در ینوقت آمده و گفت بارخدایا و پرا در مفارقت من صبری و کرامت فرمائی فاطمه گفت واکرباه فرمود آنحضرت نیست هیچ کرب و اندوه بر پدر تو بعد از امروز یعنی کرب و اندوه بسبب شدت الم و صعوبت وجع بود بواسطه علاقه جسمانی و تعلقات که لازمه بشریت است میباشد انگاه فاطمه فرمود که پسران خود را پیش آر پس فاطمه حسن و حسین را علیهم التحیة والرضوان پیش آنحضرت صلی الله علیه وسلم اورد چون او را بدان حال دیدند گریه آغاز نهادند چنان گریه وزاری کردند که از گریه ایشان هر که در خانه بود بگریست آنحضرت علیه السلام ایشان را ببوسید و در باب تعظیم و احترام و محبت ایشان صحابه و تمام امت را وصیت نمود و در روایتی آمده که آنها که بر در حجره بودند نیز گریستند چون آواز گریه ایشان بگوش مبارک رسید آنحضرت علیه السلام نیز بگریست ام سلمه گفت یا رسول الله نه گناهان گذشته و آینده تو مغفور گشته موجب گریه چیست فرمود گریه من برای رحم و شفقت بر امت است که آیا بعد از من حال ایشان بکجا خواهد رسید بعد از ان عائشه پیش رفت و گفت یا رسول الله چشم مبارک بگشائی و در من نگاهی فرمائی و وصیت کن چشم مبارک حضرت بگشاد و فرمود ای عائشه بمن نزدیک شو فرمود که دیروز که وصیت کرده همان است باید که بموجب آن عمل کنی و حفصه نیز پیش رفت آنچه با دستوری که با عائشه مکالمه فرمود با حفصه نیز گفت و تمامه ازواج مطهره را وصیت کرد بعد از ان فرمود برادر من علی را بیارید علی بیامد و بر بالین آنحضرت بنشست و سر مبارکش را بر زانوی خویش نهاد و آن سرور فرمود ای علی فلان یهودی پیش من چندین مبلغ دارد که از وی برای تجهیز لشکر اسامه بقرض گرفته بودم زنهار که حق او را از ذمه من ادا کنی و فرمود ای علی تو اول کسی خواهی بود که در لب حوض کوثر بمن برسی و بعد از من مکروهات بتو خواهد رسید

باید که دل تنگ نشوی و صبر کنی و چون بینی که مردم دنیا اختیار کنند باید که تو آخرت را اختیار کنی و در روایتی آنکه فرمود دوات و صحیفه بیار تا برای تو وصیتی بنویسم علی گوید ترسیدم که تا بروم که من اسباب کتابت را مهیا سازم آنحضرت از دنیا نقل کنند و من بدولت وصیت وی نرسم گفتم یا رسول الله بفرما وصیتی که خواهی بکن که من یاد گیرم فرمود الصلوٰة الصلوٰة ما ملکت ایمانکم و در روایتی آنکه فرمود الله الله فیما ملکت ایمانکم البسوا ظهورهم و اشبعوا بطونهم و لینوا لهم القول علی رضی الله عنه گوید که حضرت با من سخن می گفت و آب دهن وی بمن میرسید پس حال بروی متغیر شد و زنان از پس پرده بیطاقتی مینمودند و من نیز تحمل آن نداشتم که وی را بآن حال بینم گفتم ای عباس مرا دریاب عباس آمد و بایکدیگر وی را بجوابا بنهادیم ذکر هذا الکل فی روضة الاحباب کاتب حروف گوید عفا الله عنه که سابقاً گذشت که عائشه رضی الله عنها فخر می کرد که قبض روح آنحضرت صلی الله علیه وسلم درکنار من شده است و مشهور همین است و این حدیث را محدثان بتصحیح نموده اند در اینجا روایت می آرند که سر مبارک آنحضرت آخر وقت درکنار علی بود رضی الله عنه که حاکم و ابن سعد از طرق متعدده آورده اند و از بیانی که کرده شد ظاهر گشت که علی رضی الله عنه آمد و بربالین آنحضرت نشست و سر مبارک بر بازوی خود نهاد ظاهر می شود که آخر عهد همین است و مغایر است که درین دو مفهوم ست که سر مبارک بر بازو نهاد یا بر کنار نهاد سهل است و اختلاف در لفظ روایت است بعضی بر بازو نهاده روایت کرده اند و بعضی درکنار پس گویا عائشه رضی الله عنها بجهت قرب زمان وفات آخر نام کرد چنانکه سابقاً مذکور شد که سر مبارک بربالین نهاد و برخاست و در حالی که میرید بر سر خود والله اعلم۔

اس روایت نے بتادیا کہ اصلی واقعہ کیا تھا اور عائشہ نے کیونکر اسکے خلاف دعوی کیا اور آپکے محدثین نے ان موضوعات کو بانس پر چڑھایا۔

افسوس کہ آپکو اتنا بھی رسالت کا ادب نہین جو نکاح عائشہ کو ان الفاظ سے لکھتے ہین ابوبکر کی بیٹی سے وہ تعلق پیدا کرتے تا کیونکہ یہ کلام محاورہ ہند مین اوس جگہ کہتے ہین جہان تعلق ناجائز ہو اور یہان تو حضرت نے نکاح کیا تھا۔

پھر یہ بھی غلط ہے کہ حضرت نے عائشہ کی کوٹھری مین وفات پائی ہو کیونکہ عائشہ کا نہ

کوئی مکان تھا نہ کوٹھری بلکہ حضرت نے اپنی سب ازواج مطہرات کیلئے ایک ایک حجرہ بنوادیا تھا اور اپنا خاص حجرہ علیحدہ تھا اوس مین آپنے انتقال کیا اور عائشہ نے زبردستی اپنا قبضہ کیا۔ چنانچہ قرآن سے ثابت ہی کہ وہ رسول اللہ کا مکان تھا لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم کہ رسول خدا کے گھرون مین نہ داخل ہو جب تک اذن نہ ملے تمکو۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ کل مکانات رسول اللہ صلعم تھے۔

ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین لکھتے ہین ان ورثتهن لم یرثن عنهن منازلهن ولو کانت البیوت ملکا لهن لانتقلت الی ورثتهن کتاب الخمس۔
کہ ازواج نبی کے ورثہ اون مکانون کے وارث نہو سکے۔ اور اگر وہ گھر سب ازواج نبی کے ہوتے تو ورثہ ضرور وارث ہوتے۔ پھر یہ کہنا کہ حضرت عائشہ کی کوٹھری مین دفن ہوئے کسقدر دروغ ہے کیونکہ وہ سب حجرات تو آپکی ملک خاص سے تھے۔

قولہ اور کیا یہ آپکا فرض تھا کہ قبر مین بھی ابوبکر کا ساتھ نہ چھوڑتے **اقول** مگر اسکا مطلب سمجھ مین نہ آیا کہ کیونکر آپ ساتھ چھوڑ دیتے کیونکہ آپ تو دنیا سے انتقال کر چکے قبر مین دفن ہو چکے اسکیونکر ساتھ چھوڑتے کیا ابوبکر کو جب دفن کیلئے لے گئے تھے تو قبر سے اوٹھکر بھاگ جاتے کچھ تو عقل و فہم سے کام لو مردہ بدست زندہ مشہور ہے۔

خوذ غور کرو کہ تمھارے یہان یہ حدیث ہے نحن معاشر الانبیاء لا نورث ولا نورث ما ترکناہ صدقہ کہ آنحضرت نے فرمایا ہم جو کچھ چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے نہ ہم خود وارث ہوتے ہین نہ کوئی میراث ہمسے پاتا ہے۔

پھر یہ تصرف عائشہ کس قسم کا تھا کیونکہ میراث تو تھی نہین جسکی وہ وارث ہون اور جب وہ صدقہ تھا تو کل مسلمانون کی اجازت درکار تھی بلا اجازت کل مسلمین دفن کرنا خود ناجائز تھا کہ زمین غصبی مین دفن ہوئے۔ پھر حیف ہی کہ جب اونکا دفن ہی وہان ناجائز تھا تو اوس سے آپکا استدلال بر فضیلت کیسا عجیب ہے۔

قولہ اور کیا یہ سب کچھ خدا کی مرضی اور آپکی مرضی کے خلاف ہوا **اقول** یقیناً کیونکہ خدا فرماتا ہے ان اللہ لا یرضی عن القوم الفاسقین کہ خدا کبھی راضی نہین ہوتا قوم فاسقین

سے پھر کیونکر ممکن ہے کہ خدا اس قسم کے ظلم و غضب سے راضی ہو۔ اور اگر آپکا مطلب مرضی سے رضا تقدیری ہے تو جس طرح دنیا مین ہر قسم کا فسق و فجور خدا کی مرضی سے ہوتا ہے اوسی طرح یہ بھی ہوا مگر اس قسم کی مرضی سے کسی بات کی حقیقت نہین ثابت ہوتی جیسا کہ مکرر ذکور ہوا۔

قولہ۔ مگر یہ کہنا تو آسان نہوگا کہ اسلیئے خدا تعالی نے اپنی کتاب مین منافق کا ایک نشان بتا چکا ہے۔ وھموا بما لم ینالوا۔ یعنی منافق کبھی اپنے پیش نہاد منصوبون اور قصدون پر فائز نہین ہو سکتا تو کیا نعوذ باللہ شیعہ یہانتک تیز چلین گے کہ حضرت علیؑ سے بڑھکر رسول خدا کو بھی ناکام ثابت کریکے اس آیت کے نشان کا داغ لگائین گے (کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا)

اقول۔ افسوس آپ اس درجہ تیز چل رہے ہین کہ یہ بھی نہین سمجھتے آپکا کیا حشر ہوگا کیونکہ ھموا بما لم ینالوا کا تعلق تو خاص ایک واقعہ سے ہے اوسکو آپ کلیہ بنا رہے ہین۔ اس سے بڑھکر کیا ظلم ہے کہ آپ قرآن کی صریح تکذیب کر رہے ہین۔ حالانکہ خداوند عالم ایک مقام پر نہین صدہا مقام پر منافقین کے تسلط و غلبہ کو ظاہر کر چکا ہے۔

اللہ یستھزئ بھم و یمدھم فی طغیانھم یعمھون۔ سورہ بقرہ

کہ خدا اونکی ہنسی کا بدلہ دیتا ہے اور بڑھاتا ہے اون کے طغیان مین کہ سرکشی و تمرد مین بھٹکتے جائین کیا خدا کا یہ وعدہ غلط ہے کہ وہ انکو اسقدر مہلت دیتا ہے کہ وہ اپنے طغیان مین بڑھتے جائین۔

واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا و یھلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد سورہ بقرہ

جب حاکم ہوتا ہے تو سعی کرتا ہے کہ فساد کرے زمین مین اور ہلاک کرے کھیتی اور نسل کو اور خدا نہین دوست رکھتا فساد کو۔

ولو دخلت علیھم من اقطارھا ثم سئلوا الفتنۃ لاتوھا وما تلبثوا بھا الا یسیرا احزاب

اگر فوجین اطراف مدینہ سے اونپر داخل ہون پھر ان سے فتنہ کی خواہش کی جائے تو سب چلے آئین اور نہ ٹھہرین اوسکے لئے مگر تھوڑا۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم۔ سورہ محمد

کیا یہ قریب نہین ہے کہ تم حاکم ہو تو فساد کرو زمین مین اور قطع ارحام کرو یہ لوگ وہ ہین جنپر خدا نے لعنت کی ہے اور اون کو اندھا بہرا بنا دیا ہے۔

کیا یہ سب آیتین آپکو نہین بتا رہی ہین کہ خدا نے اسکی خبر دی ہے کہ منافقین کو تسلط ہوگا اور اس قسم کا ظلم کرینگے۔

شیعہ تو کبھی تیر نہین چلتے وہ بحکم آیہ انفسنا جناب امیرؑ کو رسول اللہ کا نفس جانتے ہین اور اون کل مصائب و شدائد مین رسول اللہ صلعم کو جناب امیرؑ کا شریک جانتے ہین جو جناب امیرؑ و جناب سیدہؑ و حسنین پر گذرے اور کسی امر مین نہ رسول اللہ کو ناکام جانتے ہین نہ جناب امیرؑ کو کیونکہ ہر طرح خدا نے ان حضرات کو کامیابی دیا ہے اگرچہ قتل کئے جائین یا قید کیونکہ حق ہر طرح حق ہے اور اوس کا انکشاف زیادہ تر مظلومیت مین ہوتا ہے نہ ظالمیت و قہر و غلبہ مین۔

قولہ ہان تو بتایئے آپکے ذمہ کیا فرض تھا اور آپنے کیا کیا۔ کس چیز نے آپکو ابوبکر سے جہاد نہ کرنے دیا۔ خدا تو صاف خبر دے چکا تھا کہ الارض مین منافقون کا کوئی ولی اور نصیر نہوگا۔ اب سوچو اور خوب غور کرو کہ ایک ابوبکر کو منافق کہنے سے بات کہان سے کہان پہنچ جاتی ہے یہی نشان مردان خدا کا ہوتا ہے کہ ان پر اعتراض کرنے سے راست بازون کا سارا تانا بانا ہی اودھڑ جاتا ہے ابوبکر کو مانو تو خدا بھی۔ رسول بھی۔ علی بھی۔ اور سب ہی کچھ۔ ان سے منہ پھیرو تو نہ خدا ہے نہ رسول ہے نہ قرآن ہے نہ علیؓ ہے اسلام کی ساری صف الٹتی ہے۔ اتقوا اللہ ولا تکونوا من المعتدین۔ اور پھر خدا نے رسول کریم کو اس بارہ مین وہ علم اور وہ قدرت دی کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہین چنانچہ فرماتا ہے یعتذرون الیکم اذا رجعتم قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم قد نبأنا اللہ من اخبارکم وسیری اللہ عملکم ورسولہ ثم تردون الی عالم الغیب والشہادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون۔ الی ان قال فان ترضوا عنہم فان اللہ لا یرضی عن القوم الفاسقین۔

اقول آپکے ذمہ جو فرض تھا اوسکو قرآن عظیم نے بتا دیا ہے فان اسلموا فقد اھتدوا وان تولوا فانما علیک البلاغ واللہ بصیر بالعباد آل عمران

یعنی اگر یہ لوگ اسلام لائین تو ہدایت پائی اور اگر نہ مانا تو تمھارا کام پہونچانا ہے اور خدا بصیر ہے

اپنے عباد سے۔ اس مضمون کو ایک مقام پر نہین صدہا مقام پر بتایا کہ رسول کا کام صرف تبلیغ رسالت ہے۔

اب آپ ہی فرمایئے حضرت نے اس کام کو انجام دیا یا نہین جس نے مانا اوسنے مانا۔ جسنے نہ مانا اوسنے اپنی جگہ جہنم مین بنائی۔

رہا یہ سوال کہ ابوبکر سے کیون نہین جہاد کیا۔ تو اسی وجہ سے کہ آپکو منافقین سے جہاد بالسیف کا حکم نہین تھا بلکہ جہاد باللسان کا جسکو آپنے اس طرح انجام دیا کہ ابوبکر جانتے ہونگے یا آپ کیونکہ ایک دو موقع ایسا نہین آیا جس مین اونکے نفاق کو حضرت نے ظاہر کیا ہے۔ بلکہ ہر موقع پر قسم کھاکر فرمایا شرک تمھارے دلون مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے۔ سورہ برارت دیکر عزل کیا تاکہ معلوم ہو ان مین کسی طرح اسکی اہلیت نہین ہے کہ ایک سورہ کی تبلیغ کرسکین۔ پھر پورے قرآن کی کیا تبلیغ کرسکتے۔ کبھی انکو کسی کام کا افسر نہ مقرر کیا تاکہ معلوم ہو ان مین کسی قسم کی قابلیت نہین ہے حتی کہ کسی غزوہ مین بھی انکو اپنا خلیفہ مدینہ مین نہ مقرر کیا حالانکہ اکثر لوگون کو مقرر کرتے تھے ایک دفعہ علم لشکر لیکے گئے بھی تو بھاگ آئے یہانتک کہ آخری وقت جو جیش اسامہ کے روانگی کا حکم دیا تو ابوبکر عمر عثمان سبکو اسامہ کا ماتحت کیا حالانکہ آپکو معلوم تھا اب ہمارا ارتحال قریب ہے دو چار روز کے مہمان ہین۔ پھر اسکی غرض بجز اسکے کیا تھی کہ عوام و خواص کو معلوم ہو یہ کسی طرح اسکی قابلیت نہین رکھتے کہ خلیفہ یا جانشین ہو سکین یہی تو وجہ ہے کہ انکے خلیفہ ہوتے ہی تمام عرب مین بغاوت پھیل گئی اور سب کے حوصلے بڑھ گئے مگر چونکہ خدا نے اس دین کی نصرت اور غلبہ کا وعدہ کیا تھا لہذا سب خرابیون کے بعد بھی یہ دین باقی رہا۔

غرض جو وجہ آپ اسکی بتائینگے کہ حضرت نے کسی منافق سے جہاد بالسیف نہین کیا وہی وجہ ہم بھی پیش کرینگے کہ اسی وجہ سے حضرت نے ابوبکر سے باوصف نفاق انکے جہاد نہین فرمایا۔

یہ تو محض خدا پر افترا ہے کہ اوسنے کبھی اسکا وعدہ کیا ہو کہ منافقون کو زمین پر قبضہ نہو گا کیونکہ وہ آیت تو کفار مشرکین کے بارہ مین ہے کہ کبھی زمین عرب مین اون کو اقتدار نہو گا۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ آپ پھر یزید و عبدالملک وغیرہ کے کفر و نفاق کا بھی اقرار نہ کرین جنکو کیسی سلطنت تمام عرب مین حاصل ہوئی کہ ایسی نہ ابوبکر کو حاصل ہوئی نہ عمر کو۔

آپ پوچھتے ہین کہ ابوبکر کو منافق کہنے سے بات کہان تک پہونچتی ہے جسکا جواب یہ ہے کہ ایمان کامل ہوتاہے دین اسلام مکمل ہوتاہے کیونکہ جسنے خدا کے دوست اور دشمن کو نہ پہچانا وہ مسلمان کہان رہ سکتاہے۔

شکر خدا کہ آپنے اسکا اقرار کیا کہ مردان خدا پر اعتراض کرنے سے راست بازون کا سارا تانا بانا ادھڑ جاتاہے کیونکہ آپنے ازالۃ الاظہار پر ہزارون قسم کا صرف اس وجہ سے اعتراض کیا کہ دنیا اونکے مساعد نہ تھی خلافت اون کی نہ مانی گئی مگر چونکہ وہ سچے راست باز تھے آپکو آخر اقرار کرنا پڑا کہ ملعون ہے وہ دل جو ان سے بغض وکینہ رکھے ملاحظہ ہو ص۲۵ خلافت راشدہ

برخلاف اسکے جسنے ابوبکر کو چھوڑا اوسکو کبھی شرمندگی نہوئی کیونکہ وہ حق پر تھا اور ہمیشہ اوس کا انشراح صدر بڑھتا گیا کہ ہمنے دشمن خدا سے قطع تعلق کیا اور . . . کرنے سے خدا ورسول کو خوش کیا

استغفر اللہ یہ کیسا کلمۂ کفر آپ کہہ رہے ہین کہ ابوبکر کو مانا تو خدا بھی رسول بھی علی بھی اور سب ہی کچھ کیونکہ خدا تو فرماتاہے لاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کہ ظالمون کی طرف کسی طرح کا میل نہ کرو ورنہ داخل جہنم ہوگے پھر ایسے ظالم کے مقتدا او رپیشوا بنانے سے بجز مخالفت خدا کیا نتیجہ مل سکتاہے۔

رسول اللہ تو فرماتے ہین لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ پھر جبکہ رسول اللہ لعنت کرچکے ہون اوسکے پیشوا ومقتدا بنانے سے کب ایمان درست ہوسکتاہے۔

جناب امیر کا شیخین کو کاذب غادر خائن آثم جاننا آجتک صحیح مسلم مین موجود ہے۔ پھر ابوبکر کو صادق مانکر کیونکر کوئی جناب امیر کو منہ دکھا سکتاہے۔

کیا بضعۃ الرسول کبھی اوس شخص سے خوش ہوسکتی ہین جس نے آپکے گھر مین آگ لگایا اور آگ لکڑی لے گیا۔

ہان اگر یہ کہئے کہ ابوبکر کے ماننے سے یزید۔ معاویہ۔ عبد الملک سب کچھ مل سکتاہی تو درست ہے کیونکہ جسنے ابوبکر کو مانا اوس کو ضرور ہے کہ یزید وغیرہ کو بھی مانے۔

آیہ یعتذرون الیکم اذا رجعتم کو یہان لانا اور بھی داد حماقت دیناہے کیونکہ اسکا تعلق تو اون منافقین سے ہے جنھون نے جنگ تبوک مین حضرت کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور آپکے ساتھ نہ گئے تھے اس مین خداوند عالم نے اونپر اپنا عتاب ظاہر کیا ہے اور فرمایا ہے خدا کبھی ان سے راضی نہوگا۔

جس مین ہمکو کیا کسی مسلمان کو بھی شک نہین ۔ تو کیا آپنے رسول اللہ صلعم کی رضامندی ابوبکر سے کسی
دلیل سے ثابت کی ہو۔

قول ان روایتون سے واضح ہوتا ہو کہ خدا نے منافقون کے حال کی دائمی خبر آپکو دیدی تھی اور پھر
خدا نے ان لفظون مین ان پر ہمیشہ پھٹکار ظاہر کردی کہ مین ان سے کبھی راضی نہون گا ۔ کیا ان آیتون کو
پڑھ کر کوئی رشید ہی جو سوچ کر رسولخدا کو منافقون کے رئیس ابوبکر (لعنۃ اللہ علی القائلین
بھذا القول الشنیع الذی تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر
الجبال ھدا)
کے حالات کی خبر آخر تک اس آیت کے بموجب خدا نے دی تھی یا نہین دی تھی اور اگر دی تھی اور ضرور
دی تھی تو آپنے کیا معاملہ ابوبکر سے مدت العمر مین کیا اور کیا آپنے اپنے اقوال و اعمال سے اظہار عدم
رضا کیا ۔ اگر نہین کیا تو خدا کے قول کی کیا عزت رکھی اور اگر عدم رضا کا اظہار کیا تو اس کا عملی نتیجہ
کیا ہوا ۔

اقول ایسی صدہا آیتین ہین جسمین خداوند عالم نے منافقین کی تباہ کاری اور ظلم و شرارت اور
ابتلا بعذاب الیم کو بتایا ہے جسمین اگر کوئی بشرح دل غور کرے تو اوسکو معلوم ہو گا کہ اسی لئے خدا نے
ان کی مذمت مین بیشمار آیتین فرمائی ہین تاکہ معلوم ہو انکی کثرت ہو گی اور بسبب اظہار اسلام کے
انکے حالات مشتبہ ہونیکا خوف ہے اسلئے خدا نے نہایت کثرت سے انکی مذمت فرمائی تاکہ مومنین مخلص
انکے دام مکر و تزویر مین نہ آئین انکے طمطراق سے مشتبہ نہون انکو ہمیشہ منافق ہی سمجھتے رہین انکی ظاہری
شان و شوکت اور کثرت سے اسکا شبہہ نہو کہ یہ منافق نہین ہین ۔ پھر کون ہے وہ رشید جو ان آیات
مین غور کرے اور اس نتیجہ پر نہ پہونچے کہ یہ منافق تھے ۔ دیکھئے خود سورہ منافقون مین کس تصریح
سے انکے اوصاف کو بیان کیا ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ
واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون اتخذوا
ایمانھم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ انھم ساء ما کانوا یعملون ۔ ذلک
بانھم امنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون واذا رایتھم

تعجبك اجسامهم وان يقولوا تسمع لقولهم كانهم خشب مسندة يحسبون كل صيحة عليهم هم العدو فاحذرهم قاتلهم الله انى يوفكون

جب منافق تمھارے پاس آتے ہین تو کہتے ہین ہم اقرار کرتے ہین کہ آپ بیشک خدا کے پیغمبر ہین۔ اور خدا جانتا ہے کہ درحقیقت تم اسکے پیغمبر ہو۔لیکن خدا گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہین۔ انھون نے اپنی قسمون کو ڈھال بنا رکھا ہے اور اوسکے ذریعہ سے خدا کی راہ سے لوگون کو روک رہے ہین بیشک جو کام کرتے ہین وہ برا ہے۔ یہ اسلئے کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہوے تو انکے دلون پر مہر لگادی گئی تو اب یہ سمجھتے ہی نہین اور تم جب اون کو دیکھتے ہو تو اون کے بدن تمکو خوشنما معلوم ہوتے ہین اور اگر تقریر کرین تو تم اون کی باتون کو سنو (مگر فہم و ادراک سے خالی) گویا لکڑیان ہین جو دیوارون سے لگائی گئین (بزدل ایسے کہ) ہر زور کی آواز کو سمجھتے کہ انپر دشمن آپڑا۔ ان سے بچتے رہو خدا انکو قتل کرے جہان جائین۔

کیا یہ آیتین آپکو نہین بتاتین کہ ان منافقین کی ظاہری ترکیب ایسی تھی کہ خود رسول اللہ کو اون کی صورتین بھلی لگتین اونکی تقریرونکو آپ سنتے مگر حقیقت اون کی یہ تھی کہ چوب خشک تھے۔ پھر اگر آپلوگ ایسے منافقون کے فریب مین آجائین اور دھوکھا کھائین تو کیا تعجب۔

مگر جو سعید روحین ہوتی ہین یا رشید وہ تو صرف اسکو دیکھا کرتی ہین خدا اور رسول کی رضا کس مین ہے اوسکے احکام کے مطابق کون چلتا ہے جسنے اسکو پالیا وہی مومن ہے اور جسنے نہ پایا وہ گمراہ ہوا۔

آپ جانتے ہین مومن و منافق مین نہ نماز و روزہ مین فرق ہے۔ نہ مسجدونکے آنے جانے مین نہ حج و زکوۃ مین۔ ہان فرق ہے تو صرف اخلاص مین ایمان مین مومن جو کام کرتا ہے وہ خالصًا لوجہ اللہ منافق جو کام کرتا ہے وہ بغرض اغراض نفسانی

اسی لئے خدا نے اون کی دلی حالت کو ظاہر کیا کہ وہ ہر بڑی آواز کو سمجھتے ہین کہ دشمن آگیا کیونکہ دل اونکے کمزور ہین ذرہ سی بات ہوئی دل اونکے دھڑکنے لگے یہی وجہ ہے کہ وہ کہین کسی معرکہ مین ثابت قدم نہین رہ سکتے ہر جگہ سے فرار کرتے ہین بخلاف اون کے

جو لوگ مومن باللہ ہین اون کی دو ہی حالت ہوتی ہے یا جان سے مارے جاتے ہین یا دشمن کو مار کر فتح کراتے ہین۔

یہ ایک ایسی علامت خدا نے بتادی ہے کہ اگر صرف اسی پر آپ ایمان لاتے تو آپکو معلوم ہو جاتا کہ آپکے خلفا مومن تھے یا منافق مگر آپ تو عمداً حق پوشی کر رہے ہین اسکا کیا علاج ہے خداوند عالم اسی سورہ مین فرماتا ہے ھم الذین یقولون لاتنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا وللہ خزائن السموات والارض ولکن المنافقین لایفقھون۔ یہی تو وہ لوگ ہین جو کہتے ہین نہ انفاق کرو اونپر جو رسول اللہ صؐ کے پاس ہین تاکہ یہ خودبخود بھاگ جائین حالانکہ خدا کیلئے خزائن سموات وارض ہین مگر یہ منافقین نہین سمجھتے بتائے ضبطی فدک۔ منع خمس جو بجانب اللہ حق اہل بیت مقرر تھا کس اصول پر کیا گیا۔ بقول آپلوگون کے باغ فدک چند درخت تھے خرما کے۔ وہ کیون روکے گئے۔ اسی لئے نہ کہ اہلبیت طاہرین پریشان ومضطر ہون ورنہ دور خلافت مین کس بات کی کمی تھی کروڑون کی آمدنی تھی لاکھون قسم کے ذرایع تھے۔ ہزارون کی بخششین ہوتی تھین مگر آل رسول کیلئے چند درخت خرما کا دینا بھی ناگوار تھا۔

خدا نے سب سے پہلی پھٹکار تو اس دنیا پر کی اور دنیا دارون پر چنانچہ سورہ زخرف مین فرماتا ہے ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتھم سقفا من فضۃ ومعارج علیھا یظھرون ولبیوتھم ابوابا وسررا علیھا یتکئون وزخرفا وان کل ذلک لما متاع الحیوۃ الدنیا والاخرۃ عند ربک للمتقین اگر یہ بات نہوتی کہ سب ایک ہی امت ہوجاتے تو ہم اون لوگون کے لئے جو کفر کرتے ہین خدا سے اونکے گھرون کی چھت بھی بنا دیتے چاندی کی اور سیڑھیان جسپر وہ چڑھتے اور اونکے گھرون کے دروازے بھی اور تخت بھی جسپر تکیہ لگاتے اور خوب زینت کرتے کیونکہ یہ سب تو دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور آخرت تو تمھارے پروردگار کے یہان پرہیزگارون کیلئے ہے۔

پس جبکہ خداوند عالم دنیا کی اسقدر مذمت کرتا ہے اور اوسکو کافرون کیلئے قرار دیتا ہے۔ تو پھر کیون آپ وسپر جان دیتے ہین اور اون خلفا وصحابہ کے جان نثار وطرفدار بنتے ہین جو

اس دنیا کے عاشق زار تھے اور اوسکے لئے اونھون نے اپنا ایمان برباد کیا۔

وہ کون رشید ہی جو اسکو نہ سمجھے گا کہ حسب اقرار آپکے رسول اللہ کو سب باتون کی خبر تھی اور آپ جانتے تھے کہ ہمارے بعد کیا ہوگا۔ اور پھر ایک کلمہ بھی ایسا نہ کہا جس سے ابوبکر کی حقیت ظاہر ہوتی جسپر آپکو اجماع کرنے کی ضرورت پڑتی۔

آپ پوچھتے ہین ابوبکر کے حالات کی خبر آخر تک اس آیہ کے بموجب دی تھی یا نہین۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ضرور خدا نے خبر دی تھی اور رسول اللہ نے اوس خبر کو تمامی مومنین سے بیان کر دیا تھا جیسا کہ سابقاً چند روایتین مذکور ہوین کہ حضرت نے جناب امیر کے گلے مین باہین ڈالکر گریہ فرمایا ہے اور روئے ہین اور فرمایا ہے لوگون کے دلون مین کینہ ہے جسکو وہ ہمارے بعد ظاہر کرینگے۔ اس سے بڑھکر آپ کون سی خبر چاہتے ہین کیونکہ اگر روایات اہل حق کو ملاحظہ کیجئے تو آپکو معلوم ہو حضرت نے کل پوست کندہ حالات بیان کر دیا تھا مگر روایات اہلسنت مین اون باتون کو در پردہ بیان کرتے ہین۔ مگر جو عاقل اور فہیم ہوگا وہ تو سمجھ جائیگا اس سے کون مراد ہے کیونکہ جب خدا نے ظالم پر لعنت کی تو ضرور ہے کوئی ظالم ہو جسپر یہ لعنت تھی۔ اب آپکا فرض ہو کہ اوس ظالم کو ڈھونڈھ لین اور اوسپر لعنت کرین۔

ابوبکر کے ساتھ جو معاملات حضرت نے کئے وہ تو کسی سے مخفی نہین کہ ہر وقت اونکی نصیحت کی اونکی فہمایش کی اون کے ادنے ادنے کام سے نااہلی دکھائی مرتے وقت تعمیل کی۔ گھر سے باہر نکالا مسجد سے جاکر باوصف کمال ضعف و نقاہت نکالا وعظ فرمایا۔ اب کوئی نہ مانے تو اس مین رسول کا کیا قصور خود خدا فرماتا ہے لست علیہم بمصیطر۔

سبحان اللہ یہ عجیب خیال ہے "اور اگر عدم رضا کا اظہار کیا تو اسکا عملی نتیجہ کیا ہوا" کیونکہ عملی نتیجہ تو یہی ہوا کہ اگر دس نے خدا کو ملا تو کروڑون نے انکار کیا۔ سو یے اگر رسول کو مانا تو لاکھون نے انکار کیا۔ یہ تو ایک بدیہی بات ہی رسول نے حکم اور مروان کو مدینہ سے نکلوا دیا۔ ابوبکر عمر نے بھی نہ آنے دیا عثمان نے اوسکو بلا ہی چھوڑا اور ایسا بلایا کہ خود مروان کو اپنا وزیر بنایا اور آخر مین وہ خلیفہ ہوا اور کل اوسکی اولاد خلیفہ ہوئی۔ پس جو عملی نتیجہ حضرت کے قولی احکام کا ہوا وہی عملی نتیجہ اسکا ہوا کہ حضرت نے ہر طرح ابوبکر کی نااہلی اور اپنی ناراضی ظاہر کی۔

مگر آپ ایسے مسلمانون نے اون کو خلیفہ مانا۔

غور تو فرمایئے خداوند عالم جو خلاق عالم ہے اوسکے حکم کو جب کسی نے نہ مانا الا ماشاء اللہ تو رسول اللہ صلعم کے احکام نہ ماننے پر آپکو کیون تعجب ہوتا ہے حالانکہ خدا نے صدہا آیات مین آپکی تسکین کی اور فرمایا تم ان لوگون سے نفاق وکفر سے بددل نہو اپنا کام کیے جاؤ ہدایت کرتے جاؤ وما علی الرسول الا البلاغ۔

قولہ پھر سب سے بڑھکر اور آخری فیصلہ منافقون کی نسبت خدائے غیور نے دیدیا حیث قال لئن لم ینتہ المنافقون۔ والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بھم ثم لا یجاورونک فیہا الا قلیلا ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

یعنی اگر منافقین اپنی شرارتون اور برے منصوبون سے باز نہ آئے اور وہ بداندیش جو مدینہ مین بری خبرین اڑاتے ہین تو ہم ضرور ضرور تجھے ان کی سزادہی کیلئے جوش دلائین گے پھر وہ مدینہ مین تیرے قرب وجوار مین رہنے نہ پائینگے وہ جہان جائین گے لعنت انکے ساتھ ہوگی پکڑے جائینگے اور ٹکڑے ٹکڑے کئے جائین گے خدا تعالی کی عادت اس سے پہلے بھی منافقون کے ساتھ ایسی ہی رہی ہے اور آئندہ بھی اسی طرح خدا تعالی کا برتاؤ ان سے رہیگا۔

اقول یہ بھی آپکے قلت عقل وکمی عرفان کی دلیل ہے جو اس آیہ کو آخری اور سب سے بڑھکر فیصلہ مانتے ہین حالانکہ اس سے بھی بڑھا ہوا اور آخری فیصلہ وہ ہے جو سورہ برات اور سورہ محمد مین ہے۔

سورہ براءت مین فرماتا ہے فلا تعجبک اموالہم ولا اولادہم انما یرید اللہ لیعذبہم بہا فی الحیوۃ الدنیا وتزہق انفسہم وہم کافرون۔

تمکو اون کا مال اور اولاد تعجب مین نہ ڈالے خدا چاہتا ہے کہ ان چیزون سے دنیا کی زندگی مین عذاب دے اور اون کی جان نکلنے لگے تو وہ کافر ہون۔ دیکھئے اس آیہ مین خدا کس طرح اون کی دنیوی کامیابی کو ذکر فرماتا ہے کہ اونکے مال واولاد کی کثرت ایسی ہے

کہ رسول اللہ صلعم کو تعجب میں ڈالتی۔ مگر اُسکے بعد تسکین فرماتا ہے کہ اس کی غرض یہ ہے کہ اس ذریعہ سے اونپر عذاب کرے اور مرتے وقت وہ کافر ہوں۔ پھر کیونکر آپ اُس دنیاوی کامیابی کو اونکی وسیلہ حقیت قرار دیتے ہیں۔

پھر فرماتا ہے ولا تعجبک اموالہم واولادہم انما یرید اللہ ان یعذبہم بہا فی الدنیا وتزہق انفسہم وہم کافرون۔ ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرو کہ خدا چاہتا ہے کہ اسکے ذریعہ سے اونکو دنیا میں عذاب کرے اور جان نکلتے وہ کافر ہوں۔

پھر اس سے بڑھکر کیا خدائی فیصلہ چاہتے ہیں کہ اونکی کامیابی کی بھی خبر ہے اور پھر نتیجہ آخری کا بھی فیصلہ ہے۔ دیکھئے خداوند عالم اسی سورہ میں فرماتا ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الآخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الآخرۃ الا قلیل الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا واللہ علی کل شیء قدیر۔

اے ایمان والو کیا ہوگیا ہے تمکو کہ جب کہا جاتا ہے کوچ کرو جہاد کیلئے راہ خدا میں تو تم زمین پر بوجھل ہوکر گرے جاتے ہو کیا آخرت کے بدلے تم زندگانی دنیا پر راضی ہوگئے ہو حالانکہ متاع زندگانی دنیا بہت کم ہے۔ اگر نہ کوچ کروگے تو خدا تمپر عذاب دردناک نازل کریگا۔ اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو پیدا کریگا۔ اور تم کچھ اوسکا نہ بگاڑ سکوگے اللہ ہر شی پر قادر ہے۔

مولوی صاحب ذرا سے غور فرمائیے اس آیہ میں شدت ہے یا اس آیہ میں جسے آپنے پیش کیا ہوگا۔ ہاں تو صرف یہ وعید ہے کہ اگر منافقین باز نہ آئینگے تو تیرے قرب وجوار میں نہ رہنے پائینگے مگر تھوڑا اور پکڑے جائینگے اور ٹکڑے ٹکڑے کئے جائینگے۔

بخلاف اس آیہ کے جس میں خداوند عالم وعدہ فرماتا ہے کہ اون کو ایسا نیست و نابود کریگا کہ دوسری قوم اوسکے بدلہ لائیگا اون کا وجود ہی نہ رہیگا۔

پھر سورہ محمد میں فرماتا ہے وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم اگر تم لوگ منہ پھیروگے تو خدا تمھاری جگہ دوسرے لوگوں کو بدل دیگا جو تمھاری مثل نہونگے۔

اب بتائیے کہ آپنے ان آیات کو کیون نہ لکھا جس سے منافقون کی شرارت اور اونکی سزا کا حال معلوم ہوتا کہ کس طرح خدا نے اون سے عذاب کرنیکا وعدہ کیا ہے کہ اون کو جڑ سے اوکھاڑ دونگا اور ایسا محو کر دونگا کہ پھر اون کا نام و نشان ہی نہ رہے۔

قولہ یہ آیتین تو ایسا صاف فیصلہ کر دیتی ہین کہ اسکے بعد کسی کو مجال دم زدن باقی نہین رہتی اس مین خدا تعالی نے بظاہر اخراج او تین نشان منافق کا یہ بتایا ہے کہ آخر کار مدینہ مین آنحضرت کے قرب و جوار مین اسے رہنا نصیب نہوگا اور دوسرا نشان یہ ہے کہ جہان جائیگا ذلیل اور رسوا اور آخر پاش پاش ہوجائیگا۔ اب یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابوبکر کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا ہوا اگر وہ شیعون کے اعتقاد کے موافق منافق بلکہ رئیس المنافقین تھا کیا ضروری نہ تھا کہ قرآن کریم کی یہ پیشگوئی اس کے حق مین اور پھر اس کی جماعت کے حق مین پوری ہوتی۔ اگر ابوبکر منافق ہے تو قرآن اخبار غیبیہ مین جھوٹ بولتا ہے جسکے حق مین جو چاہو فیصلہ کر لو۔

اقول کلام خدا ہو یا کلام رسول وہ تو ہمیشہ ایسا فیصلہ کر دیتا ہے کہ پھر اوسکے بعد کسی کو مجال دم زدن نہین رہتا مگر اس سے آپکو کیا فائدہ جبکہ آپ اوسکی مخالفت پر تلے ہین اور اوسکے خلاف کرنا چاہتے ہین۔

یہ بالکل غلط ہے کہ خدا نے یہ نشان منافق بتایا ہو بلکہ وہ اسکو اس شرط کی جزا قرار دیتا ہے کہ اگر منافقین باز نہ آئینگے تو ایسا ہوگا نہ یہ کہ یہ علامت منافقین ہو ورنہ لازم آتا ہے کہ جو صحابہ مدینہ سے باہر قتل ہوے ہون وہ سب منافق ہون حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ ایک نہین بلکہ صدہا بلکہ ہزارہا اصحاب ایسے ہین جو مدینہ سے باہر مرے ہین اور کوئی اون کو منافق نہین جانتا اور ہزارہا منافق ایسے ہین جو مدینہ مین مرے ہین اور وہ یقیناً باتفاق فریقین منافق ہین۔

افسوس کہ آپ صرف اس غرض سے کہ ابوبکر عمر مدینہ مین رہے اور زبردستی روضہ رسول اللہ مین ناجائز طور پر دفن ہوے ہزارہا مومنین صالحین صحابہ کو منافق بنا رہے ہین جو مدینہ کے باہر مرے اور ہزارون منافقین کو مومن بنا رہے ہین جو مدینہ مین دفن ہوے۔

اے کاش وہ اپنی کتابون کو دیکھکر کوئی بات کہتے مگر یہ عجب الٹی منطق ہے کہ اس طرح کتاب خدا مین تحریف کیجاتی ہے کیا کسی مذہب کسی قوم نے اسکو جائز رکھا ہو کہ جھوٹ اور مکر

مذہب کی حمایت کرے اور غلط گوئی سے کام لے کر مذہب کی حقیت ثابت کرے۔
دیکھئے پہلا ظلم تو آپنے یہ کیا کہ جو دو آیتین ایک دوسرے سے اس طرح ملی تھین کہ باہم دست وگریبان ہین۔ اون کو آپنے علیحدہ کردیا ملاحظہ ہو سورہ احزاب

یا ایہا النبی قل لازواجک وبنٰتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یوذین وکان اللہ غفورا رحیما لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبھم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بھم ثم لا یجاورونک فیہا الا قلیلا ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

اے نبی کہدو اپنی ازواج اور بیٹیون سے اور مومنین کی عورتون سے کہ اپنے منہ پر چادرین ڈال لیا کرین (جب باہر نکلین) یہ امر اون کیلئے موجب شناخت ہو آویگا تو ایذا نہ دی جاویگی اور خدا غفور ورحیم ہے۔ اگر نہ باز آوے منافقین اور وہ لوگ جنکے دل مین مرض ہے اور جو بری بری خبرین اوڑایا کرتے ہین تو ہم تمکو انکے پیچھے لگا دینگے کہ پھر وہ تمھارے ساتھ نہ رہنے پائینگے مگر تھوڑا لعنت کئے گئے جہان پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مارڈالے گئے یہ سنت ہے خدا کی اون کے حق مین جو پہلے گذر چکے ہین اور خدا کی سنت مین تغیر وتبدل نہ پاؤگے۔

یہ آیتین صاف بتارہی ہین کہ یہ آیہ اس بارہ مین نازل ہوا کہ منافقون وغیرہ عورتون کو ایذا دیا کرتے اونکو چھیڑا کرتے اسپر خدا نے حکم دیا کہ عورتین جو باہر نکلین تو گھونگٹ ڈالکر اور منافقون کو یہ تنبیہ کی کہ اگر ان حرکتون سے نہ باز آئینگے تو ہم یہ کرینگے۔
دوسرا ظلم یہ کیا کہ اسکو عام کردیا کہ جملہ منافقین سے اسکا تعلق ہے حالانکہ آپ دیکھ آئے کہ کیسی کیسی ایذا خود رسول کو دی گئی اور یہ حکم نہین آیا جس سے بداہت معلوم ہوا کہ یہ آیہ عام نہین ہے بلکہ خاص ہے۔ اس سے بڑھکر کیا ظلم ہوسکتا ہے کہ قائل متکلم کے خلاف تفسیر کی جائے۔
دیکھئے تفسیر درمنثور مین ہے جلد ۵ صفحہ ۲۲۱
اخرج ابن جریر عن ابی صالح قال قدم النبیؐ المدینۃ علی غیر منزل فکان

نساء النبیؐ وغیرهن اذا کان اللیل خرجن یقضین حوائجهن وکان رجال
یجلسون علی الطریق للغزل فانزل اللّٰہ یا ایها النبی قل لازواجک و
بناتک الآیۃ یعنی بالجلباب حتی تعرف الامۃ من الحرۃ۔

یعنی جب مدینہ میں حضرت تشریف لائے اور کوئی منزل آپکے لئے معین نہیں ہوا تھا تو ازواج نبی قضائے حاجت کیلئے باہر نکلا کرتیں اور کچھ لوگ راہ میں چھیڑنے کو بیٹھے رہتے تو یہ آیہ خدا نے نازل کیا اور مراد جلباب سے یہ ہے کہ لونڈیاں اور شریف عورتوں میں تمیز ہو جائے۔

پھر کسقدر افسوسناک ہے کہ خدا نے جو آیہ خاص منافقین کے بارے میں نازل کیا اوسکو آپ عام منافقوں کا حق قرار دیتے ہیں حالانکہ یقیناً کل منافقوں کی یہ شان نہ تھی۔

اب اگر اون منافقین کا نام آپ تلاش کرینگے تو شاید کہیں نہ ملے مگر ایک نام ضرور ملتا ہے جس سے آپکی روح یقیناً فنا ہوگی اوسی درمنثور میں ہے عن عائشہ قالت خرجت سودة بعد ما ضرب الحجاب لحاجتها وکانت امرءة جسیمۃ لا تخفی علی من یعرفها فراها عمرؓ فقال یا سودة انک واللّٰہ ما تخفین علینا فانظری کیف تخرجین فانکفت راجعۃ ورسول اللّٰہ فی بیتی وانہ لیتعشی وفی یدہ عرق فدخلت وقالت یا رسول اللّٰہ انی خرجت لبعض حاجتی فقال لی عمر کذا وکذا فاوحی الیہ ثم رفع عنہ وان العرق فی یدہ فقال انہ قد اذن لکن ان تخرجن لحاجتکن ص۲۲۱ جلد ۵

یعنی عائشہ بیان کرتی ہیں کہ آیہ حجاب کے بعد ایک دفعہ حضرت سودہ بغرض قضائے حاجت باہر نکلیں اور وہ فربہ عورت تھیں کہ جو اون کو جانتا تھا فوراً پہچان لیتا۔ عمر نے دیکھکر کہا اے سودہ تم ہم لوگوں سے مخفی نہیں رہ سکتیں دیکھو کیونکر باہر نکلتی ہو حضرت سودہ وہاں سے لوٹ آئیں اور یہ قصہ رسول اللّٰہؐ سے بیان کیا کہ عمر نے ایسا ایسا کہا۔ اوسپر یہ آیہ نازل ہوا۔

پھر تعجب ہے کہ جو آیہ خاص عمر کے بارے میں ہو اور خدا انکو تصریح منافق کہے آپ اوسکو حق غیر قرار دیتے ہیں اور یہ نہیں سمجھے کہ اس سے کسقدر حق تلفی حضرت عمر کی ہوتی ہے۔

بہر حال درمنثور میں ہے عن طاؤس فی الآیۃ قال نزلت فی بعض امور النساء

یعنی یہ آیہ بعض امور نساء کے بارے میں نازل ہوا۔

تو اب اسکو عام منافقین کے ساتھ لگانا اگر ظلم نہیں ہے تو کیا ہے کیونکہ اس حالت میں پھر کوئی منافق منافق نہیں رہتا۔ اسلئے کہ یہ واقعہ کبھی پیش نہیں آیا۔

قولہ پہلے نشان منافق کا یہ بتایا ہے اقول محض غلط کیونکہ پہلا امر خدا نے یہ فرمایا ہے لنغرینک بھم جسکا ترجمہ آپنے یہ کیا ہے "تو ضرور بھڑکے ان کی سزا دہی کیلئے جوش دلائینگے" جس سے ضرور ہوا کہ خود حضرت کے ہاتھوں یہ امر واقع ہو۔ در منثور میں ہے۔

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ لنغرینک بھم قال لنسلطنک علیھم۔ واخرج عبد بن حمید وابن المنذر والخطیب فی تالی التلخیص عن محمد بن سیرین فی قولہ تعالیٰ لئن لم ینتہ المنافقون الایۃ قال لا اعلموا اغری بھم ص ٢٢٣

یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ لنغرینک سے مراد ہے کہ خدا حضرت کو ان پر تسلط دیگا اور محمد بن سیرین سے منقول ہے کہ ہم جہانتک جانتے ہیں کبھی حضرت کو اس طرح منافقین کے لئے آمادہ نہیں کیا گیا۔ پھر حیف ہے کہ ایسے آیہ سے آپ کوئی کام نکالا چاہتے ہیں۔

بہرحال اگر آپ مدینہ میں نہ رہنے پانے کو علامت نفاق قرار دیتے ہیں تو اون سب مقتولین کو منافق کہیئے گا جو جنگ یمامہ میں مارے گئے کہ وہ پہلی جنگ ہے عہد خلیفہ اول کی جس میں خلیفہ دوم کے بھائی زید مارے گئے۔ پھر ابو عبیدہ طلحہ زبیر سبکو منافق مانئے جو بیرون مدینہ مارے گئے اور دفن ہوئے۔ ایسے صحابہ کی تعداد شاید بیس ہزار سے زیادہ ہے جو سب مدینہ سے باہر مارے گئے تو کیا وہ سب منافق تھے جنکو آپ شہید کہتے ہیں۔

قولہ دوسرا نشان یہ ہے اقول یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ تو اوسکے لوازم سے ہے جو حضرت کی وجہ سے نکالا جائے لنغرینک بھم ثم لا یجاورونک فیھا الا قلیلا ملعونین کہ جو اس طرح حضرت کے اغراء سے نکالے جائیں اون کی یہ حالت ہوگی نہ یہ کہ جو عام طور پر بھی مدینہ سے باہر نکلیں۔

آپکا مطلب اس سے یہ ہے کہ جناب امیر جناب امام حسین چونکہ مدینہ سے باہر شہید ہوئے اور دیگر حضرات شہید کئے گئے اور آپکے اہل حرم اسیر ہوئے لہذا وہ حضرات اسکے مصداق ہیں مگر اس طرح

کی تقریر بردہ پردہ نہین کی جاتی عقیدہ کو صاف صاف بیان کرنا چاہیئے پس اگر یہی عقیدہ ہو آپکا
تو صاف بیان فرمایئے تاکہ آپکی خلافت راشدہ صفحہ ۲ پیش کی جائے جس مین کس طرح
آپنے اپنی برأت ظاہر کی ہے۔

اونکو جانے دیجئے کیا آپ راہ خدا مین شہید ہونے قید ہونے کو ذلت سمجھتے ہین تو پھر رسول
اللہ کی نسبت کیا ارشاد ہوگا کہ تیرہ برس تک آپ مکہ مین اس طرح رہتے کہ ہر طرح کی صعوبت
وتکلیف آپکو پہونچائی جاتی اور آپ برداشت کرتے یہانتک کہ بقول اہلسنت حضرت ایسر
بھی قادر نہ تھے کہ اپنی بیٹی زینب کو معاذاللہ حرام کاری سے نہ بچا سکے۔

اگر کہیئے یہ ذلت ورسوائی آپکو پہلے حاصل ہوئی۔ پھر تو عزت ملی۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ آپنے
آخروقت کی حالت بھی تو دیکھی کہ لاکھون آدمی آپ پر ایمان لاچکے ہین مگر مرتے وقت کوئی
صحابی بہ استثنار دو تین آدمی کے شریک جنازہ نہین سب مدینہ مین موجود ہین مگر دفن
مین کوئی شریک نہین۔

رسول اللہ کی بیٹی اور داماد پر یہ بلا نازل ہو کہ ایک کے گھر مین آگ لگائی جاتی ہو دوسرے کے
گلے مین رسی ڈالی جاتی ہے کیا بقول آپکے یہ رسول اللہ کی ذلت ورسوائی نہین ہے
اونکا خاندان اس طرح پاش پاش کیا جاتا ہے کہ کوئی پانی کا دینے والا نہین۔

دیکھیئے خدا فرماتا ہے فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل جس سے آپکی مصیبت
اور صبر دونون کا حال معلوم ہوا پھر آیہ العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین بتا رہا ہے
کہ خدا ورسول کیلئے جو کچھ ہے وہ عزت ہے خواہ وہ قتل ہون یا قید ہون۔

قولہ اب یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے اقول اسکا جواب یہ ہے کہ جو وعدے خدا نے جس جس
قسم کے منافقین سے کئے تھے وہ سب پورے ہوے اس آیہ کا وعدہ نہ وعدہ ہے نہ اوس کا
ایفا ضروری ہے کیونکہ بصورت شرط وجزا ہے لئن لم ینتہ المنافقون اگر منافق نہ باز
آئینگے تو ایسا ہوگا اور چونکہ وہ منافقین باز آگئے لہذا جزا کا ترتب بھی نہین ہوا تفسیر درمنثور
مین ہے۔
ان المنافقین اظہروا ان یتلہم وا ضافی قلوبہم من النفاق وعلمہم اللہ

بهذه الاية لئن لم ينته المنافقون والذين في قلوبهم مرض الى قوله لنغرينك بهم اى لنحملنك عليهم ولنحرشنك بهم فلما وعدهم الله بهذه الاية كتموا ذلك واسروه

یعنی منافقین نے چاہا تھا کہ اپنے دلی نفاق کو ظاہر کرین (کھلے کھلے کافر ہو جائین) تو خدا نے اس آیہ سے ڈرایا لھذا وہ اپنے ارادہ سے باز آئے اور پھر اوسی طرح مخفی کرنے لگے۔ تو بتایئے جب وہ اپنے ارادہ سے باز آئے تو پھر خدا کیون اوس وعدہ کو پورا کرتا جو نہ باز آنے سے معلق تھا۔

غرض جو وعدہ خدا نے ابوبکر سے یا دیگر منافقین سے کیا تھا اوسکو اس طرح پورا کیا کہ کسی طرح اوس مین شک نہین ہو سکتا۔ کیونکہ وعدہ عذاب دنیوی کا نہ تھا بلکہ اونکے خسران وبطلان کا جو ایسا واضح ہے کہ کسی کو اوس مین شک ہی نہین ہو سکتا۔

افسوس ہے کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور قرآن پر ایمان رکھتا ہے وہ کیونکر اس کا دعوی کر سکتا ہے کہ خدا نے منافقون پر دنیا مین عذاب کرنیکا وعدہ کیا ہے حالانکہ ہر جگہ وما لہم فی الآخرۃ نصیب موجود ہے کہ اون کو آخرت مین کوئی حصہ نہین۔ بلکہ صاف صاف فرماتا ہے ومن الناس من يقول ربنا اتنا فى الدنيا حسنة وما له فى الاخرة من خلاق یعنی بہت سے لوگ ایسے ہین جو کہتے ہین خداوندا ہمکو دنیا مین عنایت فرما۔ ایسے لوگون کا آخرت مین کوئی حصہ نہین۔

پھر فرماتا ہے من كان يريد حرث الاخرة نزد له فى حرثه ومن كان يريد حرث الدنيا نؤته منها وما له فى الاخرة من نصيب شوری

جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اوسکی کھیتی بڑھائینگے اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اوس مین سے دینگے اور اوس کا آخرت مین حصہ نہوگا۔

یہ آیتین بصراحت بتا رہی ہین کہ دنیا دارون کو اسی دنیا مین حصہ ملیگا اور اوسی مین وہ کامیاب ہونگے مگر آخرت مین کوئی حصہ اونکا نہوگا۔

پھر کیون نہین آپ نظر پیدا کر کے دیکھتے کہ اسی کے مطابق ابوبکر کو اور اونکے ساتھ اکثر منافقین کو

ودنیاوی نام نمود خلافت حاصل ہوئی حتی کہ یزید ایسا فاسق فاجر بھی کل مسلمانون پر حاکم و خلیفہ ہوا

قولہ اگر ابوبکر منافق ہے تو قرآن اخبار غیب مین سفید جھوٹ بولتا ہے اقول اگر قرآن آپکے منشا کے مطابق نازل ہوا ہے تو ضرور سفید و سیاہ سب قسم کا جھوٹ بولتا ہے مگر ایسا نہین ہوا بلکہ وہ مطابق منشاء الٰہی نازل ہوا لہذا اوسکا جو فیصلہ ہے اور اوسکی جو خبر ہے وہ عین حق اور صدق ہے جسمین ذرہ برابر بھی کذب و خلاف واقع ہونے کی گنجائش نہین۔ کیونکہ اوسنے تو کھلے لفظون مین منافقین کی کثرت اور غلبہ اور تسلط کی خبر دی ہے۔ پھر اُسکے خلاف کیونکر ہوتا۔

یہی تو وجہ ہے کہ کہین وہ سورہ انا انزلنا نازل کرتا ہے جس مین تسلط بنی امیہ کی ہزار مہینے تک خبر دیتا ہے کہین انا اعطیناک الکوثر کہ تم ان منافقین کے تسلط و زیادتی سے رنج نہ کرو ہمنے تمکو کوثر دیا ہے اور تمھارے دشمن کو ابتر بنایا ہے۔

غرض اگر قرآن پر تدبر کرین تو آپکو ابوبکر عمر معویہ یزید سب کے تسلط اور بداعمالی کا حال معلوم ہو مگر اسکو بھی خدا بتا چکا ہے آپلوگ کبھی تدبر نہ کرینگے افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا۔

قولہ کیا یہ حق نہین کہ ابوبکر بینتین خلیفہ بلا فصل ہوے اور آخر آنحضرت کی مجاورت کا یہ شرف آپکو ملا۔ کہ آنحضرت کے ساتھ سوکر ہمیشہ کیلئے مدینہ مین رہے کیا اس فعل سے خدا تعالی نے شیعون کو ہمیشہ کیلئے تنبیہ نہین کردی تھی کہ خبردار خبردار ایسے ناپاک الفاظ حضرت ابوبکر کی نسبت استعمال نہ کرنا اللہ تعالی کس قدر یہ بدیہی نشان تھا۔ اور خدا نے یہ شرف مجاورت حضرت ابوبکر کو خاص ارادہ سے بخشا تو کہ ہمیشہ کیلئے ایک ناپاک قوم کے بطلان اور آپکی حقیت پر مہر لگ جائے

اقول اگر مراد حق سے حقیت اس واقعہ کی ہے تو محض غلط ہے جسکا مکرر اظہار ہو چکا۔ اور اگر مراد یہ ہے کہ یہ واقعہ ہوا تو بیشک بجبر و ظلم و غصب ابوبکر خلیفہ ہوے مگر کیا اس سے وہ خلیفہ برحق بھی ہو گئے تو پھر یزید کی خلافت سے کیون انکار کرتے ہین وہ بھی تو ایسا ہی خلیفہ ہوا بلکہ اوس سے بڑھکر

اگر دفن نا جائز سے شرف مجاورت ملا تو ابی بن ابی سلول کو اوس سے زیادہ شرف ملا کیونکہ وہ جائز طور پر مدینہ منورہ مین دفن ہوا اور خود رسول اللہ نے اوسکو اپنے ہاتھون دفن کیا پھر اوسکو منافق کیون کہتے ہو اور ابوبکر سے افضل کیون نہین مانتے۔

اگر خدانے اس فعل سے شیعون کی تنبیہ کردی تو اوسی خدانے رسول اللہ کو بھی ہزیمت جنگ احد سے تنبیہ کی کہ تم کافرون کے بتون کی مذمت نہ کرو۔

پھر واقعات مابعد وفات سے تنبیہ کی کہ اب بھی دعوی اظہار حقیت اسلام سے باز آو کیونکہ تمنے دیکھ لیا حکومت عرب کو تمھارے خاندان مین نہ رہنے دیا۔ بلکہ ابوسفیان و مروان کے خاندان مین پہونچایا جنکے استیصال مین رسول شب و روز کوشان رہے۔ اور آخر اوسی مدینہ کو لشکر یزید سے ایسا غارت کرایا کہ خود قبر رسول اللہ پر معاذ اللہ گھوڑے گدھے بے ادبی کرتے۔

نہین نہین بلکہ اوس مکہ کو جو خانہ کعبہ کہا جاتا ہے اور تمام مسلمانون کا قبلہ ہے۔ اوسکو اوسی مروان کے خاندان کے ہاتھون ایسا برباد کرایا کہ مدتون اوسکی چھت جلی رہی۔

غرض اگر اس فعل سے کہ ابوبکر خلیفہ ہوے شیعون کی اوسنے تنبیہ کی کہ خبردار ایسے ایسے ناپاک الفاظ ابوبکر کی نسبت استعمال نہ کرنا۔ تو اوسی خدانے ان افعال سے کہ اس طرح مدینہ کو غارت کرایا مکہ مین آگ لگوائی اسکی بھی تنبیہ کی کہ کفار کو اور اونکے بتونکو برا نہ کہو کیونکہ ہمنے اس انتقام مین یزید کو تمھارے خاندان اور قبر پر ایسا تسلط دیا کہ قیامت تک یاد رہے گا۔

غرض ان واقعات سے اگر کوئی مسلمان حقیت کفر و بطلان اسلام پر استدلال کرسکتا ہی تو آپ بھی دفن ابوبکر سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہین۔ مگر دنیا مین کوئی ایسا نہین ہے جو اوسکا دعوی کرے تو پھر آپ کیونکر یہ دعوی کرسکتے ہین۔

قولہ مگر یہان اگر کوئی خارجی یہ سوال کرے کہ ان آیتون کی صریح زد شیعون کے علی پر پڑتی ہے جیسے مدینہ سے نکل جانا اور آخر کار نکامی اور ذلت کے ساتھ اعدا کے ہاتھ سے قتل ہونا پڑا تو مین نہین سمجھ سکتا کہ پرستاران علی کیا جواب دین گے یہ خدا کی عادت ہے کہ راست بازون پر حملہ کرنے والون کے معبود جن کی خاطر وہ سفیہانہ حملے کرتے ہین ضرور ایسے ہوتے ہین کہ وہ ان ہی زدون کے نیچے جھٹ آجاتے ہین جنھین ان کے حامی دوسرون پر چلاتے ہین۔ نصاری نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ناگفتنی اعتراض کئے۔ آپکو شہوت ران (لعنت اللہ علی الظالمین) اور دجال مردم خور اور کیا کیا کہا۔

اقول الحمد للہ کہ خوارج مین بھی کوئی ایسی عقل کا نہین ہے جو ایسا سوال کرے کیونکہ تصریح

بخاری وغیرہ خوارج سے بڑھکر کوئی فرقہ متدین نہین ہے لہذا نہ اونھون نے آجتک یہ سوال کیا نہ اونکے دل مین اسکا خیال گذرا۔ بلکہ یہ آپکے مخصوصات سے ہے جیسے مرزا غلام احمد کو نبی مانا اور مصداق مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد جانا اور بعد ہا آیتون پر قبضہ کرنا۔ہا۔

مگر ہمکو اس سے بحث نہین کہ کوئی خارجی اعتراض کرے یا سنی یا مرزائی کیونکہ اگر اس آیہ سے کسی طرح کی زد جناب امیر پر پڑتی ہے۔ تو پہلے یہ زد خود خدا پر پڑتی ہے جو فرماتا ہے لوکان فیہما الھۃ لفسدتا کہ آسمان وزمین مین متعدد خدا ہوتے تو دونون فاسد ہوجاتے۔

اور پھر فرماتا ہے ظہر الفساد فی البحر والبر بما کسبت ایدی الناس کہ بحر و بر مین فسا و پیدا ہوا۔ جس سے معلوم ہوا کہ خدا بھی دو ہین یا اس سے زیادہ۔

پھر دوسری زد رسول اللہ پر پڑتی ہے کہ فرماتا ہے لئن اشرکت لیحبطن عملک و لتکونن من الخسرین۔ کہ اگر تم شرک کروگے تو اعمال تمھارے حبط کئے جاینگے اور تم زیان کارون سے ہوگے۔

دیکھئے یہان بھی لئن سے شروع کیا گیا ہی جس سے لئن لم ینتہ المنافقون کی ابتدا ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین۔

اگر رسول ہمارے نسبت کوئی جھوٹی بات بنالاتا تو ہم انکا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر انکی رگ جان کاٹ ڈالتے پھر تم مین کوئی بھی اوسے روکنے والا نہوتا۔

دیکھئے جو نص جناب امیر بنص قرآن نفس رسول اللہ ہین لہذا جو الزام آپ جناب امیر پر قایم کرتے ہین اوس مین خدا و رسول ساتھ ہین کیونکہ ہر آیہ مین حرف شرط سے ابتدا کی گئی ہے جسکے لئے جزا کا تحقق ضروری نہین بلکہ حرف لو وغیرہ تو اسپر دلالت کرتے ہین کہ انکی جزا محال ہے۔

بہ ایں ہمہ کہ جناب امیر نے بظلم اعداء دین سکونت مدینہ ترک کی اور کوفہ مین قیام فرمایا اور دست ابن ملجم سے شہید ہوئے۔ تو بیشک مسلم ہے۔ مگر کیا اس سے آپ اس آیہ کے مصداق ہوے؟ اگر ایسا ہی عقیدہ ہے تو آپ ظاہر کیجئے اور ہمسے جواب لیجئے۔ خوارج کا نام کیون لیتے ہین اور اونکے آڑ مین کیون شکار کھیلتے ہین۔

دیکھئے جناب عمر کا اور جناب امام حسینؑ کا مدینہ سے نکلنا اور کوفہ و کربلا مین جا کر شہید ہونا اس آیہ کریمہ کا مصداق ہے قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعھم ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم و لیمحص ما فی قلوبکم واللہ علیم بذات الصدور سورہ آل عمران۔

یعنی تو اے رسول اگر تم اپنے گھرون مین بھی ہوتے تو جنکی تقدیر مین قتل ہونا لکھا گیا تھا وہ ضرور اپنی قتل گاہون کی طرف نکل کھڑے ہوتے تاکہ خدا اونکے سینون کی باتون کو آزمائے اور جو کچھ تمھارے دلون مین ہے اوسکو خالص کرے اور خدا خوب جانتا ہے اون باتون کو جو لوگون کے دلون مین ہے۔

خوارج کا اعتراض جناب امیرؑ پر جو کچھ ہے وہ قصہ تحکیم کے بعد سے جب حضرت نے جنگ صفین مین انھین خوارج کی تشرارت سے پنچایتی قبول کیا جسکے بعد اونھون نے معاذ اللہ یہ دعوی کیا کہ حضرت اسوجہ سے کافر ہوے۔ نہ یہ کہ اونھون نے نفاق کا دعوی کیا ہو یا کبھی منافق کہا ہو یا اس آیہ کا مصداق بنایا ہو کتاب الملل والنحل شہرستانی۔ اور الفصل ابن حزم ظاہری دیکھ لیجیے اور نیز شاہ ولی اللہ کی ازالۃ الخفا و قرۃ العینین اور شاہ عبد العزیز صاحب کی تحفہ کہ کل اعتراضات خوارج کو اونھون نے لکھ دیا ہے اور کسی کے خیال مین یہ اعتراض نہ آیا جسکے آپ موجد ہین۔

مگر آپ مین بھی یہ جرأت نہوئی کہ صاف صاف لفظون مین یہ اعتراض کرین بلکہ پہلے تو ایک ہمی خارجی کو کھڑا کیا کہ اگر وہ سوال کرے۔ دوسرے شیعون کے علی کا نام لیا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی دو ہین۔ ایک شیعون کے جنکی تعریف مین آپنے یہ فرمایا ”وہ پاک مطہر مقدس مزکی دل رکھتے تھے“ ہمارے محبوب و آقا علی شیر خدا زوج بتول زہرا پر زبان اعتراض کھولے“ ص ۵۴ مگر یہ نہ لکھا کہ وہ کہان شہید ہوے اور کہان دفن ہوے پھر وہ اس زد سے بچتے ہین یا نہین جو آپنے بوکالت خوارج ضربت لگائی ہے کیونکہ آپ یہ بھی لکھ چکے ہین کہ اب کسی ناپاک خارجی کا دل دل گردہ نہین زبان اعتراض کھول سکے“

ہان یہ بھی آپ لکھ چکے ہین مگر بیار احمان یاد رکھے کہ حضرت صدیق کو راست باز ماننے اور ہمارے رنگ مین جناب علی مرتضی کو ماننے کے سوا ایسے خوفناک اعتراضون سے کوئی مخلصی

نہین ہوسکتی صـــ۲۴

اب فرمایئے آپکے رنگ پرماتے سے کہ جناب امیرؑ نے بلاعذر خلافت ابوبکر کو مان لیا۔ اس اعتراض
سے جو آپنے پیش کیا ہی کیونکر مخلصی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ بقول آپکے "مدینہ سے نکل جانا اور آخر کار
ناکامی اور ذلت کے ساتھ اعدا کے ہاتھ سے قتل ہونا پڑا" مسلم ہی پھر آیہ لئن لم ینتہ المنافقون سے
کیونکر نجات مل سکتی ہی براہ کرم فرمایئے وہ کونسی صورت ممکن ہے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہین
کہ جناب امیرؑ مدینہ سے نہین نکلے۔ کو نہین دست اعدا سے نہین شہید ہوے۔ جب ان باتون
سے نہین انکار کرسکتے۔ تو پھر آپکا رنگ کون کام آیا۔

دیکھیے جو آپنے فرمایا تھا وہی نشان مردان خدا کا ہوتا ہے کہ ان پر اعتراض کرنے سے راست
بازون کا سارا تانا بانا ہی ادھڑ جاتا ہے صـــ۲۴

اوسکی تصدیق آپکے کلام سے ہوئی یا نہین کہ جناب امیرؑ پر اعتراض کرنے سے اب نہ قرآن ہاتھ
مین رہتا ہے نہ خدا نہ رسول سب سے دست برداری لازم آتی ہی کیونکہ جس قرآن نے ایک دفعہ
آپکو نفس رسول کہا اور صدہا آیات مین تعریف کی اب وہ کیونکر آیہ لئن لم ینتہ المنافقون
مین داخل کرسکتا ہے جس خدا نے قرآن کے نسبت فرمایا ولو کان من عند غیر اللہ
لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا وہ کب اس اختلاف کو جائز رکھ سکتا ہے کہ جسکو اوس نے
سردار مومنین بنایا وہ اب منافقین کے زمرہ مین لاتا ہے۔

آخر غور کرو تم کہا کہتے ہو اور کہان جاتے ہو۔ مگر بات یہی ہی کہ ابوبکر کو خلیفہ بحق ماننا
اور پھر جناب امیرؑ کو بھی خلیفہ برحق ماننا کسی طرح جمع نہین ہوسکتا محال ہے یہی وجہ ہے کہ
کہ چونکہ آپنے ابوبکر کو خلیفہ مانا تو بجز اسکے کوئی چارہ نہین کہ جناب امیرؑ پر اعتراض کرو اور جو کچھ
ناگفتنی ہے کہہ جاؤ۔

مگر عجب شان خدا ہی کہ وہ جسکو عزت دیتا ہی کسی طرح وہ ذلیل نہین ہوسکتا۔ اسلئے اوسنے
اس اعتراض کا جواب تیرہ سو برس پہلے سے دیدیا کیونکہ وہ علام الغیوب ہے۔ وہ جانتا
تھا ایک خارجی ایسا بھی پیدا ہوگا جو اس آیہ کے ذریعہ سے یہ ملعون اعتراض کریگا لہذا اسکا
جواب پہلے ہی سے اوسنے تمھاری کتابون سے دلوادیا کہ جناب امیرؑ بھی مدینہ مین مدفون ہین

جس سے تم یہ اعتراض کرسکو کہ حضرت مجاورت رسول اللہ صلعم سے باہر ہین۔

مدفن جناب امیرؑ مدینہ مین

چنانچہ کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ مین ہی صفحہ ۹۶ جلد ۲ مطبوعہ مصر

وروی زبیر بن بکار من طریق شریک بن عبد اللہ عن ابی روق قال حمل الحسن بدن علی بن ابیطالبؑ فدفنہ بالبقیع قلت وقد اتفق فی سنہ بضع وستین وثمانمائۃ حفر قبر بمشہد الحسن والعباس امام قبلتہ فوجد وافسقیۃ فیہا تابوت من خشب مغشی بشئی احمر یشبہ اللباد لاحمر مسمر بمسامیر لہا بریق وبیاض لو تصدا وتعجب الناس لکونہا لو تصدا ولعدم بلاء ذلک الغشاء واخبرنی جمع کثیر من شاہد ذلک وان علی مدخل تلک الفسقیۃ احجارا من المس فلعلہ بدن علی رضی اللہ عنہ وذکر محمد بن سعید ان یزید بن معاویہ بعث براس الحسین رض الی عمرو بن سعید بن العاص وکان عاملہ علی المدینۃ فکفنہ ودفنہ بالبقیع عند قبر امہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم۔

یعنی زبیر بن بکار بطریق شریک بن عبد اللہ ابی روق سے روایت کرتے ہین کہ جناب امام حسنؑ نے جسد اقدس جناب امیرؑ کو لیجاکر بقیع مین دفن کیا۔

مصنف کہتے ہین کہ کچھ اوپر ۸۶۰ھ مین ایک قبر کھودی گئی مشہد امام حسنؑ مین جانب قبلہ تو اون گڑھے مین ایک تابوت ملا لکڑی کا جسپر ایک پوشش پڑی تھی سرخ جو مشابہ تھی لباد احمر اور ہر جگہ سے کانٹیان جڑی تھین جو نہایت تابان و درخشان تھین اور ابھی تک زنگ آلود نہین ہوئی تھی جس سے سبکو نہایت تعجب ہوا کہ اتنی مدت گذرنے پر کیلین زنگ آلود ہوئین نہ وہ پوشش بوسیدہ ہوئی۔

ایک جمع کثیر کا بیان ہے جنھون نے اس موقع کو دیکھا تھا کہ اوس گڑھے کے دروازہ کو پتھرون سے بند کیا تھا پس کیا عجب ہے کہ اوس تابوت مین جسد مطہر جناب امیرؑ ہو۔

محمد بن سعید نے روایت کیا ہے کہ یزید نے سر مطہر جناب امام حسینؑ کو اپنے عامل عمرو بن سعید

بن عاص کے پاس مدینہ مین بھجوا دیا تھا اور اوسنے قریب قبر جناب سیدہ بنت رسول اللہ صلعم
دفن کیا۔

خداوند عالم نے جیسا وعلیًا مظہر العجائب نے بنایا توسکی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے
کہ کہان تو آپ نجف اشرف مین دفن ہین۔ اور کہان آپکی قبر مدینہ منورہ مین بھی ہے اور پھر یہ
اعجاز نہین تو اور کیا ہے کہ اتنے دنون سے آپ مدفون ہین مگر ۱۲۶۰ھ مین جب قبر کھودی جاتی
ہے تو نہ وہ پوشش بوسیدہ ہوتی ہے نہ اوسکی کیلون کو زنگ لگتا ہے۔

تاریخ الخلفا سیوطی مین ہے وقال شریک نقلہ ابنہ الحسن الی المدینۃ وقال
المبرد عن محمد بن حبیب اول من حول من قبر الی قبر علی رض صہ ۱۱۹

کہا شریک نے کہ جناب امام حسنؑ نے نقل کیا جناب امیرؑ کو مدینہ کی طرف اور محمد بن حبیب سے
روایت کرتے ہین کہ سب سے پہلے جو ایک قبر سے دوسری قبر مین نقل کئے گئے وہ حضرت علیؑ ہین
کہو اب بھی جناب امیرؑ مظہر العجائب پر ایمان لاؤگے یا نہین کیونکہ جو کچھ اعتراض تھا اسی پر کہ وہ
وہ حضرت مدینہ سے باہر دفن ہوے جسکو تمھاری کتاب نے خود باطل کر دیا۔

رہا ناکامی اور ذلت کے ساتھ اعدا کے ہاتھ سے قتل ہونا۔ تو اس وجہ سے آپ اعتراض نہین
کر سکتے کیونکہ عمر بھی اسی طرح مارے گئے عثمان تو ایسی ذلت سے مارے گئے کہ کوئی نظیر اوسکی
دنیا مین نہین ملتی لہذا آپکا اعتراض جو کچھ تھا وہ صرف اسپر کہ جناب امیرؑ اور امام حسینؑ مدینہ سے
باہر شہید ہوے۔

کیا خوب آپنے فرمایا ہے "یہ خدا کی عادت ہے کہ راست باز دلیر حملہ کرنے والون کے مقصود جنکی خاطر
وہ سفیہانہ حملے کرتے ہین ضرور ایسے ہوتے ہین کہ وہ انہی کی زدون کے نیچے جھٹ آجاتے ہین
جنھین انکے حامی دوسرون پر چلاتے ہین"

کیونکہ آپنے دیکھ لیا جو اعتراض آپنے جناب امیرؑ پر کیا تھا اوسکی زد مین آپکے خلفا کیسے آگئے۔ کیا
اب بھی جناب امیرؑ پر ایمان نہ لاؤگے کہ خدا نے اونکو کیسے عزت دی ہے کہ اگر مرزا پشہ بر ابھی کوئی اعتراض
کریگا تو وہ خاک مین ملجائیگا یہی تو وجہ ہے کہ خوارج کو تمامی اہل سنت نے بدتر از کفار کہا ہے کیونکہ
رسول اللہ صلعم اونکو کلاب النار کا خطاب دے چکے ہین۔

قولہ خدا نے یہود کو ان پر مسلط کر دیا انھوں نے یسوع کی زندگی پر وہ وہ حملے کئے ہین کہ پادریون کے دانت کھٹے ہو جاتے اور منہ سے ایک حرف تک ان کے جواب مین نکال نہین سکتے یہودی اپنی کتابون مین جو ہمارے پاس موجود ہین بڑی قوت سے ثابت کرتے ہین کہ یسوع کا چال چلن کیسا مشتبہ اور ابتدا مین ایک عورت سے اسکا ایک قسم کا تعلق تھا اور وہ آخر تک فاحشہ کسبی عورتون سے اختلاط رکھتا۔ اور شراب پیتا رہا یہودی اس کی مان کی عصمت پر ایسے حملے کرتے ہین کہ ایک شریف آدمی سُن بھی نہین سکتا۔ کس قدر خدا کا فضل ہے کہ ان تمام عیوب سے خصوصاً ولادت کے متعلق عیوب سے ہمارے نبی کریم کی زندگی قطعاً پاک اور محفوظ ہے جو یہودی یسوع کی نسبت لگاتے ہین۔ مگر نصاری کمال بیحیائی سے پھر بھی دوسرے راستبازون پر حملہ کرنے سے باز نہین آتے۔ اسی طرح شیعون پر خدا نے خوارج کو مسلط کر دیا۔ اس قوم نے وہ وہ اعتراض حضرت علی پر کئے ہین کہ شیعہ ان کے مقابل کان ہلا نہین سکتے۔ وہ بڑی قوت سے حملہ کرتے اور اپنے زعم مین بڑے اخلاص سے حضرت علی کو رد کرتے ہین اور مطاعن بیان کر لوگون سے انصاف چاہتے ہین۔ کہ ایسے پر عیب شخص کو وہ کیونکر مسلمان کہہ سکتے ہین۔ اور جتنے مطاعن شیعہ حضرت صدیق اور آپکی جماعت کی نسبت بیان کرتے ہین اس سے بڑھکر اور مدلل خوارج حضرت علی کی نسبت ذکر تے ہین۔ کیا اچھا ہوتا کہ نصاری یہود کی اس سیرت سے اور شیعہ خوارج کی چال سے عبرت پکڑتے اور خدا کے قدوسیون پر زبان درازی کرنے سے پہلے اپنی جیبون مین منہ ڈالکر اپنے عیوب کو دیکھ لیتے۔ منہ

اقول یہ دوسرا معجزہ قاہرہ ہے جناب میرزا کا کہ اس تقریر سے آپکا کفر و نفاق تمام عالم پر ثابت کیا کیونکہ تمام قرآن مذمت یہود اور تعریف حضرت عیسیٰ روح اللہ سے بھرا ہوا ہے۔ مگر آپ یہود کی تعریف کرتے ہین اور حضرت عیسیٰ کی مذمت تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ مسلمان ہین۔

غضب خدا کا خدا تو فرماتا ہے لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عیسی بن مریم ذلک بما عصوا و کانوا یعتدون۔ سورہ مائدہ یعنی جو لوگ بنی اسرائیل سے کافر ہوئے اون پر لعنت کی گئی زبان داؤد و عیسی بن مریم سے کیونکہ وہ نافرمانی کرتے اور زیادتی۔ مگر آپ فرماتے ہین خدا نے یہود کو ان پر مسلط کر دیا۔ خدا تع

یہود کے ان افتراؤن پر ناراضی ظاہر کرے کہ اونھون نے حضرت مریم پر بہتان لگایا سو بکفرھم وقولھم علیٰ مریم بھتاناً عظیماً۔ سورہ نسا

اور انکے کفر کرنے کے سبب اور مریم پر طوفان عظیم باندھنے کے سبب۔ مگر آپ کہتے ہین اہون نے (یہود نے) یسوع کی زندگی پر وہ وہ حملہ کئے ہین کہ پادریون کے دانت کھٹے ہو جاتے ہین اور منہ سے ایک حرف تک انکے جواب مین نکال نہین سکتے ہا۔

کیا ہے دنیا مین کوئی مسلمان جو ایسے شخص کو مسلمان سمجھے جو قرآن کے برخلاف دعویٰ کرے۔ دیکھئے یہی اعجاز یا کرامت جناب امیر ہے کہ صرف اس وجہ سے کہ عداوت جناب امیر آپکے دل مین بھری تھی تو آپ اسطرح کلمات کفر زبان سے نکال رہے ہین۔

جس طرح آپ جناب امیر کی شان مین الفاظ مدحیہ بھی لکھتے ہین اور بکر محبت خلیفہ اول ہین منافق بھی کہہ رہے ہین۔ اوسی طرح تلاوت قرآن مجید مین تو ان سب الفاظ کا اقرار کرتے ہین جو حق حضرت عیسیٰ مین ہین۔ مگر محبت مرزا غلام احمد قادیانی مین یہود کی تعریف بھی کرتے ہین اور اونکے کارنامون پر خوش ہوتے ہین۔ پھر ایسا شخص کب مسلمان کہلا سکتا ہے جسکا کوئی جواب دیا جائے۔

یہودیون کی کیا تعریف کرتے ہو جو کہا یہودی اپنی کتابون مین جو ہمارے پاس موجود ہین بڑی قوت سے ثابت کرتے ہین ہا کیونکہ اگر قرآن پر ایمان ہے قرآن کو سچ مانتے ہو تو یہود سے بڑھکر نہ کوئی قوم جھوٹی ہوئی نہ مفتری۔ یہانتک کہ خدا فرماتا ہے وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباءو بغضب من اللہ ذلک بانھم کانوا یکفرون بایات اللہ ویقتلون النبیین بغیر الحق ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ سورہ بقرہ

ان پر ذلت اور مسکنت کی مار پڑی اور غضب خدا مین گرفتار ہوے کیونکہ وہ کفر کرتے تھے آیات خدا کے ساتھ اور ناحق قتل کرتے پیغمبرون کو کیونکہ اونھون نے نافرمانی کی اور زیادتی۔

کیون صاحب خداوند عالم تو اس طرح اونکی مذمت کرے اور آپ اونکی تعریف کرتے ہین کہ انھین یہود نے ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ کو کسی عورت سے ناجائز تعلق تھا۔ مگر تو حضرت عیسیٰ کی تعریف مین فرماتا ہے وجیھاً فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین۔ آل عمران

کہ حضرت عیسیٰؑ وجیہ تھے دنیا و آخرت میں اور مقربین سے تھے مگر آپ اسپر ایمان لاتے ہیں کہ بقول یہود حضرت عیسیٰؑ کو ایک قسم کا تعلق تھا اور وہ آخر تک فاحشہ اور کسبی عورتوں سے اختلاط رکھتا اے مدعی اسلام کچھ تو حیا و غیرت سے کام لے کچھ تو خدا سے خوف کر۔ اگر نصاری آنحضرت پر کسی قسم کا الزام دیتے ہیں تو اوسکا جواب معقول دے یہ کیون کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ پر الزام لگاتا ہے۔

نصاری تو آنحضرت پر ایمان نہیں رکھتے گو وہ ناجائز کام کرتے ہیں مگر تو اپنا دین و ایمان کیون غارت کرتا ہے کیونکہ تو تو حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لا چکا ہے اور لا نفرق بین احد منہم قرآن میں پڑھا کرتا ہے کہ ہم اوسکے رسولون میں کسی قسم کا فرق نہیں کرتے۔

قولہ اسی طرح شیعوں پر خدا نے خوارج کو مسلط کر دیا **اقول** شکر خدا کہ آپ اپنی زبان سے یہود قرار پائے کیونکہ آپکے خارجی ہونے مین تو کسی کو عذر ہی نہین۔

پس گو آپ تسلط یہود سے اور تسلط خوارج سے خوش ہوتے ہین مگر خدا تو اون سے ناراض اور وہ وہ النسب کا جہنمی اور اہل باطل ہونا ثابت کرتا ہے ماننا نہ ماننا یہ آپکا اختیار ہے۔

یہ محض غلط ہے کہ خدا نے یا شیطان نے خوارج کو شیعون پر مسلط کیا ہو کیونکہ ابتدائے ظاہری تسلط کا حال تو آپکو معلوم ہے کہ یہ خوارج دس ہزار تھے جنکو شیعیان حیدر کرار نے داخل نار کیا اور صرف نو آدمی اون سے بچے جنکی نسل سے شاید آپ لوگ ہون۔

رہا تسلط علمی اوسکی حالت آپکو معلوم ہے کہ شیعون نے ہمیشہ ایسا قلع قمع کیا کہ اب دنیا میں کوئی اون کا وجود نہین رہا یہ صرف آپ لوگون کی مہربانی ہے جو اونکے اقوال بے سر و پا آپکی بدولت مچلتے ہین۔

کفار نے جو جو اعتراض رسول اللہؐ پر کئے ہین یا یہود و نصاری نے حضرت پر اتہام لگائے ہین جو قرآن مجید میں موجود ہین اگر آپکے نزدیک دلیل حقیقت ہے تو ہم بھی مان سکتے ہین کہ خوارج کی زبان درازی کوئی وزن رکھتی ہے مگر جو شخص قرآن مجید پر ایمان رکھتا ہے وہ کب ان لغویات کا خیال کر سکتا ہے۔ اوسکا عقیدہ تو یہ ہے کہ جو کچھ قول خدا اور رسول ہے اوسی پر ہمارا ایمان ہے۔

یہ بھی بالکل غلط ہے کہ اس قوم نے حضرت علیؑ پر وہ وہ اعتراض کئے کیونکہ یہ سب تو فیما بینان

اہلسنت کی ہین خوارج کے بھی استاد ہین - اگر اہلسنت اونکو یہ سکھلاتے تو وہ کیا جانتے حالانکہ درحقیقت کوئی سنی ایسا نہین ہے جو خارجی نہو - ابوبکر سے شروع کرکے اس وقت تک چلے آو کہ جو ہے اس مذہب مین وہ خارجی ہے پھر یہ کیون کہتے ہو اس قوم نے حضرت علیؑ پر اعتراض کئے" کیونکہ حضرت علی پر اعتراض کرنیوالے تو وہی منافق ہین جو خدا و رسول پر اعتراض کرتے اور خلافت ابوبکر کے بعد سے وہ سنی کہلائے - پھر جناب امیرؑ پر خروج کرکے وہ خوارج کہلائے

آخر مین آپ فرماتے ہین کیا اچھا ہوتا کہ نصاری یہود کی اس سیرت سے اور شیعہ خوارج کی چال سے عبرت پکڑتے" مگر سچ کہا ہے کسی شاعر نے ہر یکے ناصح برائے دیگری - کیونکہ اگر آپکو غیرت ہوتی تو خوارج و یہود کا نام نہ لیتے کیونکہ آپ جب مدعی ہین کہ آپ سنی ہین جسکے معنی تسلیم خلافت جناب امیر ہین تو پھر خوارج کا نام کیون لیتے ہو سنی بنکر جواب دو - مگر ایسے اسلام کہان ہے اور وہ کون سنی دنیا مین ہے جو سنی رہ کر شیعہ کا جواب دیسکے یہی تو وجہ ہے کہ ایک طرف آپ یہود کا نام لیتے ہین دوسری طرف خوارج کا حالانکہ دونو فریق ایسے ہین جنپر خدا اور رسول کی لعنت مسلم ہے -

خلافت راشدہ کا یہ حاشیہ تو تمام ہوا اوسنے اس طرح اپنی خارجیت و ناصبیت دکھایا تھا اور جنھین خدانے بمفاد آیہ کریمہ فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المومنین ایسا انتقام لیا کہ قیامت تک اون کو یاد رہیگا - اب بقیہ عبارت خلافت راشدہ ملاحظہ ہو

قولہ حق وصدق کا معیار یہ ہے کہ اسکے اختیار کرنے سے خدا کی رضا اور انعامات حاصل ہون اب دیکھو کہ کس قوم اور مذہب کا چال چلن ہمین یقین دلاسکتا ہے کہ خدا حق ہے اور اس کے وعدے حق ہین اور قرآن کریم کے وعدہ وعید حق ہین اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق تھے اور آپنے کامیابی اور نصرت الٰہی کا وہ نمونہ دکھایا جس کی نظیر کسی نبی کی زندگی کے واقعات مین نہین ملتی - اور آپ مین قوت قدسی اور تاثیر سب سے زیادہ تھی - اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپنے لاکھ سے زیادہ آدمی ایسے تیار کئے جن کے اخلاق - اعمال اور برکات کی کوئی نظیر کسی نبی کے پیرو وں مین موجود نہین - اگرچہ حضرت موسی کی قوم نے بیوفائی اور غدر کے کئی نمونے دکھائے اور حضرت عیسی کے پیرو بھی آخر وقت مین شرمناک بیوفا ثابت

ہوئے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آخر دم تک اور بعد آپکے بھی وفادار اور مخلص اور ثابت قدم رہے۔ پھر مین پوچھتا ہون کہ کس قوم کو معیار بنا کر اور کس مذہب کو سچا مان کر ہم فخر سے اسلام کے مخالفون کے روبرو ایسا دعوی کر سکتے ہین۔

اقول بیشک حق وصدق کا معیار یہی ہے کہ اسکے اختیار کرنے سے خدا کی رضا اور انعامات حاصل ہون جسکی تعلیم سورۃ الحمد مین موجود ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۔ کہ خداوندا ہمکو سیدھی راہ دکھا اون لوگون کی راہ جنپر تو نے انعام کیا۔ نہ اون لوگون کی راہ جنپر تیرا غضب ہے نہ اونکی راہ جو گمراہ ہین

اس آیہ کریمہ کو دیکھکر بتایئے وہ منعم علیھم کون ہین وہ انبیا و اولیا جو خدا کے نزدیک تو مقرب تھے۔ مگر دنیا مین ہزارون زحمتون مین مبتلا رہے۔ یا وہ سلاطین و امرا جو دنیا کی تو ہر نعمتون سے متنعم تھے مگر ما لھم فی الآخرۃ من نصیب۔

اب اپنے ہی قول کے مطابق دیکھئے کس قوم اور کس مذہب کا حال دوسرے اوسکے پیروون کی چال چلن اب اگر مذہبی احکام اہلسنت کے دیکھے جائین تو انسان کو شرم آتی ہے کہ یہ کیسا مذہب ہے جسمین مان بہنون سے نکاح کرنے کے بعد زنا پر کوئی حد نہین۔ شراب اگر تو پیالہ تک پی لیا جائے اور نشہ نہ آئے تو وہ حلال ہے جس مرد نامحرم کو محرم بنانا چاہو تو ایک قطرہ دودھ اپنے پستان کا پلا دو وہ محرم ہو جائے۔

پیروون کا وہ حال کہ خلیفہ اول سے لیکر آخر خلفا تک چلے جاؤ سب کو شرابی زانی پاؤ گے نہ سر بعثت کا پاس رہا نہ حکم خدا اور رسول کا احترام نہ اوسکی کسی طرح پابندی جس سے تمام تواریخ بھری پڑی ہوئی ہیں پھر کون عاقل ہے جو یہ کہے کہ یہ مذہب مطابق رضائے خدا اور رسول ہے۔

بیشک رسول اللہ نبی کامل بلکہ اکمل تھے جسکی نظیر نہ دنیا مین ہوئی ہے نہ آگے ہوگی۔ مگر آپکو اوس سے کیا مطلب جب مرزا غلام احمد کو افضل الرسل کہہ رہے ہین اور اونکی شان مین کل آیات قرآنی کو ڈھال رہے ہین دیکھو تمام تصنیفات مرزا حقیقۃ الوحی و ازالہ وغیرہ۔

اسی طرح تمامی اہلسنت بھی خواہ وہ حنفی ہون یا وہابی اس دعوی سے کوئی فائدہ نہین کیونکہ وہ تو نہ آنحضرت پر سچا ایمان رکھتے ہین نہ آپکی تصدیق کرتے ہین زبانی البتہ لا الہ الا اللہ محمد رسول کہتے ہین

جس سے کوئی فائدہ نہین ۔

رہا یہ کہنا کہ آپنے لاکھ سے زیادہ آدمی ایسے تیار کئے الخ تو یہ باعتبار حقیقت و واقعیت بہت درست ہے کیونکہ لاکھ نہین کروڑ در کروڑ بعد پدم در پدم ارب در ارب بہت سے ایسے آدمی درست کئے جنسے دنیا قائم ہے بلکہ حضرت کا ادنی کمال یہ ہو کہ جو آپکے دشمن تھے خواہ یہود ہون یا نصاری ہنود ہون یا مجوس وہ بھی آپکے وجود ذیجود سے ایسا درست ہوئے کہ اسلام کے قبل اور اسلام کے بعد کے حالات جب اونکے ملائے جائین تو صاف معلوم ہوتا ہو کہ باوصفیکہ وہ آپکی جان کے دشمن رہے مگر یہ اپکا اعجاز تھا کہ اون مین بھی باوصف مخالفت ودشمنی کا مادہ آچلا اور یہی مطلب ہے رحمۃ للعالمین کا کہ باوصف عداوت ومخالفت اونکی اصلاح ہوئی ۔

مگر اس سے آپکو کیا فائدہ ہو سکتا ہو جبکہ تمام عالم کو معلوم ہے کہ شیطان نے لاکھون برس عبادت خدا کی اور اس درجہ پر پہونچا کہ تمام ملئکہ کو غبطہ ہوتا مگر ادنے نافرمانی سے ملعون کر دیا گیا ۔

مگر ایک منٹ کیلئے بھی یہ مان لیا جائے کہ کل صحابہ جسمین آپکے خلفائے ثلثہ بھی داخل ہین مومن کامل ہوگئے ۔ تو پھر سارے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے جسمین کسقدر انکی خباثت شرارت قبیحات مذمت بیوفائی غداری کا تذکرہ کیا گیا ہے ۔

درحقیقت اگر آپ صحابہ رسول اللہ کا مقابلہ کیجئے گا صحابہ حضرت موسی وحضرت عیسی علیہم السلام سے تو معلوم ہوگا صحابہ رسول اللہ سے بڑھکر کوئی قوم بیوفا ہوئی نہین ۔

قرآن مجید موجود ہے اوس سے وہ آیات نکالئے جو مذمت قوم موسی مین ہو پھر اون آیات کو نکالئے جو مذمت صحابہ رسول اکرم مین ہے تو خود آپکو شرمانا پڑیگا ۔

قولہ مگر محمد رسول اللہ کے اصحاب آخر دم تک الخ اقول آہ آپکو معلوم نہین جس طرح ایک یا دو شخص کی بیوفائی سے اوسکی ساری قوم پر دھبہ آجاتا ہو ع چو از قومی یکے بیدانشی کرد بنہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را ۔ اوسی طرح ایک شخص یا دو شخص کی وفاداری سے ساری قوم ممدوح ہو جاتی ہے ۔

اسی اصول پر صحابہ حضرت موسی کی مذمت ہے اور صحابہ رسالتمآب کی مدح کہ ایک شخص اسمین ایسا تھا جسنے تمام صحابہ کی پردہ داری کردی ۔ مگر خداوند عالم چونکہ عالم الغیب والشہادۃ ہے لہذا اوسنے قرآن مین ہر فرقہ کی الگ الگ حالت بیان کردی منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ ۔

اگر قرآن مجید مین صرف یہی ایک آیت ہوتی تو صحابہ پرستون کے رونے کو کافی تھی۔ مگر یہان تو سارا قرآن اونکے قصہ سے بھرا ہوا ہے وما کان اللہ لیذر المومنین حتی یمیز الخبیث من الطیب کہلاتا آیہ ہے نہ تھا اللہ کہ چھوڑ دیتا مومنین کو اوس حالت پر جسپر ہین جب تک خبیث کو طیب سے جدا نہ کردے۔ پھر فرمایئے اگر کل صحابہ ایسے ہی ممدوح تھے تو پھر خدا نے یہ خبیث کس کو کہا۔

قولہ پھر مین پوچھتا ہون یہ کس قوم کو معیار بناکر ا**قول** وہ قوم صرف آل محمد ہین اور اونکے شیعہ جنکو معیار بناکر آپ مخالفین کے مقابلہ مین فخر کرسکتے ہین ورنہ اپنے خلفا کو لائیگا تو ہمیشہ کیلئے اسلام ذلیل ہوگا۔ اگر باور نہو تو خود مخالفین اسلام کا اقرار اور اونکی تحریرین دیکھ لیجئے۔

قولہ کیا شیعہ مذہب کو۔؟ وہ تو سکھاتا ہے کہ نبی عرب ناکام اور حسرت بھرے دل کے ساتھ دنیا سے اُٹھے ۲۳ برس تک ایک ہی مقصود یعنی اپنے داماد کی وصایت اور خلافت کیلئے کوشش کرتے رہے مگر آخر ناکام ہی رہے۔ آپکے گرد و پیش ہمیشہ فاسقون منافقون اور آپکی بیٹی اور داماد کے دشمنون کا مجمع رہتا۔ ابوبکر سے وہ دبتے عمر سے وہ جھپتے عثمانؓ کے آگے تو آنکھ بھی اٹھا نہین سکتے تھے اس لئے کہ اسے پے درپے دو بیٹیان دے چکے تھے۔ قرآن کریم کے تیئس سال کے نزول اور آپکی صحبت کا اتنا ہی اثر تھا کہ ایک داماد آپکا مومن تھا اور ایک دو داماد کے رفیق۔ بس کل کائنات ان کی تیئس سالہ کارروائی کی یہ تھی۔ اور آنکھ بند کرتے ہی اُن منافقون نے جنکا سرغنہ ابوبکر تھا (الا لعنت اللہ علی الکاذبین) ان کی بیٹی اور داماد سے وہ کیا جو خدا کرے یک یہودی کے بھی پیش نہ آوے بیٹی کے پیٹ پر لات مارکر اس کا بچہ گرا دیا جس کے صدمہ سے وہ بہت جلد اپنے باپ سے جا ملی اور داماد کے سارے حقوق چھین کرکے بازارون مین اور کوچون مین نکلنے کے قابل نہ رکھا۔ وہ صدی کے چوتھے حصہ تک گھر کی چار دیوارون مین محصور رہا۔ پھر اس کے بعد اسکے پاک فرزند جو اس کے پوشیدہ علوم کے وارث ہوے وہ دیس بدیس ٹکرین مارتے تباہ ہوگئے اور ایک غار مین چھپ گیا جو صدیون سے وہین دبکا بیٹھا ہے اور کسی وقت وہان سے نکلکر شیعون کی ساری اگلی حسرتین اور باپ دادون کی کسرین نکالے گا اور آپکے پندنامہ از سر تا کم گندگی مثل کو ثابت کریگا۔ مین حضرات مومن صاحبان سے بمنت پوچھتا ہون کہ خدا کیلئے اس کا جواب دین کہ صحابہ کا چال چلن ہمین کیا سبق دیتا ہے اور آپ نبی اللہ کا (آپکے زعم کے موافق) چال چلن ہمین کیا سکھاتا ہے۔ اگر اسکے

سوا کوئی اور بات ہے جو مین نے بیان کی ہے تو سب سے اول مین شکر گذاری کے ساتھ سننے ہون۔

اقول بیشک شیعہ مذہب کے سوا اور کوئی مذہب آپ پیش ہی نہین کر سکتے۔ کیونکہ یہی تو وہ معیار ہے جس سے حق کی جانچ ہوتی ہے کیونکہ جس خدا پر جو سب کا مالک ہے اور جسنے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔ سب ایمان نہ لائے۔ بلکہ سو مین دس بھی ایمان نہ لائے۔ تو اوسکے رسول پر کیونکر ممکن تھا سب ایمان لاتے۔ اسی لئے تو خدا نے صریح لفظون مین فرمایا اگر ہم چاہتے تو سب کی ہدایت کرتے مگر اوسکی مصلحت کے خلاف تھا۔

پھر آپکو اسپر کیونکر تعجب ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مدۃ العمر کوشش کی کہ خلافت جناب امیر قبول کی جائے مگر نہ کامیابی ہوئی خود قرآن مین موجود ہے انک لا تهدی من احببت لكن الله يهدی من يشاء وهو اعلم بالمهتدين۔ قصص

اے محمد تم جسکو دوست رکھتے ہو اوسکی ہدایت نہین کر سکتے مگر خدا جسکی چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ اعلم ہے مہتدین کے ساتھ۔ پھر آپکا اعتراض اگر قرآن پر نہین ہے تو ہمارے کسپر ہے

دیکھئے اوسی قرآن مین آپکی قوم کا حال بھی مذکور ہے۔ ساصرف عن اياتی الذين يتكبرون فی الارض بغير الحق ان يروا كل اية لا يومنوا بها وان يروا سبيل الرشد لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغی يتخذوه سبيلا ذلك بانهم كذبوا باياتنا وكانوا عنها غافلين ۰ والذين كذبوا باياتنا ولقاء الاخرة حبطت اعمالهم هل يجزون الا ما كانوا يعملون سورہ اعراف۔

قریب ہے کہ مین پھیر دون اون لوگون کو جو زمین مین غرور کرتے پھرتے ہین ناحق۔ اور اگر وہ کل آیتونکو بھی دیکھ لیوین تب بھی انپر ایمان نہ لائین۔ اور اگر راہ ہدایت و ثواب دیکھین تو اوسکو اپنی راہ نہ بنائین اور اگر راہ غوایت کو دیکھین تو اوسکو اپنی راہ بنائین۔ یہ اسلئے کہ انھون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا اور اوس سے غفلت کرتے ہین اور جن لوگون نے ہماری آیتون اور آخرت کے آنے کی تکذیب کی اونکے اعمال حبط ہوے اور جیسا وہ عمل کرینگے ویسا ہی اونکو بدلا ملیگا۔

پس جب خدا نے اپنے حبیب کو اس راز سے مطلع کر دیا تھا کہ یہ لوگ راہ راست کو نہ قبول کرینگے

اور سچ روی کو ہمیشہ اپنا نصب العین قرار دینگے تو پھر کیون آپکو اسپر تعجب ہو رہا ہے۔

دیکھئے یہان بھی خدا نے یہ نہین فرمایا کہ ہم اونپر دنیا مین یہ عذاب کرینگے اور اس طرح تباہ کرینگے۔ بلکہ سب کا وعدہ آخرت پر ہے تو آپکو اپنے خلفا کی کامیابی پر کیونکر تعجب ہوتا ہے اسکی تو خبر ہی خدا نے دے رکھی تھی

قولہ آپکے گرد و پیش ہمیشہ فاسقون اور منافقون اقول کیا اس سے بھی انکار کیجئے گا حالانکہ قرآن مجید مین ہے وممن حولکم من الاعراب منافقین ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لاتعلمھم نحن نعلمھم سنعذبھم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم سورہ توبہ

جو تمھارے گرد اعراب منافقین ہین۔ اور بعض اہل مدینہ بھی نفاق پر اڑے ہوے ہین تم انکو نہین جانتے ہم سبکو جانتے ہین قریب ہے کہ ہم انکو دوہرا عذاب دین پھر وہ عذاب عظیم کی طرف پھیرے جائین اب فرمائیے مین آپکی تصدیق کرون یا قرآن کی جو خبر دیتا ہے کہ آپکے ارد گرد منافقون کا مجمع رہتا ہے تم ان کو نہین جانتے ہم جانتے ہین۔

قولہ ابوبکر سے دبتے اقول جس طرح خدا کفار سے دبتا ہے ورنہ حضرت نے تو بارہا صدہا نہین ہزارہا مرتبہ بتایا یہ لوگ منافق ہین مگر آپ نہ مانین تو کیا چارہ ہے۔

ازدواج عثمان کا دختر رسول ہونا یقیناً غلط ہے جیسا کہ تنقید بخاری حصہ دوم مین تصریح ثابت کر دیا گیا مگر آپکو تو رسول اللہ کو گالیان دینا ہے پھر ہم کیونکر روک سکتے ہین۔

یہان آپ ایک حاشیہ بھی دیتے ہین جو حسب ذیل ہے۔

"حضرت عثمان نے بیر رومہ بیس ہزار درہم پر خرید کر مسلمانون پر سبیل کر دیا اور مدینہ مین اس کے سوا شیرین پانی نہ تھا اور یہ کنوان (بولی) جناب عثمان نے آنحضرت کے ایما سے خرید ا اور جیش عسرت مین ہزار اونٹ اور پچاس گھوڑون کے علاوہ ایک ہزار دینار دیئے۔ کیا یہ کم احسان ہے حضرت علی کی زندگی بھر مین ایسی نصرت کی کوئی نظیر ہے؟ منہ"

اقول آپکے افترات کا کہان تک جواب دیا جائے تین لاکھ ساٹھ ہزار کا بوجھ تو آپ صفحہ ۹ مین حضرت پر ابوبکر کا چڑھا چکے ہین جسکا جواب ہو چکا یہان بیس ہزار کا دین اور یہی کہ عثمان نے بیر رومہ خرید کر وقف کر دیا مگر جس طرح وہ غلط تھا یہ بھی افترا ہے کیونکہ وفاء الوفا تاریخ مدینہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۷ مین ہے۔

روی ابن شبۃ عن عدی بن ثابت قال اصاب رجل من مزینۃ بئرا یقال لھا رومۃ

فذکرت لعثمان بن عفان وھو خلیفۃ فابتاعھا بثلاثین الف درھم من مال المسلمین وتصدق بھا علیھم۔

یعنی ابن شبہ بن عدی روایت کرتے ہین کہ ایک شخص کو قبیلہ مزنیہ سے بیر رومہ ملا۔ تو ہمنے عثمان سے اسکا تذکرہ کیا جبکہ وہ خلیفہ تھے۔ تو عثمان نے اوسکو مال مسلمین سے تیس ہزار درہم پر خریدا اور وقف کردیا۔

سبحان اللہ بیر رومہ تو مال مسلمین سے خریدا جائے اور اوسپر آپ یہ فخر کریں کہ عثمان نے اپنے مال سے خرید کرکے وقف کیا۔ پھر ایسے افتراؤن کا کیا جواب دیا جائے جیسے وہ سب افترا ہین کہ ابوبکر نے تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم خرچ کیا ویسا ہی یہ افترا ہے۔ مسجد رسول کے نسبت بھی تو یہی کہا جاتا ہے کہ مال ابوبکر سے دس دینار پر خریدا گیا۔ حالانکہ تمام اہل علم کو معلوم ہے کہ حضرت نے ابوبکر کا ایک اونٹ بھی نہ لیا جبتک دوسو درہم کا نوسو درہم نہ دے لیا ایک شخص کا بھی بار احسان اپنے سر پر نہ رکھا جب تک ادا نہ کرلیا۔

بیر رومہ مین روایت بخاری یہ ہے کہ عثمان نے اسکو کھودوایا تھا نہ یہ کہ خریدا تھا ملاحظہ ہو وفاء الوفا صفحہ ۱۳۵ پھر فرمایئے کس روایت کی تصدیق کی جائے۔

جیش عسرت کا حال پہلے بیان ہوچکا۔ رہا جناب امیرؑ کا زندگی بھر ایسا کام نہ کرنا۔ تو چونکہ آپ نفس رسول تھے کیونکر وہ کام کرتے جو رسول اللہ نے نہ کیا یہ حضرات جائدادین خریدتے یا ابوبکر عمر وغیرہ صدہا صحابی آپ نہ پرورش کرتے۔ یہ کام تو اون مالداروں سے ہوسکتا تھا جو مال مسلمین پر ناحق قابض تھے جب عثمان نے کروڑوں روپیہ مروان امیہ وادلاد کو ناحق دیدیا۔ تو عثمان کا مال مسلمین سے کنوان خریدنا اور وقف کرنا کونسی فخر کی بات ہے۔

قولہ قرآن کریم کے تئیس سال کے نزول اقول اسپر آپکو کیون تعجب ہوتا ہے جب خدا نے اپنی آئی جہان مین ایک ہی شخص کو حبیب خاص پیدا کیا۔ تو اوسکے نفس کے ایک ہونے پر کیون تعجب ہوتا ہے۔ معلوم اسکا کون مدعی ہے کہ تعلیم رسول کا اسیقدر اثر ہوا کہ صرف جناب امیرؑ ہی ایمان لائے کیونکہ ہم لکھ چکے ہین آپکی تعلیم کا اثر ایسا عام تھا کہ نہ صرف مسلمانون پر بلکہ یہود و نصاریٰ و مشرکین و مجوس سبنے فیض پایا ہو مگر ہم یہ بھی کہتے ہین کہ عالم کا بیان قرآن مجید مین غلط ہوتا ہے جو ایک تھا وہ نہ ملا۔

ہزارہا آیات مین اونکے نفاق وشقاق کا شکوہ کر رہا ہے۔

کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ کل مسلمانون کا اسلام مثل ابوبکر وعمر کے کامل تھا جیسا کہ آپکا عقیدہ ہے بس اگر اس سے تعلیم آنحضرت پر نقص لازم آتا ہے تو اس سے بھی لازم آسکتا ہے کہ ایک فرد واحد ایسا کامل الایمان ہو جسکا مثل ونظیر دنیا مین نہین ہوا۔ بلکہ اگر غور فرمایئے تو اس سے کمال تعلیم رسول ظاہر ہے کہ اوسنے علیؑ ایسے شخص کو فرد کامل اکمل بنا دیا۔

کیون صاحب اسپر تو آپکو تعجب ہوتا ہے کہ بعد وفات رسول اون منافقین نے جناب امیرؑ پر اس طرح کا محاصرہ کیا۔ مگر اسپر نہین تعجب آتا ہے کہ یکدم تمام عرب مرتد ہو گیا کہ بجز مسجد مدینہ ومکہ وقریہ جواثا کہین عبادت خدا ہوئی کما فی ازالۃ الخفاء۔

حالانکہ اون مین نہ کوئی مرتد تھا نہ کافر بلکہ سب خلافت ابوبکر کو ناجائز جانتے تھے الا ماشاء جسپر وہ مرتد قرار دئے گئے اور بہت سے زندہ آگ مین جلوائے گئے اونکی بہو بیٹیان لونڈی بنائی گئین۔

جن کتابون مین یہ حالات مرقوم ہین انھین مین تو یہ بھی ہے کہ منافقین نے جناب امیرؑ پر ہجوم کیا اور گھر مین آگ لگایا پھر کیا وجہ ہے کہ ابوبکر کے مرتد ماننے مین تو نقص تعلیم رسول لازم آئے۔ اور اون لوگون کے مرتد ماننے مین کوئی خرابی نہو حالانکہ وہ سب بھی مثل ابوبکر صحابی تھے۔ اور بعض مہاجر بھی تھے جو سب قتل کئے گئے اور زندہ آگ مین جلوائے گئے۔

بیشک آپکے خیال مین بلکہ کسی کے خیال مین بھی یہ نہین آسکتا کہ کوئی کلمہ گو اپنے نبی کی اولاد سے یہ سلوک جو ابوبکر عمر نے کیا۔ چنانچہ مولوی نورالدین جو مرزا صاحب کے خلیفہ ہوئے انھون نے مرزا صاحب کی اولاد کے ساتھ وہی سلوک کیا جو مناسب تھا مگر اس سے اصل واقعہ غلط نہین ہوسکتا ابوبکر نے وہی کیا جو تمام عالم مین مشہور ہے اور کوئی اوس سے انکار نہین کر سکتا۔

اب آپکو اختیار ہے کہ تعلیم رسول کو ناقص کہئے یا اونکی سرشت کو ناپاک کہئے کہ اسلام اور تعلیم اسلام کا اونپر کوئی اثر نہین ہوا جیسا کہ شیطان پر کہ کئی ہزار برس کی عبادت سے کوئی اثر نہ ہوا۔ لاکہ نتوان رفت از زنگی سیاہی۔ اور اسکی تو حدیث بھی آپکے یہان موجود ہے۔

مشکوۃ باب القدر

قال رسول اللہ صلعم اذا سمعتم بجبل زال عن مکانہ فصدقوہ واذا سمعتم برجل

تغیر عن خلقہ فلا تصدقوبہ فانہ یصیر الی ما جبل علیہ ص ۱۶۲ ج ۱ بر حاشیہ مشکوۃ مرقاۃ جلد اول
فرمایا رسول اللہ نے کہ جب تم سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے زائل ہو گیا تو اسکو مان لو اور جب سنو کہ کوئی آدمی
اپنی عادت سے بدل گیا تو نہ مانو کیونکہ وہ جس عادت پر پیدا ہوا ہے اسی طرف جائیگا۔
کیا جس شخص نے اس حدیث مقدس کو دیکھا ہے وہ کبھی اسمین شک کر سکتا ہے کہ ابوبکر یا اونکے امثال
اور اقران جو عرب تھے اون سے ایسی باتین جو ہوئین وہ اوسی فطرت کا تقاضا تھا جسپر وہ مجبور تھے۔
کیا آپنے امام فخر رازی کی تفسیر نہین دیکھی ہے جس مین وہ لکھتے ہین اذا عرفت ہذا فنقول
العرب کانوا قبل مقدم الرسول طالبین للمال والجاہ والمفاخرۃ وکانت محبتہم معللۃ
بہذہ العلۃ فلاجرم کانت تلک المحبۃ سریعۃ الزوال وکانوا بادنی سبب یقعون فی
الحروب والفتن فلما جاء الرسول ص ودعاہم الی عبادۃ اللہ والاعراض عن
الدنیا والاقبال علی الآخرۃ زالت الخصومۃ والخشونۃ عنہم وعادوا اخوانا ثم ~~توا~~ فقین
ثم بعد وفاتہ لما انفتحت علیہم ابواب الدنیا وتوجہوا الی طلبہا عادوا الی
محاربۃ بعضہم بعضا ومقاتلۃ بعضہم مع بعض فہذا ہو السبب الحقیقی فی
ہذا الباب ص ۶۳۵ جلد ۲
آیہ لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم کی تفسیر مین لکھتے ہین جب تو نے
یہ جان لیا تو ہم کہتے ہین عرب قبل تشریف آوری رسول طالب مال وجاہ ومفاخرت تھے اور اون کی
محبت اسی علۃ کے تابع تھی۔ لہذا وہ محبت سریعۃ الزوال تھی (کیونکہ مال جلد زائل ہونیوالی چیز ہے)
اور اونے سبب سے جنگ با خوذ ہامین مشغول ہو جاتے۔
جب حضرت مبعوث برسالت ہوے اور سبکی دعوت کی طرف عبادۃ خدا اور اعراض عن الدنیا کی طرف
کہ دنیا سے منہ موڑے اور آخرت کی طرف متوجہ ہون۔ تو وہ سب لڑائی جھگڑا خصومت خشونت
موقوف ہو گئی اور بھائی بند بن گئے۔
آنحضرت کی وفات پر جب دنیا نے رخ کیا اور دنیوی ابواب مفتوح ہوے تو سب ادھر متوجہ ہوے
اور باہم دبا لڑنے جھگڑنے لگے یہی اصلی سبب ہے ان سب امور کا۔
اب آپ ہی غور فرمائیے کہ ہم قرآن کو مانین۔ حدیث کو مانین۔ یا آپکے امام رازی کی تفسیر کو مانین۔

تفسیر فخر رازی

یا آپکی اس رائے پر چلین کہ کل احادیث کا انکار کردین۔ کل کتابونکو جھٹلادین جنمین یہ سب واقعات مذکور ہین کہ ابوبکر نے یہ کیا۔ عمر نے آگ لگایا۔ معویہ نے یہ کیا۔ یزید نے وہ کیا۔

قولہ مین حضرات مومن صاحبان سے اقول آپ مومن صاحبان سے کیون پوچھتے ہین۔ اپنے بھائی منافقون کی کتابین دیکھ لیجئے تاکہ معلوم ہو صحابہ کا چال چلن توبجز قتل وغارت شراب خواری وزناکاری دوسرا کوئی سبق ہی نہین دیتا۔ ایک ایک صحابی کا حال کتابون مین لکھا پڑا ہے۔ ایک ایک خلیفہ کی لاف پڑہیے تو معلوم ہوجائے سہ ہیچ کافر نکند انچہ مسلمان کردند۔

آپ تو دنیا سے چل بسے مگر آپکے ہم مشرب ہزارون ہین دیکھین وہ اس سے کیا سبق لیتے ہین۔ ہے کوئی ایسا نکلے تو ہم شکر گذار ہونگے کیونکہ ہم ہر دعوی کے ثابت کرنے کو قرآن۔ حدیث۔ تواریخ۔ تفاسیر سے بتا سکتے ہین جسپر اگر صدق دل سے ایمان لائیے تو پھر ممکن نہین آپ سنی ہین۔

قولہ پھر سنو صحابہ کی سیرت سے ہمین یہ سبق ملتا ہے کہ خدا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے یفعل اللہ مایشاء و یحکم مایرید اس کی صفت ہے اور اس کا دعوی وماکان اللہ لیعجزہ من شیء فی السموات ولافی الارض انہ کان علیما قدیرا سچا دعوی ہے۔ جو کچھ اس نے ازل سے ارادہ کیا۔ اسے پورا کیا اور مخلوق سے کوئی اسکی راہ مین روک نہوا۔ اور جو وعدہ اسنے قرآن مین کئے اور جن لوگون کے حق مین کئے ان وعدون کے مصداقون کے جو جو نشان قائم کئے وہ عین وقتون ہین جسقدر ان سے چاہا ان لوگون کے حق مین بلا کم وکاست پورے ہوے اور اسکے وعید اور تہدید ین جو اسکی قاہریت اور غالبیت پر دلالت کرتی تھین ان لوگون کے حق مین پوری ہوئین جو اسکے مستوجب تھے۔ منافق۔ فاسق۔ کافر۔ مشرک۔ ظالم معتدی۔ قاسط۔ اسکی وعید کے موافق ذلیل۔ تباہ اور گمنام و بےنشان ہوگئے۔ ان کی کارروائیان باطل ہوگئین۔ ان کی کوئی کوشش انکا کوئی اتفاق بارآور نہوا۔ اور وہ بصد حسرت اس جہان سے ناپید ہوگئے۔ کچھ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین ہلاک ہوگئے اور کچھ بعد۔ اور خدا کے علم اور قدرت نے ایک بھی ایسا نہ چھوڑا جو وعیدہ کے وقت اسکے قہر کا نشانہ تھا۔ اور صدیقی جماعت کے چال چلن سے ہمین یہ سبق ملتا ہے کہ خدا تعالی کا ایک نظام ہے جس کے اصول اور قواعد منظم اور مضبوط ہین اور علت ومعلول کا علمی سلسلہ یعنی رحیمیت کا کارخانہ اور معرکہ رحمانیت کا ہنگامہ حق اور مقرر ہے اور یہان سب مربوطا سب کا راسطہ یکسانہ

نظام پر مبنی ہے جس طرح قانون قدرت یعنی فعل الٰہی مین حکیمانہ نظام ہے جس کی وجہ سے انسانی کوششین وسائل حقہ کو پکڑکر بارور ہوتی ہین۔ اسی طرح خدا کے دوسرے قانون قدرۃ یعنی قرآن کریم مین بھی ایک حکیمانہ نظام ہے جیسے کذلک نجزی المحسنین + کذلک نجزی کل کفور کے وعدہ وعید نے دائمی اور غیر متبدل قانون کی شکل مین پیش کیا اور عاملین کیلئے امید اور بیم کی راہ قیامت تک کھول دی ہے۔ اور صحابہ کے چال چلن سے ہمارے دل مین ریس پیدا ہوتی ہے کہ ہم بھی اسی راہ پر قدم مارین جسپر چلکر انھون نے انعامات الٰہی حاصل کئے۔ اسلئے کہ جب ہم دیکھتے ہین کہ خدا تعالی کے وعدے ان کے حق مین پورے ہو گئے تو ہمین خدا کے وعدون پر اور قرآن کے صدق پر سچا یقین آتا اور دل مین رغبت پیدا ہوتی ہے کہ اسی پامال سڑک پر چلین۔ اور یہ بھی سبق ملتا ہے کہ قرآن کریم زندہ اور مبارک کتاب ہے جسپر چلنے والا اسی دنیا مین اور آگا اور آخرت مین ثانیاً راحت اور فلاح پاتا ہے اور اسکا مخالف دونون جہانون مین ذلیل اور رسوا ہوتا ہے۔

اقول افسوس کہ آپنے سیرت صحابہ دیکھی نہین۔ یا اوسکو سمجھے نہین۔ کیونکہ اگر سیرت صحابہ آپ دیکھے تو معلوم ہوتا نہ وہ خدا کو پہچانتے تھے نہ خدا کو قادر مطلق خیال کرتے۔ بلکہ یہ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے مثل مرزا غلام احمد قادیانی ایک مذہبی جال پھیلایا تھا جو چل گیا جیسا کہ ابوسفیان معویہ یزید نے صاف صاف کہدیا اور آپکے صحابہ نے اپنے عمل سے اسکی تصدیق دکھایا۔ اصل غلطی جو ہر جگہ آپکو لگتی ہے یا آپ مغالطہ دیتے ہین وہ یہی ہے کہ احکام خداوند کو جو تشریعی ہے اور افعال جو تکوینی ہے ایک کر دیتے ہین حالانکہ دونون مین آسمان و زمین کا فرق ہے جسکو ہم مکرر سمجھا چکے۔ خدا نے جو حکم دیا اوسکی بہت کم اطاعت کی گئی۔ جو اوسکے قضا و قدر مین تھا اوسمین ذرہ بھر تخلف نہوا۔ وعدے وعید جتنے ہین وہ تشریعی امور سے متعلق ہین جنکا اوسنے حکم دیا ورنہ اوسکے قضا و قدر مین گذر چکا تھا خانہ کعبہ لوٹا جائیگا مدینہ منورہ غارت ہوگا۔ مسجد رسول مین گھوڑے گدھے بے ادبی کرینگے۔

یہ امور علم الٰہی مین گذر چکے تھے جنکا ہونا ضروری تھا۔ مگر مرتکبین اسکے مستحق ناراضگی ہونگے۔ کیونکہ حکم الٰہی کی مخالفت کی۔ اوسی طرح ابوبکر عمر یزید کا خلیفہ ہونا جو اصل ہے اون واقعات کا وہ بھی علم الٰہی مین گذر چکا تھا مگر مرتکبین مستحق ناراضگی ہے۔

تو جس طرح نہ ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ مکہ کا جلانا جائز تھا اور مسجد رسول کا غارت کرنا۔ اوسی طرح یہ بھی نہین

کہہ سکتے کہ ابوبکر عمر و یزید کی خلافت حق تھی۔ بلکہ یہ لوگ بوجہ ارتکاب ظلم مستحق نار و لعن ہیں۔

منافق۔ فاسق۔ کافر۔ مشرک۔ ظالم۔ معتدی۔ قاسط۔ بیشک اونکی وعید کے مطابق ذلیل۔ تباہ گمنام۔ بے نشان ہوگئے۔ مگر بعد اسکے کہ اونھون نے اپنا تسلط قائم کیا دین خدا کو مٹانا چاہا۔ اولیاء خدا کو قتل و اسیر کیا جسکا نتیجہ اونکو معلوم ملا۔ ورنہ قبل از صدور جرم کیونکر سزا ہو سکتی۔

کیا آپ نہین دیکھتے آج دنیا مین جدہر لعنت برستی ہے ایک ہی شخص پر کیونکہ وہی ظالم اصل تھا اور اوسکے تابع لہذا نہ کوئی شمر کا نام لیتا ہے نہ ابن زیاد کا نہ یزید کا بلکہ جب ذکر ہوتا ہے تو ایک شخص پر جس سے اہل لوگون کے دل دہل جاتے ہین اور کچھ بنائے نہین بنتی۔

قولہ اور صدیقی جماعت کے چال چلن سے اقول یہ کیا ہوگیا۔ پہلے تو آپنے اسی جماعت کے اوصاف بیان کئے تھے۔ پھر اس جماعت کو علیحدہ کہان سے لائے۔ خدا سے ڈرو اس جماعت کا نام نہ لو کیونکہ یہی تو وہ جماعت ہے جسنے دین رسول کو غارت کیا قرآن کو جلایا خانہ کعبہ مین آگ لگائی معویہ یزید عبدالملک وغیرہ سب تو اسی جماعت کے ہین۔

اگر اس جماعت کی حقیت کا اقرار کیا جائے۔ تو پھر نہ خدا کا اقرار ہو سکتا ہے نہ رسول کا نہ قرآن کا کیونکہ انکا جو عمل ہے وہ خلاف قرآن۔ خلاف سنت۔ تو اگر حقیت قرآن و حدیث کا اقرار کیا جائے تو انکی بطالت کا اقرار لازم آتا ہے۔ اور اگر انکی حقیت کا اقرار کیا جائے۔ تو بطلان قرآن و حدیث لازم آتا۔ پھر یہ کلام آپکا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور دوسرے قانون قدرت یعنی قرآن کریم مین بھی ایک حکیمانہ نظام ہے کیونکہ قرآن اور اعمال صحابہ مین تو تباین کلی ہے جسکا اجتماع ناممکن ہے۔

قولہ اور صحابہ کے چال چلن سے اقول کاش آپ اون صحابہ کی تعیین کرتے کہ وہ کون سے صحابہ ہین جنکے چال چلن سے آپکے دل مین ریس پیدا ہوتی ہے۔

کیونکہ قرآن نے صحابہ کی دو قسم کردی ہے منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ پس اگر دنیادار صحابہ کی ریس پیدا ہوتی ہے تو بیشک دنیوی کامیابی کچھ حاصل ہو سکتی ہے جو تھی بھی اور اوسکا دعوی بھی ہے اور اگر اون صحابہ کی ریس ہوتی ہے جنکو خدا نے و منکم من یرید الاخرۃ فرمایا ہے تو بتلایئے انکو دنیاوی فوائد کیا حاصل ہونگے۔ دیکھیے حضرت ابوذر ربذہ کو جلاوطن حضرت عمار جنگ صفین مین مارے گئے ابن مسعود کی پسلیان توڑی گئین۔ لہذا آپ تعیین کیجئے کہ کونسے صحابہ کی ریس آپکے دل مین پیدا ہوتی ہے

کہ ہم دعا کرین وہی راہ آپکو ملے۔ اور وہی انعام حاصل ہو۔

آہ اگر ذرہ برابر بھی آپکو قرآن پر سچا یقین ہوتا تو آپ سنی کاہے کو ہوتے۔ مرزا غلام احمد کو نبی کیون بناتے آپ تو معویہ بن یزید کی طرح اس دنیا پر لات مارتے اور قبر کو زیادہ پسند کرتے۔ مگر آپکو تو خیال تھا مرزا غلام احمد ہمارے سامنے اوٹھینگے اون کی خلافت ہمکو ملیگی۔ مگر خدا نے آپکا جلد خاتمہ کر دیا جس سے ساری حسرتین دل مین رہ گئین اور یہ نوری دبال آپکے نامۂ اعمال مین رہ گیا کہ خلافت راشدہ لکھی جسنے نہ معلوم کتنے دلونکو گمراہ کیا ہوگا۔

قال اور بالآخر یہ کہ سورۂ فاتحہ کامل اور پر تاثیر دعا ہے جسے ایک قوم نے اپنی زندگی کا دستور العمل بنا کر منعم علیہم جماعت کے وہ سارے انعامات پائے جو انھین ملے تھے اور مغضوب اور ضالین کے بدنتیجون سے محفوظ رہے میرے نزدیک سورہ فاتحہ قاطع دلیل ہے صدیقی خلافت پر اور خوفناک حربہ ہے ہر ایک باطل کی گردن پر اسی وجہ سے مینے دیباچہ کو اس مبارک سورت سے آغاز اور مزین کیا ہے۔

اقول افسوس جس سورہ سے رگ حیات فرقہ باطلہ کی کٹ جاتی ہے اوسی سے آپ حقیت پر استدلال کرتے ہین یہ تو وہی ہوا کہ مرزا صاحب آیہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے اپنی نبوت نکالتے ہین کیونکہ اگر انعام سے وہی مراد لیا جائے جو آپکا مقصود ہے حکومت و اقتدار و مال دنیوی تو کل انبیا اوس سے خارج ہو جاتے ہین اور بجز قارون و ہامان و فرعون و نمرود و شداد کوئی نہین باقی رہتا یا پھر ابوبکر عمر معویہ و یزید وغیرہ۔ اسلئے کہ کسی نبی کو خواہ وہ حضرت یوسف ہون یا حضرت موسی یا حضرت داؤد و سلیمان کہ یہی چار پیغمبر بادشاہ ہوے۔ مگر کسی کو وہ اقتدار نہین حاصل ہوا جو اون ملاعنہ کو ملا تھا۔ تو کیا کوئی نبی انعمت علیھم مین داخل نہین حالانکہ تفسیر معالم التنزیل مین ہے صد۱

قال عبد الرحمان بن زید ان رسول اللّٰہ واھلبیتہ کہ عبد الرحمان بن زید کہتے ہین مراد اس سے رسول اللہ ہین اور آپکے اہلبیت طاہرین ہین پھر یہ کس طرح کی جرات ہے کہ جو آیہ خاص اہلبیت کی شان مین ہے اوسکو آپ ابوبکر کیلئے بتا رہے ہین حالانکہ اونکے مغضوب و ضال ہونے مین تو کسی عاقل کو بھی شبہہ نہین ہو سکتا۔

بہرحال پہلے اسکو تو ٹھیک کر لیجیے کہ یہ آیہ ہے کیونکہ کیونکہ درمنثور مین ہے صد۱۶

(۱) عن عمر بن الخطاب انہ کان یقرء سراط من انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و غیر الضالین

تحریف قرآن

(۲) عن عبد اللہ بن الزبیر قرء صراط من انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم وغیر الضالین فی الصلوۃ۔

(۳) عن الحسن انہ کان یقرء علیھمی بکسر الھاء والمیم واثبات الیاء۔

(۴) عن الاعرج انہ کان یقرء علیھمو بضم الھاء والمیم والحاق الواو۔

(۵) عن عبد اللہ بن کثیر انہ کان یقرء انعمت علیھمو بکسر الھاء وضم المیم والحاق الواو

(۶) عن ابن اسحق انہ قرء علیھم بضم الھاء والمیم من غیر الحاق الواو۔

(۷) عن عکرمہ والاسود یقرانھا صراط من انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم وغیر الضالین۔

دیکھئے اب سے بھی ایمان لائیے اور سمجھئے کہ انعمت علیھم کون لوگ ہین کیونکہ آپکے خلیفہ دوم نے تو وقت وفات رسول ہی کہا تھا حسبنا کتاب اللہ اور پھر جمع و ترتیب مین بھی آپکے صحابہ ہی کو شان ہوے مگر چونکہ ایمان سے بے بہرہ تھے الفاظ قرآن کو بھی درست نہ کر سکے۔ عمر صاحب صراط کو سراط پڑہتے تھے اور عکرمہ ابن کثیر ابن اسحق اس طرح پڑہتے کوئی علیھمو اپڑھتا کوئی علیھمی۔

بہرحال چونکہ آپنے قرآن کی گردن مڑور کر اپنا کام نکالنا چاہا اسلئے مینے بھی سورہ قل یاایہا الکافرون سے اس رسالہ کی ابتدا کی کہ لکم دینکم ولی دین پر عمل ہو۔

قولہ کاش شیعہ نمازون مین پڑہتے وقت جب صراط الذین انعمت غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پر پہونچین تدبر سے سوچین کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد مین وہ کونسا گروہ تھا جسے خدا تعالی نے منعم علیھم کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور ان کی راہ پر چلنے کی ساری دنیا کو ہدایت کی اور وہ انعام اور افضال کیا تھے جو انھین خدا تعالی سے ملے اور پھر انکے پانے کی ترغیب سبکو دیتا ہے۔ اور مغضوب علیھم کون گروہ ہے اور کس برے عمل نے یہ مکروہ نام انھین دیا۔ اور ضالین۔ کونسا فرقہ ہے۔ اور کس سبب سے وہ گمراہ ہوے۔

اقول الحمد للہ شیعہ نمازون مین بھی اور غیر نمازون مین بھی ہمیشہ سوچتے رہتے ہین اور سمجھتے ہین کہ منعم علیھم وہی انبیا و اولیا ہین جنھون نے راہ خدا مین اپنی جان مال کو نثار کر دیا نہ وہ لوگ جنھون نے دنیا کو آخرت پر مقدم کیا یہانتک کہ اسی دنیا طلبی مین اونھون نے رسول کا جنازہ بھی بے غسل و دفن چھوڑا

جسکی طرف خدا اشارہ کرتا ہے ومنکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ اور سورہ برات مین فرماتا ہے فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید اللہ لیعذبھم فی الحیوۃ الدنیا وتزھق انفسھم وھم کافرون۔

کہ اون کا مال اور اولاد تمکو تعجب مین نہ ڈالے کہ خدا تو اس ذریعہ سے اونپر عذاب کرنا چاہتا ہے حیات دنیا مین کہ جان نکلتے وقت وہ کافر ہین۔ پھر تعجب ہے کہ آپ اونھین لوگون کو منعم علیہم سمجھ رہے ہین حالانکہ وہ دنیا مین اسکے بدولت مبتلائے عذاب ہین۔

قولہ ظاہر ہے کہ منعم علیہم وہ راست باز لوگ ہین جنھین اس جہان مین خدا کی نصرت اور تائید نے نوازا وہ اپنے دشمنون پر مظفر و منصور ہوے ان کے اس دنیا مین تلخ کام اور نامراد ہوے اور انکے احباب شادکام اور کامیاب ہوے۔ وہ وہی لوگ ہین جن کی نسبت خدا تعالی نے فرمایا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز۔ اور ان جندنا لھم الغالبون اور الا ان حزب اللہ ھم المفلحون

اقول تو بنا بر آپکی تحقیق کے نہ حضرت ابراہیم راست باز تھے نہ حضرت عیسی نہ حضرت ذکریا اور یحیی کہ وہ آگ مین ڈالے گئے۔ سولی پر لٹکائے گئے یا آرہ سے چیرے گئے۔ نہ خود رسول اللہ اون مین داخل ہو سکتے ہین جنھون نے عمر صعوبت اور مصیبت مین بسر کی۔

آپ کاش قرآن و حدیث کو دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ اول نعمت یہی راست بازی ہے دوسری نعمت رضائے باری جسنے ان دونون صفتون کو حاصل کیا وہی منعم علیہم ہے اگرچہ دنیوی ہزارون شدائد و مصائب ہون جسنے ان نعمتون کو نہ حاصل کیا وہ اگرچہ ہزارون ظاہری نعمتون مین ہو مگر وہ مغضوب علیہم ولا الضالین ہے کیا آپکو وہ قصہ عمر بھول گیا جو حضرت کی اس حالت پر روئے تھے کہ آپکے جسم مبارک پر بوریا کا نشان پڑا تھا اور ظاہری سامان کچھ نہ تھا جسپر عمر نے قیصر و کسری کو یاد کیا ہے اور کہا وہ تو اس عیش مین ہون اور رسول اکرم اس حالت مین جسپر حضرت نے کس قدر انکی فہمایش کی ہے۔

مگر ہائے جو خیال عمر کا تھا اور جسکے واسطے اونھون نے یہ ساری کوششین کین کہ رسول اللہ کا جنازہ بے نماز چھوڑا وہ کسی طرح آپکے دماغ سے نہین جاتا اور ابوبکر عمر۔ یزید کی کامیابی سے ان لوگون کو مصداق انعمت علیہم بنا رہے ہین۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ اور ان جندنا لھم الغالبون کے

مطلب کو ہم مکرر سمجھا چکے اور خداوند عالم نے ہزارہا مرتبہ سمجھایا قل ان متاع الدنیا قلیل۔ مگر افسوس وہ خیال نہین نکلتا۔

قولہ وہ جس عظیم الشان مسئلہ معاد کو سکھانے آئے تھے یعنی آخرت کے ثواب اور عقاب کو وہ نہایت نازک اور نہان در نہان مسئلہ تھا وہ بغیر اس کے کبھی ثابت نہین ہوسکتا تھا کہ ان کے دو نام بشیر و نذیر اسی جہان مین اپنا پورا اور صاف اثر دکھاتے۔ اور یہی دنیا بقدر مناسب ثواب اور عقاب دکھانے کی ہموار اور صاف سطح ہوجاتی۔

اقول وہ تو رسول اللہ تھے یا اون کے جانشین ائمۂ طاہرین جنھون نے یہ سب باتین دکھادین اور بتادیا کہ اس طرح معاد کا خوف کیا جاتا ہے کہ دنیا کو ہیچ و پوچ سمجھتے ہین راہ خدا مین اس طرح جان مال کو فدا کرتے ہین اوس سے ابوبکر اور اونکے ہمراہیون کو کیا سروکار جنھون نے مقولہ کفار کی تصدیق کی۔

قالوا ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما یھلکنا الا الدھر وما لھم بذلک من علم ان ھم الا یظنون (جاثیہ)

اور کہتے ہین کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے (یہین) مرتے ہین اور جیتے ہین اور یہی زمانہ ہمکو ماردیتا ہے ان کو اسکا کچھ علم نہین وہ تو صرف گمان سے کام لیتے ہین۔ کیونکہ اگر یہ خیال ہوتا تو وہ کیون ایسا کام کرتے جس سے لعنت ابدی کے مستحق ہوے۔

غرض جو کام رسول اللہ کا تھا اوسکو آپنے پورا کیا اور جو کام آپکی اولاد طاہرین کا تھا اوسکو پورا کیا اور جو کام منافقین کا تھا اوسکو اونھون نے پورا کیا۔ کیا آپ نہین دیکھتے کہ جہاد کے وقت تو آپکے خلفا یا فرار کرتے یا پیچھے پیچھے لشکر کے رہتے اور جب اوس سے نفع اوٹھانے کا وقت آتا تو سب کے آگے ہوتے۔ اگر خلفا اس طرح قبضہ ناجائز نہ کرلیتے تو آج دنیا مین معاد سے یہ بے خوفی نہ پھیلتی یہ ظلم و ستم نہوتا کیونکہ دنیا ہمیشہ سے ظاہر پرست رہی ہے اوسکی نظر ظاہری طمطراق پر رہتی ہے اوسنے دیکھ لیا کہ جب رسول کے اصحاب نے اس طرح خوف معاد کو دل سے نکالدیا اور رسول و آل رسول پر ظلم کرنے کو مستعد ہوگئے تو اونھون نے بھی اوس خوف کو دل سے نکالدیا اور رسول نے جو ائمۂ طاہرین کو اپنا خلیفہ و جانشین کیا تھا تو اسی غرض سے کہ بتلاتے ہین یہ دنیا بے حقیقت ہے جو کچھ ہے معاد ہے۔ مگر افسوس بہت کم لوگون نے

اس فائدہ کو حاصل کیا چنانچہ خود خدا فرماتا ہے قلیل من عبادی الشکور۔

قولہ ان کی کامیابی سے راہ کھل گئی کہ ان کے دعوے کے بموجب اس دنیا سے پرے بھی ایک عالم ہے اور ضرور ہے اور انسانی ہستی اپنے اعمال کی جواب دہ ہستی ہے اور اس دوسرے عالم مین انسان ضرور تا یا مستحق ثواب ہوگا یا مستوجب عقاب ہوگا۔ اس قاعدہ کے موافق آخری زمانہ مین محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوے۔ آپنے دعوی کیا کہ مین بھی منعم علیہم جماعت کا ایک فرد اور اکمل فرد ہون اور یہ دعا سورہ فاتحہ مین سکھائی گئی ہے آپکی ہر نماز مین فرض کی گئی اس لحاظ سے ازبس ضروری تھا کہ آپ اس دنیا مین اعلی درجہ کے کامیاب ہوتے۔ آپکے احباب لانظیر انعام پاتے اور آپکے اعدا لانظیر آگ کے کندے بنتے۔ اگر یہ نمایان نصرت اور فرقان آپکے اعدا اور احبا مین ظاہر نہوتا تو یہ سورہ فاتحہ نعوذ باللہ رگ وید کی بے اثر اور بے برکت دعاؤن سے زیادہ لطیف نہوتی۔

اقول یہی تو مشکل ہے کہ آپ رسول اللہ اور صحابہ کو مخلوط کرتے آتے ہین۔ حالانکہ دونون دو حقیقتین علیحدہ علیحدہ ہین رسول کی تعلیم جو کچھ ہے وہ اعراض عن الدنیا اور رغبت الی الآخرۃ ہے صحابہ کا طرز عمل بتا رہا ہے کہ اونھون نے ایک منٹ کے لئے بھی آخرت کو نہ سمجھا نہ مانا۔

ہم نہین سمجھتے آپ رسول اللہ کی کامیابی سے کیا مراد لیتے ہین کیونکہ دنیوی کامیابی کو خدا تے آیہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم مین مٹا دیا کہ دنیوی کامیابی شرط حقیقت نہین ہے کیونکہ خدا تو فرماتا ہے محمد تو ایک رسول ہین جنکے پہلے بہت سے پیغمبر گذر چکے کیا اگر وہ مرجائین یا قتل ہون تو تم سب مرتد ہو جاؤگے۔ پس جبکہ خود جناب رسول مستلزم حقیقت دین اسلام نہین ہے تو اون کی کامیابی کیونکر مستلزم حقیقت ہو سکتی ہے۔ اور اگر وہ کامیابی مراد ہے جو لوازم حقیقت سے ہے کہ حق ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے تو مسلم ہے مگر اوس سے آپکو کیا فائدہ اور ہمارا کیا ضرر کیونکہ خود خداوند عالم اسکے بعد فرماتا ہے ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً وسیجزی اللہ الشاکرین یعنی جو مرتد ہو جاے اوس سے خدا کو ضرر نہین پہونچ سکتا اور قریب ہے کہ اللہ جزا دے شاکرین کو۔

پھر اسکے بعد فرماتا ہے ومن یرد ثواب الدنیا نوتہ منہا ومن یرد ثواب الاخرۃ نوتہ منہا وسنجزی الشاکرین۔ یعنی جو ثواب دنیا چاہتا ہے اوسکو دیتے ہین اوس سے۔ اور جو ثواب آخرت

چاہتا ہے اوسکو دیتے ہین اور فریب سے اجر او دین شاکرین کو۔

افسوس جو مقولہ منافقین کا تھا لو کان نبیاً لما قتل ارجعوا الی اخوانکم والی دینکم صفحہ ۲۰۶ جلد ۲ تفسیر کبیر
کہ اگر یہ سچے نبی ہوتے تو قتل نہ کیے جاتے پھر چلو اپنے دین اور بھائیون کی طرف۔ وہی مقولہ آپ دوہرا رہے
ہین "کہ اگر یہ نمایان نصرت اور فرقان انکے اعدا اور احبا مین ظاہر ہوتا تو یہ سورہ فاتحہ نعوذ باللہ رگ
وید کی بے اثر اور بے برکت دعاؤن سے زیادہ لطیف ہوتی"

یہی تو وجہ ہے کہ خدا نے اسلام کو ظاہری شان وشوکت اور قوت واقتدار بھی دیا کہ آپ ایسے منافقین
کسی طرح اسلام مین داخل رہین ورنہ آپ بھی اوسی طرح اسلام سے نکل جاتے جس طرح آپکے وہ صحابہ
نکل گئے تھے جنھون نے سنا تھا کہ آنحضرت نے وفات پائی اور اونھون نے تمنا کی کہ کاش ابوسفیان
تک رسائی ہوتی اور ہم اوسکی بیعت کر لیتے۔

ہم نہین سمجھتے کہ جب آپنے رگ وید آجتک دیکھا بھی نہین تو اوسکی دعا یا دعاوی کا کیون نام لیتے
ہین توراۃ وانجیل وزبور کا کیون نہ نام لیا جسکے مطالب ہمکو فی الجملہ اطلاع ہوگی۔

قولہ اب بتاؤ وہ کون لوگ ہین جنھون نے حضرت نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے اسم بشیر کے نتائج
اور برکات سے حصہ لیا اور وہ کون ہین جن پر اسم نذیر کی تاثیر کی صاعقہ پڑی۔ اس کا یہی جواب
یہی ہے کہ وہ نبیون کے رنگ گروہ یا یون کہو کہ منعم علیہم گروہ حضرت صدیق اور آپکی جماعت ہے

اقول ہم کیا بتائین جب آپ خدا ورسول کے بتائے ہوئے پر ایمان ہی نہین لاتے تو کیا چارہ ہے
آپ تو کہینگے وہی لوٹیرے بدمعاش اسکے مصداق ہین جنھون نے اشاعت اسلام کے بہانے سے
فتوحات کیے اور اپنی ذاتی اغراض کو پورا کیا کہ ہر قسم کی شرارتون اور خیانتون کے مرتکب ہوئے۔
مگر کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ ایسے شیاطین کو اسم بشیر کے نتائج اور برکات کا کچھ حصہ ملا۔
ہائے آپ ناحق نبیون کے گروہ کی تذلیل کر رہے ہین جو ابوبکر کی جماعت کو اون کا ہم رنگ بناتے ہین
کیونکر پھر ہم رنگ گروہ فرعون ونمرود کون ہوگا۔

قولہ اب کسقدر صفائی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ صراط الذین انعمت علیہم پڑھنے والا یہی چاہتا ہے
کہ اوسی صدیقی جماعت مین داخل اور ان کے برکات وانعامات سے متمتع کیا جاوے

اقول اب معلوم ہوا کہ آپ لوگ اسی نیت سے یہ دعا کرتے ہین جس سے وہی اخلاق وہی حالات آپ لوگون کے

ہوتے ہین جو بکری جماعت کے تھے کیونکہ حدیث مین انما الاعمال بالنیات آیا ہے اور خدا نے فرمایا ہے
ومن یرد ثواب الدنیا نؤتہ منہا۔ کہ جو ثواب دنیا چاہتا ہے اوسکو ہم اسی دنیا مین دیتے ہین۔
بخلاف اہل حق کے کہ وہ اون نعمات و برکات کے طالب ہین جو خدا نے محمدؐ و آل محمدؐ کیلئے مخصوص ہے۔
جسکی تصریح حدیث صحیح مسلم مین موجود ہے ص۹ ج۱ سراج وہاج

قال قال رسول اللہ اللہم اجعل رزق آل محمد قوتا وفی روایۃ اللہم ارزق و
فی اخری کفافا کہ خداوندا رزق آل محمدؐ کو بقدر قوت لایموت عطا کر اور دوسری روایت مین بقدر
کفاف ہے۔

عن عائشۃ انہا کانت تقول واللہ یا ابن اختی ان کنا لننظر الی الہلال ثم الہلال
ثم الہلال ثلثۃ اہلۃ فی شہرین وما اوقد فی ابیات رسول اللہ نار۔ یعنی عائشہ
فرماتی ہین کہ اے بھانجے تین تین چاند ہم پر ایسے گذر جاتے تھے کہ رسول اللہ کے گھرون مین آگ نہ
روشن کی جاتی۔

عن عائشۃ زوج النبی قالت لقد مات رسول اللہ وما شبع من خبز و زیت
فی یوم واحد مرتین۔ یعنی عائشہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے انتقال کے وقت تک کبھی بھی دو
روز سیر ہو کر روٹی اور روغن زیت نہ کھایا دوسری روایت مین ہے کہ دو روز بھی جو کی روٹی سیر
ہو کر حضرت نے یا آپکی آل نے سیر ہو کر نہ کھایا۔

پھر کون مسلمان ہے کہ جو تلاوت انعمت علیہم مین یہ خیال نہ کرتا ہو کہ جو انعام خدا نے رسول اور آل
رسول کو دیا وہ تو ہمکو نہ ملے۔ اور جو مال و دولت ناجائز ابوبکر و عمر و یزید کو حاصل ہوا وہ ہمکو ملے شاید
آپ ایسے لوگ اسی نیت سے دعا کرتے ہون تو کرتے ہون۔

قولہ یہ تو بڑی بدقسمتی اور نحوست کی بات ہوگی کہ ایک مسلمان سورۂ فاتحہ پڑھنے والا جب صراط الذین
انعمت علیہم پڑھے اور منعم علیہم کا تصور کرے تو اس کی آنکھ حضرت نوح اور دوسرے نبیون یا موسوی
سلسلہ کے نبیون پر ٹھہر جائے یا وہان سے اترکر خاتم النبیین پر آپڑے اور آگے محمدی سلسلہ کو بے برکت
اور منعم علیہم کے انعامات سے عاری اور مفلس مانے اگر اس کا ایسا اعتقاد ہے تو اس سے زیادہ خدا
اور خاتم النبیین کی بے عزتی کرنے والا اور کون ہوگا۔ اس لئے کہ اسنے صاف اقرار کر دیا کہ اسلام

نے سورۂ فاتحہ محض دھوکا دینے کو سکھائی سا انعام اور برکتین، توسب پہلون پر ختم ہو چکی تھین۔ اور اگر وہ سورہ فاتحہ کے اصلی معنون پر متوجہ اور اس سمجھی اور ہر تاثیر دعا کی حقیقی رمز سے آگاہ ہو تو محمدی سلسلہ مین وہ کونسا منعم علیہ گروہ ہے جسے وہ پیش نظر رکھتا اور اس دعا مین ان کی سی برکات سے بہرہ ور ہونے کی آرزو کرتا ہے۔

اقول یہ سچ ہے کہ انعام خدا کوئی مخصوص سمجھے حضرت نوحؑ اور ابراہیمؑ سے یا صرف جناب رسالتمآب تک محدود سمجھے تو ایسا خیال کرنیوالا فاسق بے دین ہے

مگر وہ بھی انتہا درجہ کا فاسق بلکہ کافر ہے جو انعام سے لذائذ دنیوی کو مراد لے اور وہ سمجھے کہ انعام خدا وہی ہے جو ابوبکر عمر یزید کو حاصل ہوا۔ کیونکہ ایسا خیال کرنیوالا مکذب خدا و رسول ہے جنہوں نے قرآن کی صدہا ہزارہا آیات مین اور لاکھون حدیث مین اس دنیا کی مذمت کی ہے اور اس سے منع فرمایا کہ تم وہ طریق نہ اختیار کرو جو ظالمین و فاسقین کا ہے۔ کیونکہ یہی دنیا وہ ہے جسنے سبکی راہ ماری الا ماشاء اللہ۔

یہی دنیا وہ ہے جسنے عبادت خدا سے روگردان کیا چنانچہ خود خدا فرماتا ہے ان الانسان لیطغی ان راٰہ استغنی یہی وہ دنیا ہے جسنے رسول اللہ کو آوارہ وطن کیا مکہ سے مدینہ نکلوایا۔ یہی دنیا وہ ہے جسنے رسول اللہ کو بے گور و کفن کرایا۔ اگر جناب امیرؑ نہوتے تو دفن بھی نہوتے۔

یہی دنیا وہی ہے جسنے جناب سیدہ کا گھر جلوایا جناب امیرؑ کو شہید کرایا۔ امام حسنؑ کو زہر دلوایا امام حسینؑ کو شہید کرایا پھر کون مرد مسلمان ہے جو اسکے لئے نمازون مین دعا کرتا ہو کہ یہ دنیا ہمکو ہاتھ آئے۔

قولہ مین شیعون سے پوچھتا ہون کہ اگر آپ لوگ سورۂ فاتحہ پڑھتے ہوئے بیخودی مین اسکے اطراف سے گذر نہین جاتے او اسکے معنون مین غواصی کرتے ہین تو محمدی سلسلہ مین کس فریق کو معہود فی الذہن رکھتے ہین۔ کیا ان نامرادی اور ناکامی کی پرحسرت تصویرلئے کو۔ تو پھر اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کے یہ معنی ہوئے کہ تو ہم پر وہی نامرادیان۔ دشمن کا نیبان شکست خوریان۔ تباہیان وطن سے آوارگیان اور اقسام اقسام کی حسرتین نازل فرما جو تو نے ہمارے ائمہ اطہار کے مبارک سلسلہ پر اتارین تعصب اور بیجا جوش اور بات ہے کوئی شخص خدا کیلئے غور کرے اور میری بات کی تہ مین جواب دے کہ کیا معنی اس سورہ شریفہ کے شیعہ مذہب کے موافق ہو سکتے ہین۔ سبحان اللہ عجیب خدا ہے

حق کی تائید مین کیا کیا ثبوت پہلے سے رکھ دیئے ہین۔ اگر کوئی سلیم الفطرت سورۂ فاتحہ ہی مین غور کرے تو بجز صدیقی جماعت مین داخل ہونے اور شیعہ مذہب سے بیزار جان بیزار ہوجانے کے کوئی چارہ نہ دیکھے گا۔

اقول الحمد للہ شیعون سے کوئی ایسا نہین ہے جو یونہی گذر جاتا ہو اور اس آیہ مین غور و تعمق نہ کرتا ہو وہ ہمیشہ یہی دعا کرتا ہے اور یہی تمنا کہ جو نعمتین خدا نے محمدؐ و آل محمدؐ کو دین وہی ہمکو بھی عطا فرما خواہ قتل ہونا ہو یا آوارہ وطن ہونا کیونکہ یہ تو جو کچھ ہو وہ خدا کی راہ مین پھر کون ہے جو اسکے خلاف دعا کرے۔ اور اس سے عدول کرے کیا آپنے رسول اللہ صلعم کی یہ دعا نہین سنی ہے کہ حضرت شہادت کے خواستگار تھے۔ صدہا صحابہ ہین جو اسکے متمنی تھے۔ پھر کون مسلمان ہو کر اس سے عدول کر سکتا ہے۔

جواب تفصیلی یہانتک تو آپکی تقریر کا اجمالی جواب تھا اب ذرہ تفصیل سے سنیئے پہلے اون آیات کو ملاحظہ فرمایئے جنکو خداوند عالم نے قرآن مین مصداق انعمت علیہم فرمایا ہے جسکے بعد آپکو خود بخود معلوم ہو جائیگا کہ بکری جماعت اوس مین کسی طرح نہین داخل ہو سکتی۔

(۱) یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفوا بعهدی اوف بعهدکم وایای فارهبون سورہ بقرہ

اے بنی اسرائیل یاد کرو اوس نعمت کو جو تمپر ہمنے انعام کیا اور وفا کرو ہمارے عہد کے ساتھ کہ ہم بھی ایفائے عہد کرین اور مجھ سے خوف کرو۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہین جو انبیا کو قتل کرتے تھے۔ یا نعمت سے یہی مراد ہے کہ اون کو یہ اقتدار ملا۔

(۲) یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین۔

اے بنی اسرائیل یاد کرو اون نعمتون کو جو تمکو دین اور تمکو فضیلت دی تمام عالم پر کیا اس سے وہی لوگ مراد ہین جو ہزارون قسم کے فواحش اور ظلم کے مرتکب ہوئے۔ یا وہ بنی اسرائیل جنپر انواع و اقسام کا ظلم ہوا۔

(۳) یہی آیہ ع ۱۵ مین بھی ہے۔

(۴) فتبسم ضاحکا من قولها وقال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاه وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین نمل ع ۲

یعنی حضرت سلیمان اوس چیونٹی کے قول سے مسکرانے لگے اور کہا کہ خداوندا مجھے توفیق دے کہ جو احسان مجھپر اور میرے والدین پر کئے ہین اوسکا شکر کرون اور ایسا نیک عمل کرون کہ تو راضی ہو اور داخل کر ہمکو اپنی رحمت سے نیک بندون مین ۔

کیا حضرت سلیمان نے محض حصول سلطنت کو کہا ہی یا نبوت پر شکر خدا بجالائے ہین اور دعا کرتے ہین کہ ہم کو نیک بندون مین داخل کرے

(۵) قال رب بما انعمت علی فلن اکون ظہیرا للمجرمین ۔ فاصبح فی المدینۃ خایفا یترقب قصص

یعنی حضرت موسیٰ نے کہا خداوندا جو نعمت تو نے دی ہے مین آیندہ مجرمونکا مددگار نہونگا اسکے بعد صبح کی شہر مین ڈرتے ہوے کہ دیکھین کیا ہوتا ہے

یہ کلام حضرت موسی اوس وقت کا ہی جبکہ آپنے قبطی کو مارا تھا اور اوسکے بعد خوف زدہ شہر مصر مین رہے اور دوسرے روز مدین کی راہ لی ۔

اب فرمایئے حضرت موسی کو بجز نعمت نبوت کونسی نعمت اسوقت حاصل ہوئی تھی جسپر حضرت موسیٰ نے انعام خدا کا اقرار کیا ہے اور اوسکا شکریہ ادا کیا ہے جبکہ بقول آپکے نعمت اوسکا نام ہی کہ بطرح کا اوسکو تسلط ہو ۔ اور یہان یہ حالت ہی کہ فرعون کا خوف مسلط ہی اور شہر چھوڑ کر مدین بھاگے جاتے ہین ۔

(۶) قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضیہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین ۔

اس آیہ مین خداوند عالم عام انسان کی حالت بیان کرتا ہے کہ جب وہ چالیس برس کا ہوتا ہے اور پوری قوت پاتا ہی تو کہتا ہے خداوندا مجھے توفیق دے کہ مین تیرا شکریہ ادا کرون اون نعمتونپر جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو دی اور ہماری ذریت کو نیک کر مین تیری طرف رجوع کرتا ہون اور مین مسلمین سے ہون ۔

کیا اس حیثیت سے بھی شیعہ اور اوسکے ائمہ منعم علیہم نہین ہین حالانکہ خداوند عالم عام انسان کی حالت بیان کرتا ہے ۔ کیا یہ مقولہ اوسی وقت درست ہو سکتا ہی جبکہ ابوبکر کی طرح سلطنت وخلافت ملے ۔

(۷) ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا ۔ سورہ نسا ۔

اور جسنے اطاعت خدا اور رسول کی تو وہ اون لوگونکے ساتھ مین جنپر خدا نے نعمت دی ہی نبیین اور صدیقین

اور شہدا اور صالحین سے اور وہ لوگ اچھے رفیق ہین۔

کیون صاحب بتایئے منعم علیہم ان مین کون ہین وہی انبیا و مرسلین جو شب و روز قتل ہوتے مصائب و شدائد جھیلتے یا صرف وہ انبیا جنکو سلطنت بھی ملی پھر صدیقین و شہدا کیا ہونگے جو یقینا قتل ہوے کیونکہ اگر قتل نہوتے تو وہ شہید کیون کہلاتے پھر بتایئے اس حلقہ مین کیا ابوبکر آسکتے ہین جو اول درجے کے عاصی خدا اور رسول تھے۔

(۸) اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین من ذریۃ آدم وممن حملنا مع نوح ومن ذریۃ ابراہیم واسرائیل وممن ھدینا واجتبینا اذا تتلی علیہم آیات الرحمان خروا سجدا وبکیا۔ مریم

بعد ذکر حضرت ابراہیم۔ اسحق۔ اسمعیل۔ موسی۔ ہارون۔ ادریس علیہم السلام فرماتا ہے یہی وہ لوگ ہین جنپر انعام کیا خدا نے نبیون سے جو ذریت آدم سے تھے اور اون لوگون سے جنکو نوح کے ساتھ کشتی پر سوار کیا اور ذریۃ ابراہیم واسرائیل سے اور اون لوگون مین سے جنکو ہدایت دی اور برگزیدہ کیا جب خدا کی آیتین اونکے سامنے پڑھی جاتی ہین تو وہ سجدہ مین روتے ہوے گر پڑتے ہین۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان لوگون مین بجز حضرت موسیٰ کسی کو سلطنت ملی اور وہ مصداق انعم اللہ علیہم سے خارج ہین۔ وہ اصول بجز نبوت اور علم کیا تھا جسپر خدا نے اونکو مصداق انعم اللہ علیہم فرمایا۔

یہ چند آیتین ہین قرآن مجید کی جس مین النعمت یا انعم فرمایا اب ان مین غور فرما کر بتایئے خدا نے یہ لفظ اون حضرات کی شان مین فرمایا ہے جو ہر طرح کے ظلم مصیبت۔ تشدد مین مبتلا تھے۔ یا اون لوگون کے حق مین جو مثل ابوبکر۔ عمر۔ یزید حکمران اور صاحب سلطنت ہوگئے۔

ان آیات کے بعد تو اب کسی تحریر کی ضرورت نہتھی کیونکہ بدیہی ہے خدا اون لوگون کو منعم علیہم کہتا ہے جو اوسکے احکام کے تابع اور اخلاق حسنہ کے مروج تھے اگرچہ وہ کیسی ہی شدید ایذا و تکلیف مین ہون نہ اون لوگون کو جو اوسکے احکام سے تو سرکش ہین مگر دنیا کے مالک ہین اور ہر طرح کا اقتدار اونکو حاصل ہے

تعریف نعمت اب تعریف نعمت سنئے تفسیر کبیر مین ہے صفحہ ۲۰ جلد ا

عبارۃ عن المنفعۃ المفعولۃ عن جھۃ الاحسان الی الغیر یعنی جو نفع کی چیز اس غرض سے بنائی جائے کہ بطور احسان غیر کو دیجائے وہ نعمت ہے کیونکہ اگر کوئی چیز ضرر کی بنائی جاوے تو وہ نعمت

نہین کہلائیگی۔ اسی طرح اگر بقصد احسان الی الغیر نہ بنائی جائے تو وہ بھی نعمت نہین ہے مثلاً کوئی مال کسی کو اس غرض سے دے کہ اوس سے نفع حاصل کرکے اوسکو وہ شخص دے تو وہ نعمت نہین کہلائیگی۔

ثم ان النعمۃ علی ثلثۃ اقسام یعنی نعمت کی تین قسم ہے **ایک** وہ جسکا موجد صرف خداوند عالم ہے بلا واسطہ مثل خلق و رزق **دوسرے** وہ کہ بذریعہ غیر ملا ہو اگرچہ خدا ہی اوسکا بھی خالق ہے مگر چونکہ غیر کے ذریعہ سے ملا ہے لہذا ہم اوسکا شکریہ بھی ادا کرتے ہین اگرچہ یہ شکر بھی خدا ہی کی طرف راجع ہے اسی لئے خدا نے فرمایا ان اشکرلی ولوالدیک والی المصیر جسمین خدا نے پہلے اپنی نفس سے شروع کیا تا معلوم ہو انعام خلق بغیر خداوند عالم نا ممکن ہے **تیسری** قسم وہ ہے جو بسبب طاعت ہمکو ملے اگرچہ وہ بھی خدا ہی کی طرف سے ہے کیونکہ اگر وہ توفیق نہ دیتا اور اعذار کو نہ دفع کرتا تو ہم کب ان امور کو بجالاتے جس سے معلوم ہوا کہ درحقیقت کل نعمتین خدا کی طرف سے ہین اسکے بعد لکھتے ہین کہ اول نعمت حیات ہے چنانچہ خود خداوند عالم بھی فرماتا ہے کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم۔

جس سے معلوم ہوا کہ نعمتین خدا کی تمام عالم کو پہونچی ہین خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان چنانچہ امام صاحب نے جتنی باتین اسکی دلیل مین لکھی ہین جس سے معلوم ہوا کہ نعمت خدا کا فر و مسلمان سبکو پہونچی ہے حالانکہ اسپر دلیل لانے کی ضرورت نہ تھی۔ بدیہی ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ دو خدا کے قائل ہون ایک وہ جو مسلمان کو نعمت دیتا ہے دوسرے وہ جو کافرون کو دیتا ہے۔

پس جب تمام عالم کو خدا ہی کی نعمت ملتی ہے خواہ وہ انسان ہو یا حیوان جمادات ہو یا نباتات تو اب دوہی صورت ہے کہ صراط الذین انعمت علیھم مین یہ سب داخل ہین کہ جنپر تو نے انعام کیا ہے اونکی راہ پر ہمکو لے چل تو لازم آتا ہے کہ اس دعا کے یہ مطلب ہون کہ ہمکو راہ کفار پر لے چل کیونکہ وہ بھی یقینی منعم علیھم مین داخل ہین۔ پس اگر ابوبکر ان لوگون مین داخل ہون تو ہمارا کیا ضرر ہے۔ مگر چونکہ بداہت عقل یہ معنی باطل ہے کہ دعا اسکی نہین کیجاتی کہ ہمکو کفار یا حیوانات کی راہ پر لیچل جو نعمات خدا سے متنعم ہین۔

لہذا معلوم ہوا کہ وہ منعم علیھم دوسرے لوگ ہین جنکی راہ پر لیچلنے کی دعا کی جاتی ہے جنکو خدا نے

بہت سی آیتون مین بتادیا جیسا کہ مذکور ہوا یہی وجہ ہے کہ امام رازی لکھتے ہین۔

الفائدۃ الثالثۃ قولہ انعمت علیہم یتناول کل من کان للہ علیہ نعمۃ وھذہ النعمۃ اما ان یکون المراد عنہا نعمۃ الدنیا او نعمۃ الدین ولما بطل الاول ثبت ان المراد فیہ نعمۃ الدین۔ فنقول کل نعمۃ دینیۃ سوا الایمان فھی مشروطۃ بحصول الایمان و اما النعمۃ التی ھی الایمان فیمکن حصولہا خالیاً عن سائر النعمۃ الدینیۃ وھذا یدل علی ان المراد من قولہ انعمت علیہم ھو نعمۃ الایمان فرجع حاصل القول

ص۲۰۳ فی قولہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم انہ طلب لنعمۃ الایمان

یعنی قول خدا انعمت علیھم شامل ہے کل اون لوگون کو جنپر نعمت خدا ہے۔ اور مراد اس نعمت سے یا نعمت دنیا ہے یا نعمت دین ہے۔ اور چونکہ نعمت دنیا کا مراد ہونا باطل ہے تو معلوم ہوا نعمت دین مراد ہے۔ اور جو نعمت دینی ہے بہ استثنا ایمان وہ مشروط ہے حصول ایمان کے ساتھ بخلاف نعمت ایمان کہ وہ خالی ہوکر دوسری نعمتون سے پایا جاسکتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مراد انعمت علیہم سے نعمت ایمان ہے۔ پس حاصل قول یہ ہے کہ اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم مین دعا ہے حصول نعمت ایمان کیلئے کہ خداوندا ہمکو نعمت ایمان عطا فرما۔

اب مولف خلافت راشدہ غور کرین کہ آپنے جو چار صفحے سیاہ کیے اوس سے کیا ملا۔ کیونکہ آپ جانتے ہین ابوبکر کا ایمان ثابت کرنا مسیلمہ کے ایمان ثابت کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

اب تم غور سے اپنی عبارت پڑھ جاؤ اور پھر دیکھو کہ بکری جماعت مین کوئی بھی مومن ہے جسکے لئے کوئی شخص دعا کرسکتا ہے کہ خداوندا ہمکو وہ ایمان عطا فرما جو اس بکری جماعت کو حاصل تھا کیونکہ مناظرہ اور تقریر دوسری چیز ہے۔ مگر خلوص دل سے خدا سے دعا کرنا دوسری چیز وہان تو بھی اسکا خیال ہی نہین ہوتا کہ ہمکو اس جماعت مین ملا۔ وہان تو یہی آواز نکلتی ہے۔

من ودست دواماں آل رسول

قولہ اسکے بعد سوچنا چاہیئے کہ مغضوب علیہم اور ضالین کون لوگ ہین۔ جب یہ ثابت ہوجائے کہ وہ یہود ونصاری ہین تو دیکھنا چاہیئے کہ کن عملون سے وہ اس مکروہ خطاب کے سزاوار ٹھہرے یہ بات بھی بڑی آسانی سے طے ہوجاتی ہے ظاہر ہے کہ یہود نے راست بازون سے بیجا عداوت کی تب انپر خدا کا غضب

اترا اور نصاریٰ نے ایک عاجز النسان سے بیجا محبت کی اور اس کے حق مین نارواغلو اور اطرا کیا تب
وہ سچی راہ سے دور اور ضالین کے نام سے موسوم ہوے - مین افسوس سے کہتا ہون کہ یہود اور
نصاریٰ کی دوہری عادتین شیعون مین موجود ہین - یہ لوگ ایک ہی وقت مین یہودی بھی ہین اور
نصرانی بھی - محمد رسول اللہ ؐ کے ایک لاکھ چوبیس ہزار راست باز خدام سے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار
انبیاء کے مثیل تھے بیجا عداوت کرتے اور یسوع مسیح کی طرح حضرت علی کے حق مین حد سے زیادہ
اطرا کرتے ہین - کاش شیعہ سورۂ فاتحہ کو تدبر سے پڑھین اور خدا کی باتون سے فائدہ اٹھائین -

اقول جب تحقیقات صدر سے معلوم ہو چکا کہ انعمت علیہم سے وہی حضرات انبیاء معصومین و مومنین
کاملین ہین جنمین کسی طرح ابوبکر یا اون کی جماعت والے نہین داخل ہو سکتے - تو اب اسلی ضرورت
یہ بھی کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی تحقیق کیجاے - کیونکہ لقاعدہ تقابل خود معلوم ہو گیا
انکی خلاف لوگ جتنے ہین وہ سب ان جن داخل ہین - مگر اہلسنت نے جہان ہر طرح کی تحریف کی -
وہان یہ بھی مشہور کر دیا کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہین حالانکہ تفسیر کبیر مین ہے صد ۲۳

الفائدۃ الاولی المشہور ان المغضوب علیہم ہو الیہود لقولہ تعٰ من لعنہ اللہ وغضب
علیہم ولا الضالین ہم النصاریٰ لقولہ تعٰ قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا
عن سواء السبیل وقیل ہذا ضعیف لان منکری الصانع والمشرکین اخبث دینا
من الیہود والنصاریٰ فکان الاحتراز عن دینہم اولی بل الاولی ان یحمل المغضوب
علی کل من اخطاء فی الاعتقاد لان اللفظ عام والتقیید خلاف الاصل ویحتمل
ان یقال المغضوب علیہم ہم الکفار والضالون ہم المنافقون وذلک لانہ
تعالی بدء بذکر المومنین والثناء علیہم فی خمس آیات من اول البقرۃ ثم اتبعہ
بذکر الکفار وہو قولہ ان الذین کفروا ثم اتبعہ بذکر المنافقین وہو قولہ ومن الناس
من یقول آمنا فکذا ہہنا بدء بذکر المومنین وہو قولہ انعمت علیہم ثم اتبعہ
بذکر الکفار وہو قولہ غیر المغضوب ثم اتبعہ بذکر المنافقین وہو قولہ ولا الضالین
یعنی مشہور یہ ہے کہ مغضوب علیہم سے مراد یہود ہین کیونکہ خدا نے لعنہ اللہ وغضب علیہم انکی شان
مین فرمایا ہے اور الضالین سے مراد نصاریٰ ہین کیونکہ آیہ قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا انکی

شان مین دوسرے مقام پر کہا گیا ہے کہ یہ قول ضعیف ہی کیونکہ منکرین خدا اور مشرکین بہ نسبت یہود و نصاری زیادہ خبیث ہین تو اونکے دین سے احتراز کی دعا زیادہ مناسب ہے۔ بلکہ اولی یہ ہے کہ مغضوب علیہم سے وہ لوگ مراد لئے جائین جنھون نے خطا کی اعمال ظاہرہ مین اور وہ فساق ہین۔ اور ضالین سے وہ مراد لئے جائین جو اعتقاد مین خاطی ہین۔ کیونکہ لفظ عام ہے۔ اور قید لگانا خلاف اصل ہے۔ اور یہ بھی محتمل ہے کہ مراد مغضوب علیہم سے کفار ہین۔ اور ضالین سے منافقین۔ کیونکہ سورہ بقرہ مین خدا نے ابتدا کی ہے مدح مومنین سے جسکو پانچ آیتون مین بیان کیا۔ پھر کفار کا ذکر کیا۔ اوسکے بعد منافقین کا ذکر کیا۔ اوسی طرح یہان بھی خدا نے پہلے ذکر مومنین کیا ہے انعمت علیہم۔ اوسکے بعد ذکر کفار کیا ہے غیر المغضوب پھر منافقون کا ذکر کیا ہے۔ ولا الضالین سے"۔

اس تحقیقات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپنے جو یہان ذکر یہود و نصاری کیا ہی تو محض یہی غرض دہی کیلئے کہ سب کا خیال ادھر رجوع ہو۔ حالانکہ امام رازی نے بتا دیا کہ کفار و منافقین مراد ہین نہ یہود و نصاری کہ وہ تو پھر بھی اہل کتاب ہین اور اون مین بہت سے مومنین تھے۔ بلکہ کفار و منافقین مراد ہین کہ اون مین کوئی ابھی آجتک مومن نہوا۔

اب بتائیے اس آیہ کی زد کسپر پڑی ابوبکر و اونکی جماعت پر یا دوسرون پر کیونکہ بہ اتفاق فریقین وہ پہلے کافر تھے۔ پھر منافق ہوے۔ فرق اسقدر ہی کہ آپ اونکو کھلم کھلا منافقین نہین کہتے مگر علامات نفاق کو سب اون مین قبول کرتے ہین جیسا کہ حدیث صحیح مسلم مین ہی کہ جناب امیر اونکو کاذب غادر خائن آثم جانتے تھے۔

پھر امام رازی لکھتے ہین الفائدۃ الثالثۃ لما حکم اللہ علیہم بکونہم ضالین امتنع کونہم مومنین والا لزم انقلاب خبر اللہ الصدق کذبا و ذلک محال والمفضی الی المحال محال۔

یعنی جب خدا نے اونکو ضالین کہا تو اب محال ہی کہ وہ لوگ مومن ہون ورنہ لازم آتا ہی کہ خبر صدق خداوند عالم کذب ہو جائے اور یہ محال ہی اور جو امر موجب محال ہے وہ بھی محال ہی۔

پھر بتائیے ابوبکر یا اون کی جماعت کیونکر مومن ہو سکتی ہے کیونکہ صدہا آیات مین خدا نے اونکو

منافق اور ظالم کہا ہے۔

پھر لکھتے ہین الفائدۃ الثالثۃ قولہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یدل علی ان احدا من الملئکۃ والانبیاء علیہم السلام ما اقدم علی عمل یخالف قول الذین انعم اللہ علیہم ولا علی اعتقاد یخالف اعتقاد الذین انعم اللہ علیہم لانہ لو صدر عنہ ذلک لکان قد ضل عن الحق لقولہ تعالیٰ فماذا بعد الحق الا الضلال ولو کانوا ضالین لما جاز الاقتداء بہم ولا الاھتداء بطریقہم ولکانوا خارجین عن قولہ انعمت علیہم ولما کان ذلک باطلا علمنا بہذہ الایۃ عصمۃ الانبیاء والملئکۃ علیہم السلام۔

یعنی قول خدا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین دلالت کرتا ہے اسپر کہ کسی نے ملئکہ اور انبیا سے کبھی ایسے عمل پر اقدام نہین کیا جو مخالف ہو عمل اون لوگون کے جو انعم اللہ علیہم مین داخل ہین۔ نہ ایسے اعتقاد پر جو اونکے اعتقادات کے خلاف ہو کیونکہ اگر ایسا کوئی عمل یا اعتقاد اون سے سرزد ہوتا تو وہ گمراہ ہوتے کیونکہ خدا فرماتا ہے فماذا بعد الحق الا الضلال اور اگر وہ گمراہ ہوتے تو اون کا اقتدا اور اونکے طریق سے اہتدا ناجائز ہوتا اور انعمت علیہم سے خارج ہو جاتے اور جبکہ یہ باطل ہے تو معلوم ہوا کہ انبیا اور ملئکہ معصوم ہین۔

پس اسی تقریر سے ابوبکر وغیرہ انعمت علیہم سے خارج ہوئے اور مغضوب علیہم اور ضالین مین داخل ہوئے کیونکہ بہ اتفاق فریقین بلکہ باتفاق تمام عالم وہ معصوم نہ تھے عصمت سے خارج تھے۔ تو وہ انعمت علیہم مین نہ داخل ہوسے اور نہ اونکا اقتدا و اہتدا جائز ہے۔ اور جونکہ بنص قران فماذا بعد الحق الا الضلال راہ دو ہی ہے یا حق۔ یا ضلالت تو اب بجز اسکے چارہ نہین کہ ابوبکر کو ضالین مین داخل سمجھئے۔ کیونکہ اگر وہ انعمت علیہم مین داخل ہونگے تو لازم آتا ہے کہ جناب رسالتمآب بھی اسکی دعا کرتے ہون کہ ہمکو ابوبکر کی راہ دکھا جو محال ہے۔

اور چونکہ اونکا کفر سابق یقینی ہے جسمین کسی شخص کو بھی انکار نہین ہو سکتا لہذا وہ کسی طرح منعم علیہم مین داخل نہین ہو سکتے کیونکہ اونکا اعتقاد اور انکا عمل سابق یقینا ضلال تھا۔

اب مولف خلافت راشدہ کو مناسب ہے کہ وہ غور کرے کہ وہ کیا کہتا ہے کیونکہ یہ سب اوس کی

تقریر پر لازم ہے اور بجز اسکے چارہ نہین کہ ابوبکر کی جماعت کو ضالین و مغضوب علیہم مین داخل کرے جس سے پناہ مانگنے کی دعا سبکو کرنی چاہیئے۔

رہا یہ کہ یہود و نصاری کیون مورد غضب ہوئے تو ظاہر ہے کہ یہود ہون یا نصاری کفار ہون یا منافقین سب اسی وجہ سے مورد غضب الٰہی ہوئے کہ احکام الٰہی کی مخالفت کی رسول کی تکذیب کی اسمین کفار و منافقین مساوی ہین اور ظاہر ہے کہ ابوبکر کا درجہ اس بارمین سب سے بڑھا ہوا ہے کسی طرح کم نہین۔ پھر اونکو چھوڑ کر کیا ضرورت ہے کہ ہم آگے قدم بڑھائین۔

آپ شیعون کی عداوت مین کیون جہنم کے کندہ ہو رہے ہین کیونکہ اونکا تو کوئی دعوی ایسا نہین ہے جو قرآن سے اور آپکی صحاح ستہ سے ثابت نہو پھر وہ یہود و نصاری کی تمثیل مین کیونکر آسکتے ہین جبکہ آپکی کل کتابین پکار کر کہہ رہی ہین کہ ابوبکر نے عمر نے اسی وجہ سے اسلام ظاہری قبول کیا کہ اونکو یہودیون نے بتا دیا تھا کہ تمکو خلافت ملیگی عمر تو شب و روز یہودیون کی صحبت مین رہا کرتے اونکی توراۃ سنا کرتے اوسکو لکھکر لایا کرتے اور رسول اللہ صلعم کو سناتے جسپر حضرت کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو جاتا اور آپ ان لوگون کی گمراہی اور ضلالت کو ثابت کرتے۔

شیعہ تو صرف اونھین لوگون پر جان دیتے ہین جو خدا اور رسول کے احکام کے تابع تھے اگرچہ وہ دنیا کے کیسے ہی مصائب مین مبتلا ہون۔ بخلاف آپلوگون کے کہ آپ اونکو اپنا مقتدا اور پیشوا بنائے ہین جو حکمران اور سلطنت فرما ہوئے پھر کیونکر راہ حق آپکو ملسکتی ہے جبکہ آپ نمازون مین بھی دعا کرتے ہین کہ ہمکو ابوبکر کی راہ دکھا۔ اور حضرت علی و اہلبیت طاہرین کی راہ نہ دکھا کیونکہ وہ تو مغضوب علیہم۔ اور ضالین ہین۔

افسوس اس شخص کو یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ جناب ائمہ اور اہلبیت طاہرین تو کم سے کم اوسکے عقیدہ کے مطابق بھی رسول کے جان نثار اور فدائی تھے پھر اون سے عدول کر کے وہ جہنم مین نہ جائیگا تو کہان جائیگا۔

اگر بعض افراد کے افراط و تفریط سے دوسرا فرقہ ملزم ہو سکتا ہی تو پھر نہ معلوم آپ کیون نہ ملزم ہونگے۔ کیونکہ اگر عمر کیلئے دعوی نبوت بصورت شرطیہ کیا ہی تو مرید کو تو بصورت حملیہ کیا کہ وہ نبی تھا اور رسول تھا

کاش اہلسنت عموماً اور فرقہ مرزائی ایک دفعہ بھی سورہ فاتحہ پر بھی غور کرتا تو اوسکو معلوم ہوجاتا دنیا مین بجز مذہب شیعہ کوئی مذہب حق نہین ہے جو ایک منٹ کیلئے بھی حکم خدا اور رسول سے علیحدہ نہین ہوتا مگر افسوس دنیا اور زینت دنیا نے انسان کی آنکھون پر پردہ ڈالا ہے کہ مصداق فمالھولاء القوم لایکادون یفقھون حدیثاً ہو رہے ہین ۔

بحث نبوت مرزا غلام احمد قادیانی

قال یہ میری کتاب ناتمام اور ہیچ ہوگی اگر مین اس حجت باہرہ کا ذکر نہ کرون جسے خدا ے قدوس نے اس مذہب کی تصدیق و تائید کیلئے بھیجا ہے جسپر[1] حضرت صدیق اور آپکی جماعت چلتی رہی ۔ وہ حجت وجود پاک ہے حضرت خلیفۃ اللہ المسیح المہدی والامام المنتظر کا جسے حق تعالی نے غیبت کبری یعنی صدیون کے بعد مبعوث فرمایا[2] ۔ یہ عجیب بات ہے کہ اہل سنت مین بھی یہی بات تسلیم کی گئی کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تین سو برس تک وہ سچی برکتین اور خیرات قائم رہین جو حضور رسول کریم کے ساتھ دنیا مین آئی تھین اور صلاح اور تقوی اور امور دین کی بجا آوری کا بازار گرم رہا وہ اسپر گواہ لاتے ہین خیر القرون والی حدیث کو اور درحقیقت بات بھی اسی طرح ہے[3] ۔ شیطان کا بڑا تسلط اور ناپاک فتنون اور بری بدعتون اور متفرق مذہبون اور مشربون کا ظہور چوتھی صدی سے شروع ہوا اور تیرہوین کے آخر تک اپنے کمال کو پہونچ گیا[4] ۔ تمام اسلامی تاریخین ظاہر کرتی ہین کہ عقائد اور عملیات مین تفرق اور فساد چوتھی صدی مین شروع ہوا ہے[5] ۔ شیعون مین بھی یہ بات عقیدہ حقہ کی طرح مانی گئی ہے کہ تیسری صدی کے اواخر مین برکات اور خیرات کم ہوگئین[6] ۔ اور اس باریک راز کو اس پیرایہ مین ظاہر کیا گیا ہے کہ آخری امام سرمن راے کی غار مین پوشیدہ ہوگیا اسی امام کو شیعہ حضرت قائم علیہ السلام اور خلیفۃ اللہ اور حجت اللہ اور مہدی اور امام منتظر علیہ السلام کہتے ہین اور رات دن اس کی تفریج کروب اور تنفیس ہموم کیلئے دعائین مانگتے ہین ۔ ان ایام فترت کو غیبت کبری کہتے اور اس غیبت کے ثبوت کیلئے بہت سی روایتین ائمہ سے نقل کرتے اور تمام انبیا کی نسبت ایسی غیبت کے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہین ۔ (۷)

اقول الحمد للہ کہ اس عبارت سے معلوم ہوگیا کہ جو تحقیقات آپکی خلفاے ثلثہ کی نسبت تھی وہ تمام

ہوئی اب مرزا قادیانی کی گیت شروع کی ۔ مگر چونکہ یہ بحث ہماری بحث سے خارج ہے لہذا کچھ لکھنے کی ضرورت نہ تھی ۔ کیونکہ تمامی اہل اسلام نے انکے دعاوی باطلہ کیا خاک مین ملایا ہے کہ مرزائی جماعت مین اگر کوئی باغیرت ہوگا تو سر نہ اوٹھائیگا ۔ مگر تبرعا اس تحریر کا بھی مختصر جواب عرض ہے نمبر دیکھتے جائیے ۔ لیکن یہ ملحوظ رہے کہ ہماری تحریر یہان ضمنی ہے ۔

(۱) اگر وجود موذا سے جماعت صدیقی کی تصدیق ہوتی ہے تو کم سے کم پیروان جماعت صدیقی سے اسکی تصدیق ضروری ہے ۔ پس اگر اہلسنت سے کوئی بھی اسکا اقرار کرے ۔ تو ہم بھی مان سکتے ہین کہ یہ مصدق جماعت بکری سے تھے کیونکہ الکفر ملۃ واحدہ ۔

(۲) آپکا یہ اشارہ اس طرف ہے کہ اہلسنت کے یہان حدیث مین ہے خدا ہر صدی پر ایک مجدد دین پیدا کرتا ہے ۔ مگر افسوس آپ مر گئے ورنہ معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب کا اب مجدد ہونے کا نہین ہے بلکہ وہ اسکے مدعی ہین کہ خدا نے آنحضرت کو دنیا کے پانچوین ہزار پر نبی بنایا تھا ۔ اور ہمکو ساتوین ہزار کے سرے پر نبی بنایا ملاحظہ ہو تشحیذ الاذہان ص۳ جلد ۱ ۔

پس آپنے جو صدیون کا لفظ لکھا ہے تو اس بنیاد کہ آپکے زمانہ مین وہ صرف مجدد دین ہونے کے مدعی ہوے اوس سے ترقی کرتے کرتے اب دعوی رسالت پر فائز ہوے ۔ مگر افسوس عمر نے وفا نہ کی ورنہ مثل فرعون انا ربکم الاعلی کا بھی دعوی کرتے ۔

(۳) اہلسنت کا دعوی بھی آپکی طرح ہر وقت گرگٹ کا رنگ بدلا کرتا ہے ۔ پہلے تو یہی دعوی تھا کہ تین قرن تک خیر و برکت کا زمانہ تھا ۔ مگر اب تو شاہ ولی اللہ نے اوسکو تیس برس کر دیا یعنی وفات عثمان پر اوسکا خاتمہ ہوگیا جسکی تحقیقات کتاب مستطاب تنقید بخاری حصہ سوم مین قابل دید ہے ۔

(۴) محض غلط کیونکہ جو ظلم و ستم وفات رسول اللہ کے بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام تک ہوا جو ۶۱ھ کا واقعہ ہے ویسا تو نہ پہلے کبھی ہوا نہ بعد لہذا اوسکو چھوڑ کر تیسری چوتھی صدی پر آنا کمال سفاہت کی دلیل ہے ۔

(۵) یہ بھی محض غلط ہے سبکی ابتدا وفات رسول کے بعد ہی سے ہوئی فوراً ملاحظہ فرمایئے ملل و نحل شہرستانی ۔ الفصل ۔ صحاح ستہ وغیرہ ۔

(۶) کمین عقائد شیعہ مین اسکا وجود نہین وہ تو شب و روز اللّٰہم العن اول ظالم ظلم حق محمد و آل محمد

پڑھتے ہین جسکو سب جانتے ہین کہ اسکی ابتدا ابوبکر سے ہوئی ۔

(۷) غیبت و وجود جناب صاحب العصرؑ کے بارہ مین صدہا حدیثین رسول اللہؐ سے منقول ہین جو قبل از ولادت آن حضرت کے ہین اور شیعون کا دعا کرنا حضرت کے ظہور کے لئے ویسا ہی ہے کہ ساری انبیا آنحضرت کے ظہور کیلئے دعا کرتے اور آپکے تشریف آوری کی بشارۃ توراۃ انجیل مین دیتے ۔

قال ایک محقق بڑی آسانی سے ان دونون قومون کے مسلمات سے ایک سچے اور پکے نتیجہ پر پہونچ جاتا ہے اور اس بات پر یقین کرنیکے لئے کافی وجوہ پاتا ہی کہ امام منتظر کا مسئلہ ایسا مسلمہ ہی جو ضروری ہے کہ اس کی انبیا و حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی اور اکابر دین اور ائمہ ہدی اس کی نسبت وصیت کرتے اور خبر دیتے رہے اور پھر عادتًا حواشی اور عوارض نے ایک بات کو افسانہ کی شکل و صورت دیدی اور غیبت کو یعنی اس امر کو کہ وہ ایک وقت تک قوم کی نگاہ سے مخفی اور غیر معروف رہیگا یہ لباس پہنا دیا کہ وہ اتنی صدیون تک غار مین چھپا رہیگا ۔

اقول بیشک یہ مسلم امر ہی کہ امام منتظر کا مسئلہ ضروری دین ہی جسکا منکر کافر ہے اور یہ امر فریقین مین ثابت ہی مگر یہ بالکل غلط ہے کہ کوئی شیعہ اسکا قائل ہو کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اتنی مدت تک غار مین بیٹھے ہوے ہین جسکا آجتک کوئی مدعی نہوا ۔

بلکہ باتفاق فریقین یہ امر ثابت ہی کہ حضرت کی غیبت غار سرمن رای سے شروع ہوئی نہ یہ کہ اوسمین آپ بیٹھے ہوے ہین دور کیون جائیے صرف صواعق محرقہ دیکھ لیجئے صفحہ ۱۲۴

ابو القاسم محمد الحجۃ وعمرہ عند وفاۃ ابیہ خمس سنین لکن اتاہ اللہ فیہا الحکمۃ ویسمی القائم المنتظر قیل لانہ ستر بالمدینۃ وغاب فلم یعرف این ذھب ۔

یعنی حضرت حجۃ اللہ وقت وفات اپنے پدر بزرگوار کے پانچ سال کے تھے مگر خدا نے اوسی زمانہ مین اونکو علم و حکمت عطا کیا تھا اور اونکو قائم منتظر اس وجہ سے کہتے ہین کہ وہ مدینہ مین چھپے رہے اور غائب ہوے پھر یہ نہ معلوم ہوا وہ کہان گئے ۔

پھر اس قول مین اگر آپنے افترا نہین کیا تو کیا ہے جو فرماتے ہین شیعہ یہ سمجھتے ہین کہ وہ اتنی صدیون تک غار مین چھپے رہے ۔

قولہ یہ نہایت سچی بات ہی کہ غیبت ہر ایک مامور اور مرسل کے حصہ مین آئی ہے اور وہ اس طرح واقع

ہوئی کہ وہ ایک گمنامی کی حالت مین رہ کر اور کچھ عرصہ تک دنیا کے فرزندون سے کذاب مفتری اور دوکاندار کہلا کر آخر کار خدا کی نصرتون اور تائیدون کے مورد ہوئے پھر یکدفعہ بہت سے سعید ان کی طرف رجوع لائے اور زمین ان کی گواہی کیلئے بول اوٹھی اور آسمان سے آوازین آنی شروع ہوئین کہ یہ خدا کے سچے مہدی اور خلیفہ ہین۔

اقول مگر افسوس یہ بات اتنی غلط ہے جسکی کوئی حد نہین کیونکہ کسی مامور یا مرسل کو اس قسم کی غیبت نہین ہوئی کہ وہ ابتدائے دعوت مین یا کسی زمانہ مین اس معنی سے غائب ہوا کہ آپ گمنامی سے تعبیر کرین۔ بلکہ جس مامور یا مرسل کو کبھی غیبت ہوئی تو اسی طرح کہ وہ نظرون سے پوشیدہ ہوے لوگون سے چھپ گئے کیونکہ اس نئی دعوی کا فطری تقاضا ہے کہ وہ مشہور و معروف ہو ہر شخص اوس سے دشمنی کرنے اور عداوت کرنے پر آمادہ ہوتا ہی پھر وہ گمنام کیونکر رہ سکتا ہے۔

حضرت خضر۔ الیاس۔ ادریس۔ عیسیٰ کے نسبت مسلمانون کا دعوی ہی کہ وہ غائب ہوے۔ مگر اس معنی سے کوئی بھی نہین قائل ہے کہ وہ کسی زمانہ مین بھی گمنامی کی حالت مین رہے ہون بلکہ یہ کہ باوصف حیات وہ نظرون سے غائب ہین۔

آپ خود لکھتے ہین "کچھ عرصہ تک دنیا کے فرزندون سے کذاب مفتری اور دوکاندار کہلا کر آخر کار خدا کی نصرتون اور تائیدون کے مورد ہوئے"

جس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ کس گمنامی کی حالت مین نہین رہے۔ بلکہ جاہلون مین بدنام رہے پھر اونکو گمنام کیونکر کہہ سکتے ہین۔ اور یہ حالت تو سب پر طاری ہوئی۔ پھر تخصیص کی کیا وجہ ہے کہ بعض کو غیبت ہوئی نہ کل کو۔ اور حضرت خضر و الیاس و ادریس و عیسیٰ تو بعد کمال شہرت مخفی یا غائب ہوئے۔ پھر یہ تعریف اونپر کیونکر صادق ہو سکتی ہے۔

ہان یہ صحیح ہے کہ ایکدفعہ بہت سے سعید انکی طرف رجوع لائے" مگر یہ بالکل غلط ہی کہ زمین اونکی گواہی کیلئے بول اوٹھی اور آسمان سے آوازین آنی شروع ہوئین کہ یہ خدا کے سچے مہدی اور خلیفہ ہین"

کیونکہ زمین کے بولنے اور آسمان سے آواز آنے سے اگر معنی حقیقی مراد ہے تو یہ بات ابتدا ہوتی ہے نہ آخر مین چنانچہ آپنے صدہا ہزارہا روایات مین دیکھا ہوگا کہ جب آنحضرت مبعوث برسالت ہوئے تو اوس وقت جدہر سے آپکا گذر ہوتا السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ کی آواز

آتی تھی نہ آخر زمانہ مین جسکی وجہ بھی آپ سمجھ سکتے ہین کہ قبل نبوت جو پردہ پڑا تھا وہ اوٹھا دیا گیا اب چشم حقیقت مین وا ہوئی جس سے ضرور تھا کہ وہ اس قسم کی آواز اس قسم کے مشاہدے کانون سے اور آنکھون سے دیکھے تاکہ اوسکے نفس کو پورا اطمینان ہو اور ان حالات سے مانوس ہو بخلاف اسکے جب وہ درجہ تکمیل تک پہونچ جاتا ہی تو اسکی ضرورت نہین رہتی بلکہ ہمہ وقت شاہد و منکشف ہے۔

اور اگر معنی مجازی آپنے مراد لیا ہے کہ اوسکے فتوحات اوسکے غلبہ و اقتدار سے زمین بول اوٹھتی ہو آسمان سے آوازین آنے لگتی ہین۔ تو الحمد للہ آپکے مرزا اس سے محروم گئے کیونکہ نہ انکو فتوحات ہوے نہ کسی قسم کا غلبہ و اقتدار ہوا جو کہا جائے کہ زمین آسمان نے گواہی دی۔

دیکھئے حج الکرامہ مولوی صدیق حسن خان مین ہے۔

وازانجملہ آنکہ ندا کند منادی از آسمان بنام مہدی و بشنود آنرا ہر کس کہ در مشرق است و ہر کہ در مغرب تا آنکہ باقی نماند نائم مگر آنکہ بیدار شود و نہ قائم مگر آنکہ بنشیند و نہ قاعد مگر آنکہ قائم شود بر ہر دو پاے خود و این آواز غیر آن آواز است کہ بعد ظہور مہدی شود۔ ص ۳۴۵

جس سے معلوم ہوا آسمان کا آواز دینا قبل از ظہور ہے نہ جیسا کہ آپنے لکھا کیونکہ بعد کی تو آواز ہی دوسری ہے پھر فرمایئے یہ علامت آپکے مرزا مین پوری ہوئی۔

قولہ یہ بات بڑی توجہ کے قابل ہو کہ شیعون مین مسئلہ غیبت پر بڑا زور دیا گیا ہے اور اسے مدار ایمان و نجات ٹھہرایا گیا ہے چنانچہ بابویہ قمی کی کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ کا موضوع یہی ہو اور اس مین ایسی بہت حدیثین لکھی گئی ہین جو ایک بے صبر اور غیبت پر ایمان نہ لانے والے کو بے ایمان قرار دیتے ہین۔

اقول بیشک یہ امر ضروری دین ہے۔ پھر کیون نہ زور دیا جائے اور اون احادیث کی صحت مین کسکو کلام ہوسکتا ہے جو رسول اللہ یا ائمہ معصومین سے منقول ہو کہ ہر خبر کا اوسکے صادق اور مطابق واقع ہونا ضروری ہے ورنہ پھر وہ مخبر صادق کی خبر نہو گی لہذا آپکو اچھی طرح سمجھکر قدم رکھنا چاہیئے۔

قولہ غرض ایک طرف سنی مہدی اور مسیح کے منتظر دوسری طرف شیعہ ایک آخری اور صاحب

جلال امام کے منتظر۔ ان دونون قومون کے اس اتفاق سے جو باوجود سخت باہمی اختلاف کے ایک بات پر ہوگیا ہے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ اس بات کی اصل ہے اور وہ یہی ہے کہ مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسّلام نے آخری زمانہ مین ایک عظیم الشان امام کی ضرور خبر دی۔ لیکن ان سب باتون کے علاوہ ایک اور زبردست بات ہے جو سنیون اور شیعون مین مشترک ہے اور وہ ایسی قوی حجت ہے کہ ایک سفیہ اور سفلہ کے سوا کوئی اس کے قبول کرنے سے انکار نہین کر سکتا وہ ہے اس قائم اور منتظر مہدی علیہ السّلام کے وقت مین کسوف وخسوف کا ہونا۔

اقول وفقک اللہ بالخیر جب آپنے مان لیا کہ یہ ایسا مہتم بالشان مسئلہ ہے کہ شیعہ سنی باہزاران اختلاف اون مین متفق ہین تو یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ اسکے علامات اور نشانیان بھی کیسی ظاہر اور ہویدا ہونگی کیونکہ آپ جانتے ہین جو وعدے استخلاف وتمکن فی الدین اور ظہور اسلام کے خدا نے رسول سے کئے ہین۔ اون سب کے پورا ہونے کا یہی وقت ہے۔ اور جب خود رسول اللہ کیلئے یہ اہتمام کیا گیا کہ ہر نبی نے آپکی بشارت دی اور خبر دی جس سے کل اہل کتاب کو یقین کلی اس بات کا حاصل تھا۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے رسول نے حضرت کے ظہور موفور السرور کو مخفی طور پر بتایا ہو یہی وجہ ہے کہ باوصفیکہ اہلسنت ابتدائے خلقت سے دشمن اہلبیت ہین مگر یہان آنکو اونکو بھی ماننا پڑا کہ حضرت مہدی نسل جناب رسالتمآبؐ سے ہونگے چنانچہ نواب صدیق حسن خان حجج الکرامہ مین لکھتے ہین اما نسب مہدی نسب وی از اہلبیت نبوی صلعم است صفحہ ۲۵۔

قولہ روایتون سے انکار کرنا آسان ہوتا ہے مگر جو روایت پیشگوئی پر مشتمل ہو اور پیشگوئی اپنے مفہوم کے مطابق واقع بھی ہو جائے اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ دار قطنی مین جو اہل سنت کے مجموعہ صحاح ستہ مین سے ایک کتاب ہے بڑی قوت اور جوش سے روایت کیا گیا ہے کہ ہمارے مہدی موعود کیلئے دو بڑے نشان ہین یعنی ماہ رمضان مین کسوف وخسوف کا ہونا اگرچہ یہ نشان خدا کے فضل سے پورے ہو کر ایک مدعی کے صدق دعوی کے دو عادل گواہ ٹھہر گئے مگر افسوس بہت سے بدقسمت سنیون نے ان خدا کے نشانون کو پاؤن کے نیچے کچل ڈالا اور ان کی تکذیب مین وہ باتین کین جو یہود کی گستاخیون کو یاد دلاتی تھین۔

اقول ہم پہلے لکھ چکے ہین یہ بحث ہمارے اصل موضوع سے خارج ہے صرف ضمنی طور پر جواب

دیتے ہین نہ تفصیلی طور پر لہذا آپکو معلوم رہے اہلسنت نے ہزارہا جواب آپکے اور آپکے مرزا کے دعاوی باطلہ کا دیا ہے مگر مختصراً ہم بھی عرض پرداز ہین کہ جن اہلسنت نے اس کسوف وخسوف سے کسی طرح عبرت نہ لی اور آپکے مرزا کو نہ مانا اوسکی وجہ ظاہر ہے کہ یہ علامت قبل ظہور مہدی کی ہے ۔ اور آپ مدعی ہین کہ مرزا صاحب کے زمانے مین یہ علامت پائی گئی ۔ لہذا معلوم ہوا کہ وہ مہدی نہ تھے کیونکہ یہ علامت تو قبل ظہور مہدی کی ہے اور وہ بھی چند شرائط کے ساتھ حجج الکرامۃ مین ہے ۔

ازانجملہ کسوف قمر در اول شب از رمضان وخسوف شمس در نیمہ رمضان است علی بن عبداللہ بن عباس گفتہ بیرون نیاید مہدی تا آنکہ ظاہر نشود از آفتاب علامتی ۔ اخرجہ نعیم بن حماد وابوالحسن الحربی فی الجزئیات واخرج مثلہ الحافظ ابوبکر بن احمد بن الحسن وابن حماد ایضاً عن کثیر بن مرہ الحضرمی والبیہقی ایضاً ومحمد بن علی گفتہ مہدی را دو آیت است کہ نبودہ است از روزیکہ آسمانہا و زمین آفریدہ کسوف گیرد ماہتاب در شب اول از رمضان وآفتاب در نصف رمضان واجتماع این ہر دو کسوف در ماہی گاہے نبودہ صفحہ ۳۴۴

جس سے معلوم ہوا کہ یہ کسوف وخسوف بطور خرق عادت ہوگا ۔ پہلی رمضان کو ماہتاب اور ۱۵ رمضان کو آفتاب کیونکہ عام قاعدہ یہی ہے ماہتاب کا گہن جب ہوگا تو ۱۳ یا ۱۴ یا ۱۵ کو جو ایام تشریق کہلاتے ہین اور آفتاب کا گہن جب لگا تو ۲۷ یا ۲۸ یا ۲۹ کو ۔ پس اس گہن کا اعتبار نہین ہے بلکہ خلاف عادت گہن جو یکم اور ۱۵ کو اوسکا حساب ہے ۔

اور ظاہر ہے کہ جو امر بہ اعجاز یا کرامت ہوتا ہے وہ خلاف عادت مستمرہ ہوتا ہے جب ہی تو وہ آیت سمجھی جاتی ہے ۔ پس چونکہ یہ چاند اور سورج کبھی اوس قاعدہ سے ہوا تھا جو روزمرہ جاری ساری ہے اسلیے اہلسنت نے اسکا کچھ اعتبار نہ کیا ورنہ اگر اوسکے مطابق ہوتا تو پھر مجال انکار تھا

قولہ مگر عجیب بات یہ ہے کہ شیعون نے بھی جو سب سے زیادہ حضرت قائم الزمان امام منتظر کیلیے آنکھین سفید کر رہے تھے اور رات دن ان کے خروج کیلیے وظیفے پڑھتے اور دعائین مانگتے تھے اور انتظار غیبت کو جزو ایمان سمجھتے تھے ان نشانون سے فائدہ نہ اوٹھایا اور اس بات سے اس طرح سے اعراض کیا کہ گویا انھین اس سے کوئی تعلق ہی نہین ۔ اور گویا کسوف و خسوف کے نشان مہدی کو سنیون ہی سے تعلق ہے ۔

اقول آپکے تعجب کی کوئی بات نہین ہے کیونکہ انکو تو شیطان نے روز الست سے مستثنی کردیا ہے چنانچہ قرآن مجید مین ہے قال رب بما اغویتنی لاذینن لھم فی الارض ولاغوینہم اجمعین ۔ الا عبادک المخلصین قال ھذا صراط علی مستقیم ان عبادی لیس لک علیہم سلطان مبین الا من اتبعک من الغاوین ۔

یعنی کہا شیطان نے کہ خدایا چونکہ تونے مجھے گمراہ کیا ہے لہذا مین بھی اون لوگون کو زمین مین زینت دونگا اور سکو گمراہ کردونگا مگر تیرے خالص بندون کو خدا نے فرمایا کہ یہ صراط علی کی سیدھی ہے ضرور تجھے میری بندونپر کوئی اختیار نہین ہے مگر جو تیری متابعت کرین گمراہون سے ۔

جس سے معلوم ہوا کہ شیعونپر تو کسی طرح سے بھی شیطان کا قابو نہین چل سکتا پھر مرزا صاحب کا جادو اون پر کیا چل سکتا ہے ۔ وہ تو کبھی روے زمین پر کسی کو امام مہدی مان ہی نہین سکتے بجز حجۃ اللہ الموعود کے جو فرزند جناب امام حسن عسکری علیہ السلام ہین ۔

غرض سنی ۔ شیعہ دونون نے اس چاند گہن اور سورج گہن کو معمولی گہن سمجھا کیونکہ وہ اس قاعدہ کے مطابق نہ تھا جسکی پیشگوئی فریقین ہین ہے

قولہ اور میرا گمان ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شیعہ ممکن ہے کہ اس عظیم الشان پیشگوئی سے بے خبر ہون اور اس لئے اس پیشگوئی کو آج مین کتاب اکمال الدین واتمام النعمہ سے نقل کرتا ہون اور دیکھتا ہون کہ حضرت منتظر علیہ السلام کے سچے منتظر اب کیا کرتے ہین اور کس صدق اور شرح صدر سے کسوف وخسوف کے نشان کے موافق ظاہر ہو جانے والے کو قبول کرتے ہین ۔ از بسکہ غیبت ایک جانکاہ چیز تھی اور ضروری تھا کہ مخبر صادق اس کیلئے کوئی غایت اور علامت اختتام مقرر کرتا لہذا معلوم ہوتا ہے کہ اس رحیم کریم نے دو جلی نشان خسوف کسوف کے اس کیلئے مقرر کردیئے چنانچہ کتاب مذکور مین لکھا ہے عن ابی جعفر علیہ السلام قال آیتان بین یدی ہذا الامر خسوف القمر لخمس وکسوف الشمس لخمسۃ عشر لم یکن منذ ہبط آدم علیہ السلام الی الارض الخ ۔ اور دوسری روایت عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال تنکسف الشمس لخمس مضین من شہر رمضان قبل قیام القائم علیہ السلام ۔

اقول آپکا سب ہی گمان ہے والظن لا یغنی من الحق شیئا ۔ گمان سے کبھی امر

حق حاصل نہین ہوسکتا کیونکہ پنجاب ہندوستان۔ ایران۔ روم کہین کے شیعہ بھی اس روایت سے جاہل یا غافل نہین وہ سب جانتے ہین یہ کسوف وخسوف بطور خرق عادت ایک وقت معین پر ہوگا اور قبل ازظہور مہدی لہذا نہ سنی نے اس گہن کو کوئی چیز سمجھا نہ شیعہ نے۔

آپ خود شیعون کی روایت لکھتے ہین کہ یہ چاند گہن پانچوین رمضان کو ہوگا اور سورج گہن ۱۵ کو اور قبل ازظہور مہدی علیہ السّلام ہوگا۔ پھر اس سے آپکے مرزا کو کوئی مہدی مان سکتا ہے۔ جبکہ اونکے زمانہ مین اس پیشگوئی کے خلاف حسب معمول روزمرہ واقع ہوا۔

قولہ اب مین نہین سمجھتا کہ شیعون کے پاس کیا عذر باقی رہ گیا ہے اور وہ کیون اس شخص کو قبول نکرین جس نے مسیح موعود اور مہدی مسعود اور امام منتظر ہونیکا دعوی کیا اور پھر خدا تعالی نے اسکے صدق کیلئے مخبر صادق کی پیشگوئی کے موافق خسوف وکسوف کا نشان بھی اس کے زمانہ مین ظاہر کردیا۔ کسقدر عجیب بات ہے کہ سنیون کی کتاب کی روایت آخر شیعون کے مقتدر امام تک ہی جاکر ٹھہرتی ہے۔ اور اب شیعون کی بڑی معتبر کتاب مین بھی مینے اس روایت کو دکھا دیا ہے۔ کیا ہنوز جانکاہ انتظار کی زحمت سے سیری نہین ہوئی۔

اقول خداوند عالم اسکی خبر پہلے ہی دیچکا ہے کہ آپلوگون کو آنکھین بھی ہونگی۔ کان بھی دل بھی مگر نہ دیکھینگے نہ سنینگے نہ سمجھینگے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نہین سمجھ سکے کہ شیعون کے پاس کیا عذر ہے کیونکہ وہ تو صاف صاف کہتے ہین۔ یہ گہن مطابق عادت روزمرہ ہوا نہ مطابق اون شرائط کے جسکی خبر مخبر صادق دیچکے ہین۔

کسقدر حیرتناک بات ہے کہ جو نشان مخبر صادق کے خلاف ہوا اسی کو آپ صدق مخبر صادق کی نشان قرار دیتے ہین کیا آپنے حدیث امام محمد باقرؑ نہین لکھی کہ چاند گہن ۵ رمضان کو ہوگا اور سورج گہن ۱۵ رمضان کو پھر اس خبر کے خلاف جو چاند۔ اور سورج گہن ہون وہ کیونکر دلیل صدق مخبر صادق ہوسکتے ہین۔

قولہ کب تک شیعہ غار کی طرف اور نصاریٰ اور جاہل مسلمان آسمان کی طرف دیکھین گے آنے والا آگیا اور آسمان اور زمین سنے اس کے صدق پر گواہی دیدی آسمان نے کسوف خسوف سے اور زمین نے طاعون کے کثرت انتشار سے اور یہ بھی دو بڑے نشان حضرت قائم علیہ السّلام

کے زمانہ کے شیعون کی کتابون مین لکھے ہوئے تھے چنانچہ کتاب اکمال الدین مین لکھا ہے۔ قال سمعت اباعبداللہ علیہ السلام یقول قدام القائم موتان موت احمر وموت ابیض حتی یذہب من کل سبعۃ خمسۃ فالموت الاحمر السیف والموت الابیض الطاعون (اکمال الدین صفحہ ۳۴۸ مطبوعہ ایران)

اے لاہور کے شیعو اور دوسرے تمام ملکون کے اثنا عشریو اٹھو اور خدا کیلئے گواہی دو کہ کیا خدا نے اتمام حجت مین کوئی کسر باقی رکھی ہے اے نصرانیو زمین پر مسیح کی قبر اور اے شیعو آسمان پر کسوف وخسوف تمھین بتا رہے ہین کہ وہ موعود مسیح اور موعود مہدی جس کی انتظار مین تم مضطرب بیٹھے تھے اور جو درحقیقت قبل از وقت غار مین یا آسمان پر تھا آگیا ہے اب تمھارا کام ہے کہ یا اپنی سعادت کا ثبوت دو یا اپنی شقاوت پر ابدی مہر لگا دو۔

اقول۔ غار کی طرف تو کوئی بھی نہین دیکھتا صرف خدا کی طرف دیکھتا ہے کہ وہ کب اپنا وعدہ پورا کرتا ہے جب تک وہ مدعا نہین حاصل ہوتا یومنون بالغیب۔ کا ثواب حاصل کر رہے ہین

رہا طاعون کا اشارہ تو خود آپ حدیث لکھتے ہین قدام القائم موتان کہ حضرت قائم عم کے قبل یہ طاعون ہوگا اور یہ قتل۔ تو جب وعدہ قبل ظہور کا ہے۔ تو پھر مرزا کو کیونکر مان سکتے ہین جنکے زمانہ مین یہ باتین ہوئین۔

یہ جتنی روایتین آپنے لکھین وہ بالکل آپکے خلاف ہین کیونکہ کسوف وخسوف بھی قبل ہوگا اور طاعون وقتل عام بھی قبل ہوگا لہذا معلوم ہوا کہ مرزا کسی طرح شخص موعود نہین ہین بلکہ دجال ہین جنکی خبر صحیح مسلم وغیرہ مین موجود ہے۔

قولہ حاصل کلام ہر ایک فریق کو یہ امید تھی کہ وہ موعود منتظر اُسی کے مشرب ومذہب کا ہوگا۔ حنفی کہتے تھے وہ حنفی ہوگا۔ وہابی غیر مقلد کہتے تھے وہ پکا غیر مقلد اور ٹھیٹھ نواب صدیق حسن خانی ہوگا اور شیعہ خیال کرتے تھے کہ وہ شیعہ محب حسینؑ اور چنان وچنین ہوگا۔ آخر اس نے پیدا ہو کر اپنے عمل سے ایک مذہب کو سچا کر دکھایا میرے نزدیک حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام کا وجود بڑی بھاری دلیل اور تمام دلائل سے بے نیاز کرنیوالی برہان ہے حضرت صدیق کی حقیت پر آپکے عمل اور ایمان نے عملاً خط تنسیخ پھیر دیا صدیقی مذہب کے سوا تمام مذاہب باطلہ پر فالحمد للہ حمداً کثیرا۔

اقول آپکی تحریر تمام ہوئی اور الحمد للہ ہر بات کا جواب شافی ہوگیا۔ رہا یہ کہ حنفی ایسا سمجھتے ہین اور

دلائل ابطال مہدویت مرزا

وہابی ایسا سمجھتے تھے تو اسکے ذمہ وار وہ ہین اور ہنوز اوسکے منتظر ہین ۔ اور شیعون نے جو سمجھا اوسکے دلائل اونکے پاس ایسے ہین کہ تمام عالم کے اہلسنت بھی جمع ہوکر ایک جواب نہین دیسکتے ۔ مگر ہم چند دلائل مختصر لفظون مین ابطال مہدویت مرزا مین ایسے لکھتے ہین کہ نہ کسی سنی کو اوس مین عذر ہوسکتا ہے نہ مرزائی کو ۔

دلیل اول کہ یہ بہ اتفاق تمامی اہل اسلام حضرت مہدی موعود نبی نہین ہونگے ۔ بلکہ وہ صرف امام معصوم خلیفۃ اللہ ہونگے ۔ اور مرزا صاحب حسب ادعاے خود نبی مرسل ہین لہذا وہ مہدی موعود نہین ہوسکتے ۔

امر اول کہ حضرت مہدی نبی نہونگے ایسا بدیہی ہے کہ کسی دلیل کی بھی حاجت نہین کیونکہ تمامی اہل اسلام کا مقولہ ہی قرآن نے نص کردیا ہے آنحضرت خاتم النبیین ہین آپکے بعد کوئی نبی نہوگا لہذا یہ مسلم کہ حضرت مہدی نبی نہین ہونگے ۔

رہا امر دوم کہ مرزا صاحب مدعی نبوت ورسالت تھے تو تمامی کتب مولفہ مرزا صاحب موجود ہین جنمین کس صراحت سے اونھون نے اسکا دعوی کیا ہے کہ ہم نبی مرسل ہین ۔ ملاحظہ ہو تشحیذ الاذہان مئی جلد ۷ جو بہ اڈیٹر مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ دوم نکلتا تھا اور اب اوسکے اڈیٹر قاضی ظہور الدین اکمل ہین جسکے سر صفحہ پر خود مرزا صاحب کے یہ اقوال مرقوم ہین ۔

مین خدا کے حکم کے مطابق نبی ہون (مکتوب آخری)

(۲) مین وہی نبی ہون جسکا نام سرور انبیا نے نبی اللہ رکھا ہے ۔ نزول المسیح ص۴۸

(۳) نبی کا نام پانے کیلیے صرف مین ہی مخصوص کیا گیا ہون ۔ حقیقۃ الوحی ص۳۹۱

اندرون رسالہ مین صدہا دعوی مرزا صاحب کے اسکے متعلق مذکور ہین کہ مین نبی ہون جسکے بعد کسیکو اس مین شک نہین رہ سکتا کہ مرزا صاحب مدعی نبوت ورسالت تھے ۔ تو پھر وہ مہدی کیونکر ہوسکتے ہین ۔ کیونکہ مہدی موعود نبی نہونگے نہ کسی حدیث مین یہ آیا ہے نہ کسی مسلمان نے اونکے نبوت کا دعوی کیا ہے ۔ پس خود اپنے دعوی سے مرزا صاحب کی مہدویت باطل ہوئی ۔ اور نیز نبوت بھی کیونکہ جس دعوی کا ایک جزو غلط ہوا دوسرا جزو کیونکر صادق ہوسکتا ہے پھر مرزا صاحب کیا تھے ؟

اس سوال کا جواب آج تیرہ سو برس سے زیادہ ہوا کہ خود آنحضرت دے چکے ہین کہ یہ شخص دجال ہے
چنانچہ صحیح بخاری مین ہے صفحہ ۱۰۵۲ جلد ثانی ۔

لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلثین کلھم یزعم انہ
نبی اللہ ۔ یعنی حضرت نے فرمایا قیامت نہ قائم ہوگی جبتک قریب تیس ۳۰ جھوٹے دجال نہ پیدا ہولین ۔
جسمین ہر ایک یہی ادعا کریگا کہ مین رسول اللہ ہون ۔

اور چونکہ خود مرزا صاحب نے اسکی تصریح کردی ہے "نبی کا نام پانے کیلئے صرف مین ہی مخصوص کیا گیا ہون"
لہذا معلوم ہوا کہ منجملہ ۳۰ دجالون کے یہ پہلے دجال ہین کہ انکے قبل کسی نے دعوی نبوت نہین کیا ۔

حضرت کا خاتم النبیین ہونا صرف قرآن ہی مین نہین بیان کیا گیا ہے ما کان محمد ابا احد
من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کہ محمد تم مین سے کسی مرد بالغ کے باپ نہین ہین
اور خاتم الانبیا بلکہ متواتر حدیثون مین بھی حضرت نے اسکی تصریح فرمائی ہے کہ ہمارے بعد کوئی نبی
نہین چنانچہ حدیث منزلت مین ہے انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی
بعدی کہ اے علی تمکو ہمسے وہی درجہ حاصل ہے جو حضرت ہارون کو موسی سے تھا مگر یہ کہ ہمارے بعد
نبی نہین ہے ۔

اور صحیح بخاری مین ہے عن ابی ھریرۃ قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما
ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی صفحہ ۴۹۱ جلد ۲
یعنی حضرت نے فرمایا بنی اسرائیل کی سیاست انبیا کرتے تھے جہان ایک نبی فوت ہوا دوسرا نبی
اوسکے قائم مقام ہوا مگر ہمارے بعد کوئی نبی نہین ہے پس معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کا دعوی نبوت
جہان باطل ہے وہان دعوی مہدویت بھی باطل ہوا ۔ اب دیکھین کون مرزائی ایسا ہے جو اس دلیل
کو باطل کر سکتا ہے ۔

دلیل دوم یہ کہ باتفاق اہل اسلام مسلم ہے کہ حضرت مہدی موعود کے بعثت کی غرض رفع
اختلاف امت ہے اور سب اسی انتظار مین ہین کہ آپ ظہور فرمائین تو یہ ظلم و جور یہ اختلاف زائل ہو جاوے
جیسا کہ ہزارہا احادیث مین ہے اور آپنے بھی لکھا ہے "غرض ایک طرف سنی مہدی اور مسیح کے منتظر
دوسری طرف شیعہ ایک آخری اور صاحب جلال امام کے منتظر صفحہ ۵۹

اب دیکھنا چاہیئے کہ مرزا صاحب کے وجود سے یہ بات حاصل ہوئی یا نہین کیونکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ تمام عالم اونکے قبضہ مین جیسا کہ حجج الکرامہ مین ہے۔

وازابن عباس مرفوعاً آمدہ کہ پادشاہ تمام روے زمین چہار کس اند دو مومن ذوالقرنین وسلیمان وکافر دو نمرود وبخت نصر ونزدیک ست کہ مالک شود تمام اورا پنجمین از اہلبیت من اخرجہ ابن الجوزی فی تاریخہ صفحہ ۳۶۳

اگر یہ ہوا ہوتا تو کاش تمام اہل اسلام مین مسلم ہوتے جیسا کہ حجج الکرامہ مین ہے۔ وچون مہدی علیہ السلام مقاتلہ بر احیاء سنت و اماتت بدعت فرماید علماے وقت کہ خوگر تقلید فقہا واقتدا ء مشائخ وآبا ء خود باشند گویند این مرد خانہ برانداز دین وملت ماست وبمخالفت برخیزند وبحسب عادت خود حکم بتکفیر وتضلیل وی کنند اما از سطوت سیف او وجلال شوکتش کار ایشان پیش نرود دودمان تقلید بے چراغ گردد ودولتکدہ سنت بوجود باجود وی منور شود سنیان متبع غالب وبدعتیان مقلد مغلوب گردند۔

جس سے معلوم ہوا کہ حضرت مہدی موعود کے زمانہ مین سنی متبع غالب ہونگے اور مدعی مقلد مغلوب کہ اقل درجہ اوس کا یہ ہونا چاہیئے کہ اہلحدیث انکے موافق ہوں۔ مگر معاملہ برعکس ہے کہ جو لوگ مدعی اجتہاد وعدم تقلید ہین وہی سب سے زیادہ انکے مخالف ہین کیونکہ جہانتک ہمکو معلوم ہے وہابیون نے انکے رد وابطال مین زیادہ حصہ لیا بخلاف حنفیون کے پھر جب اتنا اتفاق بھی انکی بدولت نہو سکا کہ کم سے کم ایک فرقہ کے نزدیک وہ مسلم الثبوت ہوتے تو پھر مہدی موعود کیسے ہو سکتے ہین۔

طرہ تو یہ ہے کہ مہدی موعود کی غرض رفع اختلاف تھی کہ ایک ایسا امام آئیگا جو ان اختلافات کو رفع کر سے جائیگا انکے وجود سے ایک اختلاف کا دروازہ اور کشادہ ہو جائے اور فساد عظیم پیدا ہو۔

مرزا صاحب کی حیات تک تو یہ امید تھی کہ آخر مین یہ اختلافات رفع ہو جائینگے کیونکہ مہدی موعود کا تسلط تمامی روے زمین پر مسلم تھا جسکی نسبت یہ استثنائی وہ پیدا کر سکتے تھے کہ تسلط ظاہری نہین مراد ہے بلکہ تسلط باطنی مگر مرزا صاحب کی موت نے اوسکا بھی خاتمہ کر دیا۔ اور اب جو انکی جماعت مین تفریق پیدا ہوئی ہے کہ دو پارٹی ہو گئی۔ اسنے اور بھی واضح کر دیا کہ ہرگز وہ مہدی

موعود نہ تھے وہ ایک دجال تھے اور وہ بھی بقول خود دجال اول کیونکہ دجال کو دعوی نبوت ضروری ہے اور بقول مرزا "اسلئے نبی کا نام پانے کیلئے مین ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہین حقیقۃ الوحی صـ ۳۹۱ تشحیذ الاذہان صـ ۳۳

غرض یہ تفریق و اختلافات جو اس جماعت باطلہ مین پیدا ہوئی وہ خود اسکی دلیل ہے کہ مرزا صاحب کے جتنے دعوی تھے وہ باطل تھے کیونکہ کم سے کم یہ تو ضروری تھا۔ اگر مسلمانون کی تفریق کو وہ نہ مٹاتے تو اونکی جماعت مین تو یہ تفریق نہوتی۔

دلیل سوم یہ کہ مدت حیات حضرت مہدی موعود بعد ظہور سات یا نو برس ہے جیسا کہ حجج الکرامہ مین ہے

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلعم قال یکون فی امتی المھدی ان قصر فسبع والا فتسع تنعم فیھا امتی نعمۃ لم ینعم امثلھا ترسل السماء علیھم مدرارا ولا تدخر الارض شیئاً من النبات والمال کدوس یقوم الرجل یقول یا مھدی اعطنی فیقول خذ اخرجہ البزار فی مسندہ والطبرانی فی معجمہ الاوسط × لتملان الارض جورا وظلما فاذا ملئت جورا وظلما بعث اللہ رجلا من امتی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملوھا عدلا وقسطا کما ملئت جوراً وظلما فلا تمنع السماء من قطرھا شیئاً و الارض شیئاً من نباتھا ینبت فیکم سبعا او ثمانیا او تسعا یعنی سنین اخرج ابوبکر البزار فی مسندہ والطبرانی فی معجمہ الکبیر والاوسط صـ ۳۶۳

یعنی ابو ہریرہ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا ہماری امت مین مہدی ہونگے کہ اگر زمانہ کوتاہی کریگا تو سات برس ورنہ نو برس رہینگے۔ یہین ہماری امت کو ایسی نعمتین ملینگی کہ کبھی ویسی نعمت نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے بکثرت بارش ہوگی اور زمین اپنا کوئی خزانہ نہ چھپا رکھیگا ایک شخص مہدی کے پاس آئیگا اور وہ کہے گا ہمکو دو۔ تو مہدی کہینگے لے لو۔

دوسری حدیث مین ہے کہ زمین جب ظلم و جور سے بھر جائیگی تو خدا ایک شخص کو ہماری امت سے مبعوث کریگا جسکا نام ہمارا نام ہوگا اور اوسکے باپ کا نام ہمارے باپ کا نام جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا آسمان اپنے قطرات باران سے ایک قطرہ بھی نہ روکے گا اور نہ زمین اپنی نباتات سے کوئی شی وہ سات برس یا آٹھ برس یا نو برس تم مین رہیگا۔

اب کس مرزائی کی طاقت ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی موعود بنا سکے کیونکہ اونکے زمانہ نحوست نشانہ مین جو آفتین آئین جس طرح امساک باران ہوا جس طرح کی گرانی ہوئی اوس سے تمام عالم واقف ہے مہدی تو فیاض وباذل ہونگے۔ اور یہ قوم سے ہر ہر امر پر چندہ وصول کرتے ہین۔ پھر بتائیے کہ یہ مہدی کیونکر ہوے۔

لطف تو یہ ہے کہ جہان اور دلائل وہ اپنی نبوت کے پیش کرتے ہین ایک یہ بھی کہ تیئیس برس تک (جو زمانہ رسالت آنحضرت ہی) کوئی مدعی کاذب نہین زندہ رہ سکتا۔ اور یہ نہ سمجھے کہ تیئیس برس تک اونکا زندہ رہنا خود اونکے دعوی مہدویت کو باطل کر رہا ہے کیونکہ اوسکی مقدار تو سات یا آٹھ یا نو برس ہی۔

غرض چونکہ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ مرزا صاحب کی ذات سے بحث کرنا ہمارے اس رسالہ کا موضوع نہین ہی لہذا اسی تین دلیل پر ہم اس بحث کو تمام کرتے ہین ورنہ قرآن وحدیث اور خود مرزا صاحب کے اقوال سے ہزارون دلائل اسکے موجود ہین کہ مرزا صاحب نہ مہدی موعود ہین نہ خلیفہ نہ امام نہ نبی بلکہ ایک دنیا ساز تھے جو چند جہال کے ذریعہ سے اپنی دوکانداری قائم کی تھی اونکے بعد مولوی نورالدین خلیفہ ہوے اور مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا محمود احمد خلیفہ ہین اور روز بروز کفر والحاد مرزا صاحب کھل رہا ہے۔

بہرحال اگرچہ حنفی وہابی شیعہ کوئی کچھ خیال کرتا ہو مگر سبکا یہ خیال ضرور تھا کہ مہدی موعود کے ظہور سے کل اختلافات مٹ جائینگے اور احکام خدا ورسول کا پوری طور سے رواج ہوگا اور جو وعدہ خدا نے ظہور دین کا کیا تھا وہ پورا ہوگا۔

مگر مرزا صاحب کی بدولت کوئی امر بھی نہ ظاہر ہوا بلکہ اور اختلافات بڑھ گئے قحط گرانی امساک باران کی کوئی حد نہ رہی۔ اور یہی علامت ہے انکے تکذیب دعوی کی کیونکہ خود رسول اللہ کے سامنے بھی یہ ہوا کہ جن لوگون نے حضرت کے دیکھا دیکھی پانی والے کنووں مین تھوکا وہ خشک ہوگئے پھر کیونکر ممکن تھا کہ مرزا ایسا دعوی کرتے اور خدا اوسکی تکذیب نہ کرتا واللہ بالغ امرہ۔

قولہ آخر مین ایک بات کا کہنا دلچسپی سے خالی نہوگا اور وہ یہ ہے کہ رات کو مین نے رویا مین دیکھا کہ میرے عزیز دوست محمود شاہ مرحوم (والد حکیم میر حسام الدین صاحب) نے مجھے ایک عینک دی وہ بڑی خوبصورت تھی اور اسکے شیشے عام دستور سے زیادہ چوڑے تھے جب مین نے

اسے لگا یا اس کی خنکی اور لذت میرے قلب کو محسوس ہوئی اور لنظر افق تک ہر شی کو بہت صفائی سے دیکھتی تھی۔ اس کی تاویل مین سے یہ کی کہ میری یہ کتاب خلافت راشدہ بحمد اللہ محمود و مقبول ہوگی اور معًا یہ کہ کوئی بڑا تیز باطل کش حربہ میرے ہاتھ آئیگا جو پہلے نہین آیا۔ صبح مین نے غاد ناگ اکمال الدین و اتمام النعمۃ کو پڑھنا شروع کیا اور اس مین خسوف و کسوف والی پیشگوئی جو مہدی موعود کا نشان تھا نکل آئی میری خوشی کا اندازہ خدا تعالی کو بہتر معلوم ہے جو مجھے اس حدیث کے ملنے سے شیعون کی کتاب مین حاصل ہوئی مین پکار اٹھا کہ آج سے شیعہ مذہب پر بھی ہمنے وہی فتح پائی جو نصرانیون پر مسیح کی قبر کے اظہار سے ہمنے پائی تھی۔

اقول میری غرض اس عبارت کے نقل سے صرف اسقدر ہے کہ مرزائی جماعت یہ نہ کہسکے خلافت راشدہ کے آخری صفحات چھوڑ دیئے گئے جس سے وہ عوام پر اثر ڈالتے کہ ایسی لاجواب تقریر تھی کہ اوسکا جواب نہو سکا اسلئے مینے اس عبارت کو بھی لیلیا تاکہ معلوم ہوجائے پوری کتاب کا جواب دیدیا گیا ہان جو خواب آپنے لکھا ہے افسوس اوسکی تعبیر مین آپنے بڑی غلطی کھائی جیسا کہ خود مرزا صاحب کو بھی اکثر ہوا کہ القاء شیطانی کا مطلب اونھون نے غلط سمجھا جسکا اقرار کیا۔ اور اوسمین رسول اللہ کو بھی شریک کیا کہ اکثر آپسے بھی غلطی ہوجاتی تھی۔

کیونکہ جو عینک آپکو خواب مین ملی تھی اور اوسکے شیشے عادت کے خلاف جوڑے تھے اوسکی غرض یہ تھی کہ آپ اچھی طرح غور کی نظر سے دیکھین اور تہ تک پہونچین مگر افسوس ایسا نہین کیا۔ کیونکہ اکمال الدین و اتمام النعمۃ مین جسکو آپ اپنے خواب کی تعبیر قرار دیتے ہین نہایت جلی طور سے لکھا ہوا ہے قدام القائم موتان کہ حضرت مہدی کے ظہور کے قبل یہ دونون آیتین ظاہر ہونگی۔ نہ عین اونکے زمانہ مین۔

پس اگر آپ عینک دینے کے مطلب سمجھتے تو سمجھتے یہ پیشگوئی کسی طرح مرزا پر منطبق نہین ہوتی کیونکہ قدام کے معنی سبکو معلوم ہین کہ آگے کے ہین نہ سامنے کے۔

ہان جو صفت دجال کی ہے کہ ایک آنکھ کانا ہوگا وہ آپ پر ضرور صادق آئی کیونکہ حدیث اکمال الدین مین دو علامتین مذکور ہین ایک موت احمر جس سے قتل بالسیف مراد ہے۔ اور وہ اس وقت تک نہ پوری ہوئی۔ اب جنگ یورپ ہورہی ہے ممکن ہے کہ اون علامتون سے ایک علامت ہو۔

ہر حال اگر آپنے یہ خواب دیکھا تھا تو ضرور اوسکی تعبیر مین غلطی کھائی کیونکہ وہ عینک اس غرض سے ملی تھی کہ آپ راہ حق و باطل مین تمیز کر سکین۔ مگر افسوس آپنے باطل ہی کو اختیار کیا اور مصداق جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ہوئے۔

قولہ اب انصاف اور عقل کی اجازت حاصل کرکے کوئی شیعہ اہل حق کے مقابل سر اٹھا نہین سکیگا اور زیادہ تر خوشی اس بات سے ہوئی کہ حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام بارہا فرماتے تھے کہ دارقطنی والی حدیث اگر شیعون کی کتاب مین بھی ملجائے تو بہت بڑی حجت دونون قومون پر قائم ہوجائے۔ سو خدا نے آج یہ آرزو پوری کی اور میری رویا کا صدق بھی ظاہر ہوگیا۔ فالحمد للہ حمدا کثیرا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ پہلی دفعہ جبکہ مینے لکچر اثبات خلافت شیخین دینا تھا اس وقت بھی ایسا ہی خواب آیا تھا کہ میرے دوست چوہدری نصر اللہ خان صاحب میرے لئے عینک لائے ہین۔ اس سے خدا تعالی نے صاف بتا دیا ہے کہ خلافت راشدہ کی دونون صورتین منصور اور محمود ہونگی انشاء اللہ تعالی۔

اقول افسوس کہ آپ تو مر چکے ورنہ دیکھتے کہ اس رد الملاحدہ نے خلافت راشدہ کو کیسا خاک مین ملایا ہے کہ ہزارون مرزائی اسکو دیکھ رہے ہین اور کسی مین یہ جرأت نہین ہوتی کہ اسکے ایک حرف کا بھی جواب دیسکین حالانکہ قوت و جلادت مین آدیون سے بھی بڑھ چڑھ کر ہین۔

افسوس کہ آپکو پہلے بھی خواب مین عینک ملی اور اس دفعہ بھی مگر نہ اوسکی تعبیر درست دی نہ اوسکے مطلب کو سمجھا۔ اسی کو تو خداوند عالم قرآن مجید مین فرماتا ہے مثلہم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہ ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمات لا یبصرون اونکی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جسنے شب تاریک مین آگ روشن کی جب اوسنے ادہر ادہر کی چیزین روشن کردی تو خدا نے اون کی روشنی گل کردی اور اونکو اندھیرے مین چھوڑ دیا کہ نہین دیکھتے۔

ولقد ذرانا کثیرا من الجن والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغفلون۔ کہ ہمنے جہنم کے لیے بہت سے جن و انس پیدا کیے ہین انکے دل ہین لیکن نہین سمجھتے۔ آنکھیں ہین مگر نہین دیکھتے کان ہین مگر نہین سنتے وہ لوگ تو چارپایون کی طرح ہین۔ بلکہ اوس سے زیادہ گمراہ یہی تو وہ ہین جو غفلت مین پڑے ہوئے ہین۔

کیونکہ پہلی دفعہ جو آپنے لکھ دینے پر عینک کا ملنا خواب مین دیکھا تھا اوسی سے سمجھنا چاہیئے تھا کہ
کہ ہمارا یہ لکھنا بے بصیرت کا لکھنا ہے۔ آنکھ بند کرکے لکھ دیا ہی۔ لہذا اوسی وقت متنبہ ہونا چاہیئے تھا کہ
یہ لکھنا علی وجہ البصیرۃ نہین ہے۔ بلکہ اندھاپن ہی اور دنیا کو اندھا بنانا ہے۔
اگر اس سے تنبہ نہوا تھا تو دوسری مرتبہ عینک الملاحدہ ضرور آپکو سمجھا دیا کہ کہانتک تم اندھے بنے رہوگے یہ
عینک لو اور راہ حق دیکھو۔ مگر افسوس آپنے اوس سے بھی چشم پوشی کی اور مصداق لا یبصرون ہوئے
قولہ اب مین اس دیباچہ کو ختم کرتا ہون اور بہت سی مفید اور دلچسپ باتون کو جنکے اظہار کیلئے میرا
انٹرہنلے ہے دوسرے حصہ پر موقوف رکھتا ہون۔ ممکن ہے کہ انکا بوجھ برداشت کرنیکے قابل قلوب
اس پہلے حصہ کے پڑہنے سے تیار ہوجائین جس اخلاص اور درد دل سے مینے یہ کتاب لکھی ہے
مجھے امید ہے کہ میرا رب رحیم اسے بہتونکے لئے نافع بنائیگا۔ جس شوق اور اخلاص سے لوگون سے اس
کتاب کی تکمیل اور اشاعت کیلئے مجھے خطوط لکھے ہین اس سے میری امید کو اور بھی قوت ملتی ہی
مین اس پر ایمان رکھتا ہون کہ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ خداتعالی کا سچا وعدہ ہے اسکے
مطابق میری یہ سعی انشاءاللہ قیامت تک مثمر رہیگی اور فی الحقیقت میری ساری امیدون کا
مرجع میرا مولی کریم ہے جس نے مجھسے ناتوان نفخ روح کرکے اس بھاری کام کے سرانجام کی توفیق
دی وہی میرا اجر اور میری جزا ہو۔ آمین۔

اقول یہ فقرہ خود آپکے بے بصیرت ہونیکی تصدیق کر رہا ہے۔ کیونکہ پہلے اس سے اسکو کتاب لکھ
چکے ہین اور یہان دیباچہ کہہ رہے ہین جس کا یہ مفہوم ہے کہ اسکے بعد کتاب ہی۔ حالانکہ اوسکے بعد ہی
لکھتے ہین "دوسرے حصہ پر موقوف رکھتا ہون" جس سے معلوم ہوا یہ حصہ تمام ہوچکا۔
دیکھئے اسی لئے مینے کہا تھا کہ آپنے عینک ملنے کے مطلب کو نہ سمجھا ورنہ ایسی ٹھوکرین نہ کھاتے جس سے
ادانی ناس آپکی تحریر پر ضحکہ کرینگے۔ اور جو امید لگائی تھی کہ خدا آپکی آرزو کو پورا کریگا۔ اور یہ کتاب
مقبول ہوگی۔ اوسکا اس طرح ابطال ہوا کہ اب کوئی مرزائی اسکا نام لیتے شرماتا ہی۔ کیونکہ ردالملاحدہ
نے تمام عالم کو بتا دیا کہ یہ خلافت راشدہ نہین ہے بلکہ اقوال ملاحدہ ہے۔
جن خطوط کا آپنے ذکر کیا ہے کہ اوس سے آپکے قلب کو قوت ملی تو قرآن مجید مین اسکی طرف اشارہ
موجود ہے وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضہم الی

بعض زخرف القول غروراً ولو شاء ربک ما فعلوہ فذرہم وما یفترون

اور ہمنے اسی طرح ہر نبی کا دشمن شیاطین جن وانس سے بنایا کہ ایک دوسرے کے دلمین ملمع کی باتین ڈالتے رہتے ہین اور اگر تمھارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ تو انکو چھوڑ دو کہ وہ جانین اور انکا جھوٹ

ولتصغی الیہ افئدۃ الذین لا یؤمنون بالاخرۃ ولیرضوہ ولیقترفوا ما ہم مقترفون

(وہ لوگ ایسا کام اسلئے کرتے ہین) تاکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہین رکھتے انکے دل انکی باتون پر مائل ہون اور وہ انھین پسند کرین اور جو کام یہ کرتے ہین وہی وہ کرنے لگین۔

پس آپکو اپنے احباب کے خطوط پر مغرور نہونا چاہیئے راہ حق تلاش کرنا چاہیئے اسی لئے آپکو دو مرتبہ عینک ملی مگر اوس سے فائدہ نہ اوٹھایا۔

قولہ مینے مصلحتاً پسند کیا ہو کہ اس کتاب کے آخر مین اپنی چند تحریرین اس مضمون کے متعلق پیوند کر دون جو وقتاً فوقتاً الحکم مین شایع ہوتی رہین۔ اس سے میرا مدعا یہ ہے کہ ایک مسئلہ مجموعی ہیئت مین پیش ہو اور اس طرح غور اور تدبر کو کافی سامان ملجائے۔

آخر مین ایک عجیب بات سناتا ہون مجھے امید ہے کہ ہماری عزیز او مکرم احمدی جماعت اور دوسرے حق کے طالب اس سے خوش اور مستفید ہون گے۔ اور وہ یہ ہے کہ لاہور کی شیعہ جماعت کے پیشوا علی حائری کا اشتہار (وسیلۃ المبتلا لدفع البلاء) اس دیباچہ کے لکھنے کے وقت مجھے ملا۔ اسے جو مین نے پڑھا تو اسکے سوا اسمین کچھ نہ تھا کہ کچھ تو خدا کے مسیح موعود امام منتظر علیہ السلام کی نسبت سخت ناسزا اور ناپاک الفاظ استعمال کئے ہین اور کچھ فضول اور بے دلیل دعووں اور مشرکانہ باتون سے اسے مزین کیا ہے اگرچہ مجھے حق پہونچ گیا تھا کہ اس گندہ زبان موذی کی باتون کا دندان شکن جواب دیتا مگر مین اس سوچ مین تھا کہ مین کیونکر گالیون مین مقابلہ کر سکتا ہون اس قوم کا جنکے باپ دادون کو فحش اور پھکڑ بازی کی مشق صدیون سے کرائی جاتی ہے اور بدزبانی کا ناپاک گوسالہ انکے رگ و ریشہ مین پلایا گیا ہے۔ مین اگر ایک لفظ لکھونگا تو وہ الفین خمین آلاف جلدین گالیون کی تصنیف کر دینگے۔ اسی سوچ مین تھا کہ اکمال الدین سے مہدی موعود کے نشان والی حدیث کسوف وخسوف اور طاعون کی ملگئی۔ مینے خدا تعالی کا شکر کیا اور یقین کیا کہ اب اسکے بعد فرض کا باطل اس حربہ سے پاش پاش ہو جائیگا اور حائری کے اس فتنہ پرداز گندہ اشتہار کا یہی نشان کافی جواب ہوگا۔ خدا تعالی کا کسقدر

شکر ہے اور دانشمندون کو اس سے سبق سیکھنا چاہئے کہ باطل نے کیا کارروائی کی اور ہماری طرف سے کیا کارروائی ہوئی ہمیشہ تجربہ کیا گیا ہے کہ جب کوئی دشمن حق حق پر حملہ کرتا ہے۔ خدا تعالے اسی وقت نئی اور چمکتی ہوئی تائیدین ظاہر کرتا ہے۔ مجھے اس موذی اشتہار سے قبل اسکا ہرگز علم نہ تھا کہ آخری امام کیلئے شیعون کی کتابون مین بھی کسوف وخسوف ماہ رمضان اور طاعون کو نشان قرار دیا گیا ہے۔ خدا کی غیرت نے یہ ہتھیار بہ حائری کی اس ایذا کے مقابل میرے ہاتھ مین دیا۔ مجھے انتظار اور شوق ہے کہ میان حائری اسکا کیا جواب دیتے ہین۔ کہین ایسا نہو کہ وہ اپنے منحوس نام کی شامت اور وخامت سے حیرت مذموم مین پھنسکر حضرت خلیل کے حریف کی طرح مبہوت رہ جائین۔ وآخر دعوٰینا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسّلام علی رسولہ ونبیہ محمد وآلہٖ اجمعین۔

خاکسار عبد الکریم۔ قادیان۔ بعد از عصر ۲۔ جون ۱۹۰۲ء

اقول یہ آخری تحریر ہے مولف خلافت راشدہ کی جو صفحہ ۵۴ پر تمام ہوئی۔ اس تمام تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ آنکو کسی آیہ سے تعلق ہے نہ حدیث سے بلکہ جو کچھ ہے وہ اس سے کہ ابوبکر خلیفہ ہوے لوگون نے انکی خلافت کو مانا۔ اسی طرح مرزا صاحب کی نسبت چونکہ ایک جماعت نے اجماع کر لیا وہ خلیفہ ہو گئے مہدی موعود بنگئے۔ یہانتک کہ وارون کے اصول ارتقا پر نبی ہوے رسول ہوے محمدی بروز ہوے۔ اور اگر زندہ رہتے تو انا ربکم الاعلیٰ کا بھی نعرہ لگاتے۔

مولوی صاحب قرآن مجید آپکے سامنے ہے جسکی غالباً تلاوت بھی کرتے ہونگے وہ صاف صاف بتا رہا ہے کہ آپکو کیا کل مسلمانونکو حکم ہے اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم کا کہ جو حکم خدا کی طرف سے نازل ہوا اوسکی پیروی کیجیے۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون جو شخص مطابق حکم نازل کردہ خدا حکم نہ دے وہ کافر ہے۔

خود رسول کو حکم ہے فاحکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم عما جاءک من الحق۔ کہ حکم کرو مطابق اوسکے جو نازل کیا خدا نے اور جو حکم حق سے تمھارے پاس آچکا ہے اوسکو چھوڑکر اونکی خواہشونکی پیروی نکرو لہذا آپکو لازم ہے کہ خلافت ابوبکر او رمہدویت مرزا صاحب کو اس معیار پر جانچئے کہ آیا صحیح اور ترقی ہے یا نہین۔ کیونکہ خود خداوند عالم نے اپنے حکم اور قضا وقدر کو اس طرح تقسیم کر دیا ہے یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید ہم اپنے اختیار وقدرت سے اوسکے حکم کے تابع ہین اور بلا اختیار و بلا ارادہ اوسکے فعل کے۔

رزق دینا پیدا کرنا موت دینا وغیرہ یہ اوسکے افعال ہین جو قضا وقدر ومشیت سے متعلق ہین اون مین انسان مجبور محض ہے۔ امر ونہی مین بندہ مختار ہے۔

وہ ایک فاسق فاجر ظالم بادشاہ کو ہمپر مسلط کر سکتا ہے یہ اوسکا فعل ہے جو قضا وقدر سے متعلق ہے مگر اوسکو مقرر کردہ خدا ماننا یہ ہمارا فعل ہے کہ ہم اوسکو حق اور نائب رسول مانین۔

اسی سلئے اوسنے بکری جماعت مین ایسے ایسے لوگونکو خلیفہ دکھایا کہ ایک مسلمان کبھی اوسکو بحکم خدا خلیفہ

جائز نہین مان سکتا ورنہ شریعت رسول مین انقلاب عظیم لازم آتا ہے۔
کون مسلمان ہے جو یہ کہہ سکتا ہو کہ یزید کا فعل خانہ کعبہ کو جلانا اور مدینہ رسول کو غارت کرنا قبر رسول پر گھوڑا بندھوانا مطابق حکم خدا ہو سکتا ہے۔ پھر جن لوگون نے اسکے تسلط اور خلافت کا سامان کیا وہ کب جائز مانے جا سکتے ہین۔
آپ غور فرمائیے کہ اگر خلاف حکم رسول ابو بکر نہ خلیفہ بنائے جاتے۔ تو کسکو یہ جرأت ہو سکتی تھی کہ وہ مخالفت کرتا اور ایسے لوگ خلیفہ بنتے جو حکم خدا و رسول کے خلاف کام کرین۔ اور اگر بفرض محال دوسرا کوئی بھی یہ کام کرتا تو وہی مورد الزام ہوتا۔
اسی مخالفت حکم خدا و رسول کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسلام مین دو فرقہ ہوا ایک خلیفہ منصوص کا حامی دوسرا اجماعی خلیفہ کا طرفدار جس سے آخر منصب اسلام جو دین و دنیا کی حکومت کا تھا وہ متفرق ہوا امور سیاست خلفا سے متعلق رہے امور قضا و فتاوٰی دوسرے اہل علم سے جسپر خود خلیفہ ثانی نے بہت زور دیا کہ یہ منصب علیحدہ نہ ہونے پائے مگر خلفا کی جہالت نے جو اجماع کے خواص سے ہے زبردستی اس منصب کو علیحدہ کر ہی دیا۔
انھین کارروائیون کا آخری نتیجہ آپنے دیکھ لیا کہ مرزا صاحب کے دعوی مہدویت و نبوت نے ایک نیا باب فتنہ کا کھولا جو شاید قیامت تک مٹنے والا نہین۔
بہر حال سعید وہ ہے جو حکم خدا و رسول پر عمل کرے۔ اور شقی ہے وہ جو اوسکی مخالفت کرے اور اپنی راے اور قیاس کو اوس مین دخل دے۔
اب آپ دنیا کے چارون طرف نظر دوڑا کر دیکھئے دنیا مین بجز فرقہ حقہ شیعہ اثنا عشریہ کون شخص ہے جو حکم خدا و رسول پر عمل کرتا ہے۔ کیونکہ کوئی مسئلہ اونکا ایسا نہین ہے جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو اور حدیثین بھی جو وہ لاتے ہین تو ایسی کہ صحاح ستہ اہلسنت مین موجود ہین اگرچہ اون پر آپ عمل نہ کرین۔
پھر نہ معلوم یہ آپنے کونسی نئی خبر سنائی کہ وسیلۃ المبتلا لدفع البلا آپکے مقابلہ مین شایع کیا گیا کیونکہ یہ تو ہر عالم دین کا فرض ہے اذا ظہر البدعۃ فلیظہر العالم علمہ۔
بہر حال جب آپنے اون کا کوئی جواب نہین دیا یا آپسے نہو سکا تو ناحق اوسکا نام لیا یہی بہتر تھا کہ آپ اپنی کتاب کو شایع کر دیتے اور اوسکا نام بھی نہ لیتے کہ آپکے فرقہ مین آپکی کتاب لاجواب سمجھی جاتی جب وسیلۃ المبتلا کا نام لے دیا تو سعید روحین ضرور اوسکی تلاش کرینگی اور ممکن ہے کسیکو راہ حق ملجائے
آپ مرزا کو مسیح موعود امام منتظر کہکر اونکی توہین کر رہے ہین کیونکہ یہ خطابات تو غالبا آپکی حیات تک اونھون نے پسند کئے۔ اب تو نبی مطلق اور سید المرسلین بن رہے ہین کہین ایسا نہو کہ اونکے مرید آپکی قبر کے ساتھ بھی وہی سلوک کرین جو قبر ابولہب کے ساتھ کی جاتی ہے۔
اگر اظہار حق کو آپ گالی کہتے ہین تو مجبوری ہے اور جتنے گالی دینے والے دنیا مین اسوقت موجود ہین اون

سب پیشوا تو ابوبکر ہین جنکے نسبت تاریخ الخلفا مین کان سبابا لکھا ہوا ہے کہ ابوبکر بڑے گالی دینے والے تھے۔ پھر کون آپلوگون کا مقابلہ کر سکتا ہے کہ اسکی مشق تو آپ لوگون ہین کہنہ ہے اگر باور نہو تو اپنا صفحہ ۲۴۴ ملاحظہ فرمایئے جس مین لکھتے ہین۔

شیعون کے علی اور آپکی ذریت کسقدر کمزور اور گرے ہوئے انسان اور مخذول اور ناقابل ذکر لوگ ہین لایہ سلسلہ اول سے آخر تک یایون کہو کہ کوفہ سے سرمن رائے تک ناکامیون نامرادیون یاسون حسرتون اور ارمانون کا سلسلہ نظر آتا ہے سطر ۳ ۶ و ۷ صـ۲۴۴

کیا ہے دنیا مین کوئی مسلمان یا مرزائی جو یہ کہے کہ اسمین ائمہ طاہرین کو وہ گالیان نہین دی گئی ہین جو ایک خارجی بھی نہ دیسکے۔

ہان فرق ہے تو اسقدر کہ خارجی اگر گالی دیتا ہے تو وہ معذرت نہین کرتا کیونکہ اوسکا یہ مذہب ہے اور آپ فوراً ہی معذرت بھی کرتے ہین چنانچہ صـ۲۴۵ مین لکھتے ہین

ایسا ہی ہم حضرت علیؓ اور جناب حسین علیہ السلام اور جناب حسن علیہ السلام اور جناب زین العابدینؑ اور جناب باقر و صادق علیہما السلام کی دل سے عزت کرتے انکو خدا تعالی برگزیدے اور سچے حقیقی مسلم و مومن تسلیم کرتے ہین اور مجذوم اور ملعون سمجھتے ہین ایسے دل کو جسمین انکا بغض ہو سطر ۸۔

اب قرآن مجید کی طرف رجوع کیجئے اور دیکھئے وہ اس دورنگی کو کیا خطاب دیتا ہے۔

اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون پھر فرماتا ہے یقولون بالسنتہم مالیس فی قلوبہم

ان آیات کو پڑھکر بتایئے آپکو کیا خطاب ملا۔ اور روایت اکمال الدین سے کیا بتایا کہ مرزا صاحب اپنے دعوی مین کاذب ہین کیونکہ یہ کسوف و خسوف بطور خرق عادت قبل ظہور مہدیؑ ہوگا۔ اسی طرح موت احمر جو ابھی واقع نہین ہوئی اور موت طاعون جو واقع ہوئی وہ بھی ابھی اوس حد پر نہین جو علامات ظہور قائم ہین ہے۔ ورنہ یون تو صدہا مرتبہ طاعون آیا اور گیا۔

اب دیکھین اس فرقہ باطلہ مین کتنی جرات ہے کہ جو ردالملاحدہ کے مقابلہ مین آسکے کیونکہ پانچ چھ برس سے اسکی اشاعت ہو رہی ہے جسکی اشاعت خود مرزا کے زمانہ مین ہوئی اور ایک خلیفہ جا چکے دوسری خلافت کا زمانہ ہے۔ مگر یہ جرات کسی مین نہین ہے کہ اسکا جواب دیسکے۔

فللہ الحجۃ البالغۃ × من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر و سیجزی اللہ الشاکرین وھذا اخر الکلام والحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ وآلہ الغر الکرام

تمت

محمد حیدر ۱۸ جمادی الاولی

مرهم زخم

یون تو ہمیشہ سید الانام شیعیان جناب امیر علیہ السلام کے قدیمی دشمن اہلسنت تھے پھر وہابی پیدا ہوے جنکی سرکوبی مین صدہا کتابین تصنیف ہو چکین اور ہوتی جاتی ہین ۔

مگر کچھ دنون سے **مرزائی** جماعت جو پیروان مرزا **غلام احمد قادیانی** سے ہین اس طرح مخالفت شیعہ مین معرکہ آرا ہوے کہ سنی ۔ وہابیون سے بھی انکا نمبر بڑھ گیا **خلافت راشدہ** مین ایسی منہ زوری کی کہ عرصہ سے شیعون کے دل زخمی ہو رہے ہین ۔ الحمد للہ کہ **رد الملاحدہ بابطال الخلافۃ الراشدہ** نے اس زخم پر وہ مرہم رکھا کہ قلوب مومنین شاد ہوگئے پہلا حصہ اسکا صفحہ ۱۴۴ پر چھپا ہے قیمت عہ علاوہ محصولڈاک صرف سو نسخہ طیار ہوے ہین اگر آپنے جلد نہ منگایا تو پھر ملنا اسکا [illegible] حصہ ثانیہ چھپ رہا ہے ۔

تقدیس القرآن حصہ اول ۸ دوم ۸ سیوم ۸ پہلی کتاب ہے جو شیعون کی طرف سے بمقابلہ آریہ لکھی گئی کو ر[illegible] خوبی سے آریہ وہابی [illegible] کیا نہ [illegible] انکا نام ہو متانت تحقیق اسکو کہتے ہین

[illegible] السارق [illegible] جسمین اون روایتون کی تحقیقات کی گئی ہے جنکو [illegible] نے شیعہ روایتون سے ثبوت تحریف قرآن مین پیش کیا تھا [illegible] کو پانچسو روپیہ دینے کا اعلام مقرر ہے اگر کوئی شخص معقول جواب دیسکے عہ حصہ اول و دوم ختم ہو چکا ۔

کشف الظلمات حصہ اول جسمین آیات بینات حصہ فدک کا جواب دیا گیا ہے یہ کتاب چند حصون پر منقسم ہے پہلا حصہ طیار ہے ضخامت ۱۶۲ قیمت ۱۰

الشمس جلد اول ۱۲ جلد دوم ۸ جلد سوم جلد چہارم جلد پنجم جلد ششم جلد ہفتم ۔

اس کی جلدین بہت کم رہ گئی ہین اگر جلد طلب کیا تو پھر ملنا اسکا مشکل بلکہ محال ہوگا کیونکہ جلد ۴ بالکل ناقص ہے

ذوالفقار حیدر جلد اول ۸ جلد دوم جلد سوم جسمین تہیہ [illegible] ت کا دہ سرمایہ جمع کیا گیا ہے کہ شاید ہی کہین لکھے یہ کتاب اصل مین دس جلد ہے صرف تین جلد چھپی ہے وہ بھی نایاب تھی مگر دوبارہ طبع ہوئی ہے اگر مومنین ہمت کرین تو بقیہ جلدین بھی طبع ہوان ۔

کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم ۔ دفع الوثوق عن نکاح الفاروق صرف اسکی تحقیقات ہے کہ نسبت عقد حضرت ام کلثوم بالکل غلط ہو [illegible] سمجھا دیا ہے ۔

مناظرہ امجدیہ حصہ اول ۸ دوم ۸ جسمین معویہ کے وہ حالات درج ہین کہ آجتک کسی کتاب مین نہین جمع ہوے تھے آیات قرآنی احادیث رسول اللہ احادیث ائمہ اطہار ۔ اقوال حضرت عائشہ و دیگر صحابہ و تابعین و مجتہدین سے لعنت کا جواز بلکہ ضرورت اس صراحت سے ثابت کیا گیا ہے کہ پھر کسیکو اسمین شک نہ ہو جسمین [illegible] صفحہ [illegible] کتاب [illegible]

رسالہ وضو [illegible] (کلوخ) ۳

ارسال الیدین ۸ **بسملہ** ۸ **تاریخ الاذان** ۸

عقل و تہذیب اہل حدیث ۸ صرف اس بحث مین ہے کہ جو طریقہ شیعون مین جاری ہے یہی اصل سنت رسول اللہ ہے اسکے خلاف جو کچھ ہے وہ ناجائز ہے ۔

تصحیح تاریخ ۱۲ جسمین وہ تاریخی نکات بیان کیے گئے ہین جس سے معلوم ہو کہ تاریخی واقعات جو خلفا کے لکھے گئے ہین اسمین کسدرجہ خلاف واقع بیان کیا گیا ہے ۔

عرائضہ خاور ۸ **امتحان اہل القرآن** ۱

تنقید بخاری حصہ اول عہ حصہ دوم عہ

مجالس عشرہ عہ جسمین واقعات مصائب کربلا نہایت صحیح روایتون سے لکھے گئے ہین جس سے بہتر مجلسون مین پڑھنے کیلئے کوئی کتاب نہین لکھی گئی ۔

المشتہر

علی حیدر اڈیٹر اصلاح کھجوہ ضلع سارن